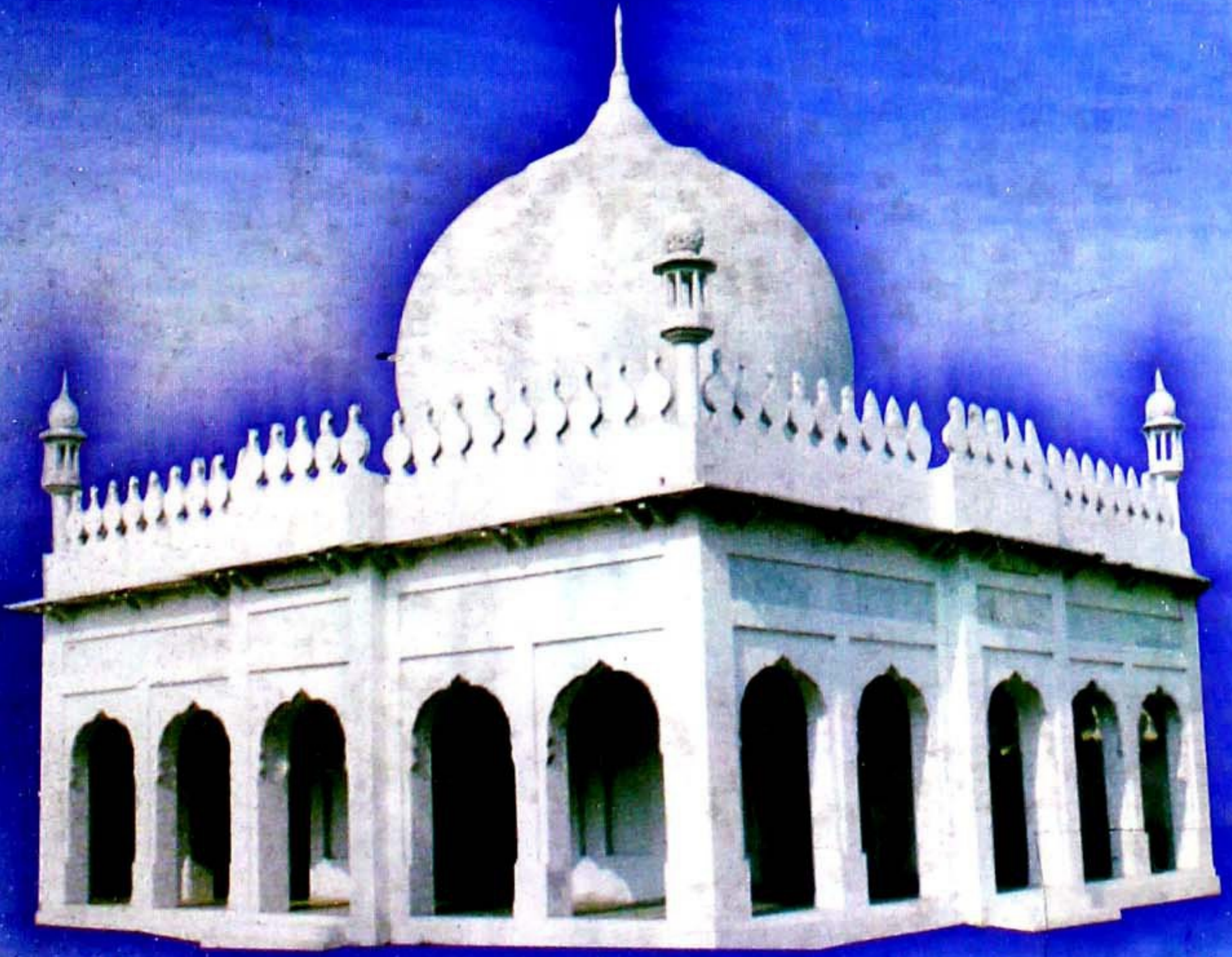


10
الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ

راہنما اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی امت میں

مناقب حضرت شیخ القرآن ﷺ



پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

ایم اے (اسلامیات، عربی، تاریخ) ایم او ایل، پی ایچ ڈی

بزم چشتیہ، غفور یہ مہر آباد شریف وزیر آباد، ضلع گوجرانوالہ

الشیخُ فی قومہ کالنبیِّ فی امتہ (حدیث)

راہنما اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی امت میں

5065

مراتب حضرت شیخ القرآن
رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ



پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

ایم اے (اسلامیہ، عربی، تاریخ)

ایم او ایل، پی ایچ ڈی

مجموعہ چشتیہ فقوریہ مہر آباد شریف وزیر آباد

ضلع گوجرانوالہ

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ)

81493

نام کتاب ----- مناقب حضرت شیخ القرآنؒ
مرتبہ ----- پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی
صفحات ----- 196 صفحات
کمپوزنگ ----- اویس کمپوزر شرق پور شریف
ٹائٹل ڈیزائننگ ----- سٹریم لائن وزیر آباد
سن اشاعت ----- فروری 2002ء
ہدیہ ----- 80 روپے
ناشر ----- صاحبزادہ محمد عارف ہزاروی

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ چشتیہ غوثیہ

مہر آباد شریف، وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

فون: 600622-600634-0437

الاهداء

عقیدت و محبت، الفت و ارادت، بصیرت و ہدایت، زینت و سعادت، معرفت و طریقت اور کرامت و فضیلت کے دائمی وابدی خوشبو والے پھولوں سے تیار ہونے والے اس گلدستہ مناقب کو مقبول بارگاہ حقیقت آگاہ، جامع معقول و منقول، ماہر علم میراث، عالم اجل، شیخ العلماء و المشائخ حضرت علامہ مولانا

۲۱

محمد عالم ہزاروی غفوری

(جد امجد حضرت شیخ القرآن) کی خدمت بابرکت میں بصد ادب پیش کرتا ہوں۔ جنکی ساری زندگی حب الہی، اتباع مصطفیٰ ﷺ اور شیخ کامل کے ساتھ اخلاص و محبت کے عالم میں گزری۔ ایسے عالم اجل اخلاف جدید میں تو کیا اسلاف قدیم میں بھی دور دور تک نظر نہیں آتے۔

امید قوی ہے کہ یہ تالیف اس تہی دامن کی نجات اخروی کا

باعث بن جائے گی۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم

بدال را بہ نیکاں بخشد کریم

9 عازر بانی قطب الدین خود بخوشی

31

مختصر سوانح حیات حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت:- 9 ذی الحج 1329ھ چمبہ پنڈہری پور ہزارہ۔

اساتذہ گرام:- قبلہ عالم غوث زماں حضرت پیر سید مر علی شاہ صاحب گولڑوی، حضرت مولانا عبد الحمید ہزاروی، حضرت مولانا احمد دین، حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی، مولانا مشتاق احمد کانپوری اور حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہم

بیعت:- قطب الاقطاب محبوب الہ حضرت پیر سید مر علی شاہ نور اللہ مرقدہ گولڑہ شریف۔

خلافت:- حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی، حضرت معصوم بادشاہ نقشبندی

چورہ شریف، حضرت سید پیر علاؤ الدین القلاری الگیلانی، حضرت خواجہ گوہر دین اویسی

جیندھر شریف اور حضرت خواجہ نور احمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہم

تدریسی خدمات:- جامعہ منظر الاسلام بریلی شریف، مدرسہ خدام الصوفیہ گجرات اور

دارالعلوم جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد

ملی خدمات:- نائب صدر مجلس اتحاد ملت، تحریک نیلی پوش، آل انڈیا سنی کانفرنس میں

شمولیت، 23 مارچ 1940ء کو قائد اعظم کے ہمراہ سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی دعوت

پر قائد اعظم وزیر آباد تشریف لائے۔ تحریک سول نافرمانی کے دوران گورنر ڈگلس نے باغی

قرار دیا۔ اسیری کے ایام گوجرانوالہ جیل میں گزارے۔ مہاجرین کی آباد کاری، جہاد کشمیر میں

مجاہدانہ کردار، 1953ء تحریک ختم نبوت کے دوران اسیری کے سات ماہ راولپنڈی جیل

میں گزارے۔ 1968ء جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی صدر منتخب ہوئے اور تحریک بحالی

جمہوریت میں ازوال قربانیاں دیں۔

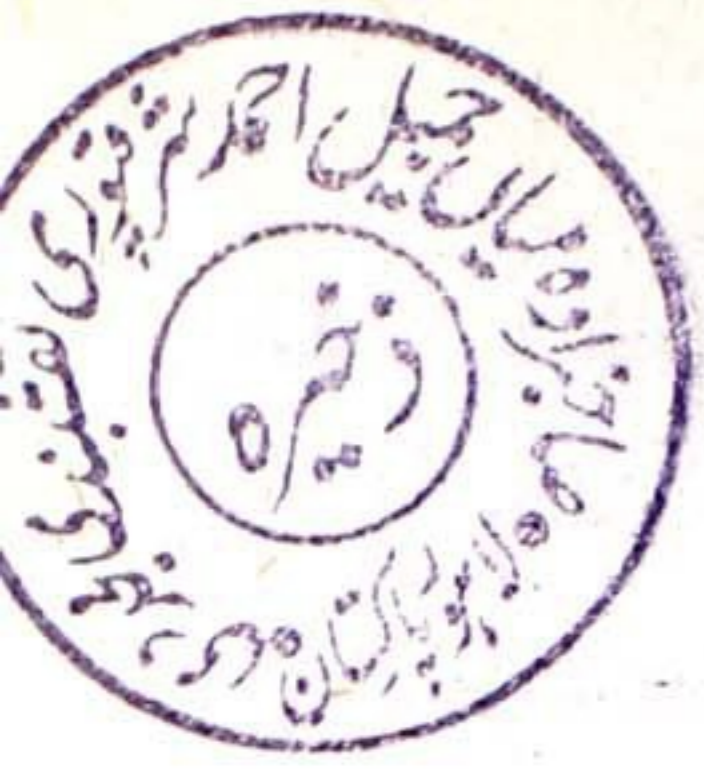
دینی خدمات:- سب سے پہلے دورہ تفسیر قرآن پاک کا آغاز، ہزاروں علماء نے استفادہ کیا۔

نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ، غیر اسلامی عائلی قوانین کی ترمیم اور سوشلزم کے رد کے لیے

زندگی بھر جدوجہد کی۔

تاریخ شہادت:- 9 اکتوبر 1970ء جمعۃ المبارک۔ آپ کا مزار مبارک ہر آباد

شریف وزیر آباد میں ہے۔ سالانہ عرس 7، 8 شعبان کو منعقد ہوتا ہے۔



فہرست حصہ اول ﴿نثر﴾

(علماء کرام، مشائخ عظام، ماہرین تعلیم، صحافی، سیاست دان)

صفحہ نمبر	اسمائے گرامی	نمبر شمار
1	پیش لفظ	
9	احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۔ حضرت غزالی زماں سید
9	احمد سعید کرمانی سابق وفاقی وزیر	۲۔ محترم جناب میاں
10	احمد عزیز اللہ دینہ	۳۔ حضرت مولانا مفتی
12	احمد میاں برکاتی دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد	۴۔ حضرت ابو حماد مفتی
13	اسرار بخاری لاہور	۵۔ ممتاز کالم نگار سید
14	اقبال احمد فاروقی ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا لاہور	۶۔ حضرت پیرزادہ مولانا
15	انور سابق چیرمین تحریک استقلال پنجاب	۷۔ ممتاز مفکر ابو سعید
16	اولیاء بادشاہ فاروق آستانہ موہڑہ شریف مری	۸۔ حضرت پیر طریقت
17	ایوب نوری چوراہی درگاہ چورہ شریف	۹۔ حضرت پیر طریقت
17	تقدس علی خان رضوی قادری پیر گوٹ شریف سندھ	۱۰۔ حضرت مولانا مفتی
18	جمیل احمد شرقپوری نقشبندی شرقپور شریف	۱۱۔ حضرت پیر میاں
18	حامد سعید کاظمی ملتان سابق ایم این اے	۱۲۔ حضرت صاحبزادہ سید
21	حفیظ تائب پنجاب یونیورسٹی لاہور	۱۳۔ شاعر اسلام پروفیسر
23	خان محمد قادری مہتمم جامعہ محمدیہ داتا گنر لاہور	۱۴۔ حضرت مولانا حافظ
25	خلیل احمد قادری سابق خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور	۱۵۔ حضرت مولانا سید
26	خورشید احمد گیلانی امیر تحریک اتحاد امت پاکستان	۱۶۔ حضرت صاحبزادہ سید

- 29 ذاکر حسین شاہ جامعہ محمدیہ غوثیہ انوار القرآن راولپنڈی ۱۷۔ حضرت علامہ سید
- 30 ریاض حسین شاہ ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان ۱۸۔ حضرت علامہ سید
- 32 زبیر شاہ رضوی جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال ۱۹۔ شیخ الحدیث پیر سید
- 33 سبط الحسن ضیفم روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۰۔ معروف کالم نگار سید
- 37 سجاد حسین قریشی "سابق گورنر" درگاہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی ۲۱۔ حضرت مخدوم
- 37 سعید احمد نقشبندی شریقی پور سابق ایم پی اے ۲۲۔ حضرت صاحبزادہ میاں
- 37 سلطان فیاض الحسن قادری دربار حضرت سلطان باہو ۲۳۔ حضرت پیر صاحبزادہ
- 38 شمس الزمان قادری "غوث العلوم سمن آباد لاہور" ۲۴۔ حضرت شیخ الفقہ
- 39 ضیاء شاہد چیف ایڈیٹر روزنامہ خبریں ۲۵۔ محترم جناب
- 40 ظفر اقبال نوری سابق صدر انجمن طلباء اسلام ۲۶۔ قائد طلبہ ڈاکٹر
- 41 ظہور احمد اظہر (ستارہ امتیاز) پنجاب یونیورسٹی لاہور ۲۷۔ پروفیسر ڈاکٹر
- 42 ظہیر احسان الہی سابق سیکرٹری جمعیت اہل حدیث ۲۸۔ حضرت مولانا
- 43 عبدالحق ظفر چشتی لاہور ۲۹۔ حضرت مولانا
- 46 عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ لاہور ۳۰۔ شیخ الحدیث مولانا
- 49 عبدالرحمان اشرفی مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور ۳۱۔ حضرت مولانا
- 49 عبدالستار خان نیازی صدر جمعیت علماء پاکستان ۳۲۔ مجاہد ملت مولانا
- 53 عبدالشکور رضوی شاہدرہ لاہور ۳۳۔ حضرت مولانا
- 53 عبدالصبور ہزاروی منشور سالک آباد حسن ابدال ۳۴۔ صاحبزادہ پیر
- 56 عبدالعزیز چشتی خطیب اعظم گوجرانوالہ ۳۵۔ حضرت مولانا
- 58 عبدالغفار ظفر برادر مولانا عبدالحکیم شرف قادری ۳۶۔ حضرت مولانا
- 60 عبدالکریم شورش کاشمیری ہفت روزہ چٹان لاہور ۳۷۔ ممتاز صحافی
- 61 عبدالمصطفیٰ کامل روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳۸۔ کالم نگار قاضی

- 63 عبد النبی کوکب لاہور ۳۹۔ حضرت مولانا قاضی
- 63 عبد الواحد عباسی سکندری بانی مدرسہ تعلیم القرآن سکھر ۴۰۔ حضرت پیر مفتی
- 64 عتیق الرحمان فیض پوری آستانہ ڈھانگری شریف میرپور ۴۱۔ حضرت صاحبزادہ پیر
- 67 علی احمد سندیلوی مفتی ادارہ منہاج القرآن لاہور ۴۲۔ حضرت مولانا
- 70 غازی محمد فضل احمد رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد ۴۳۔ شہزادہ محدث اعظم
- 71 غلام سرور قادری بانی جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور ۴۴۔ محقق العصر مفتی
- 72 غلام قطب الدین فریدی گڑھی اختیار خاں رحیم یار خاں ۴۵۔ حضرت صاحبزادہ
- 73 غلام محمد بھوروی دربار عالیہ بھور شریف میانوالی ۴۶۔ حضرت پیر ابو الضیا
- 77 غلام محی الدین صدیقی نقشبندی نیریاں شریف آزاد کشمیر ۴۷۔ حضرت پیر طریقت
- 77 فضل قادر جامع مسجد ملت کالونی راولپنڈی ۴۸۔ حضرت مولانا حافظ
- 79 فضل کریم رضوی صوبائی وزیر اوقاف ۴۹۔ جگر گوشہ محدث اعظم
- 80 فیض احمد اویسی رضوی بہاولپور ۵۰۔ حضرت شیخ الحدیث
- 82 فیض القادری لاہور ۵۱۔ حضرت پیرزادہ
- 83 قمر رضا خاں بریلوی منظر العلوم بریلی شریف ۵۲۔ حضرت صاحبزادہ
- 83 لیاقت علی خاں نیازی لاہور ۵۳۔ محترم ڈاکٹر
- 84 مجید نظامی چیف ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت لاہور ۵۴۔ ممتاز صحافی
- 84 محبت اللہ نوری مہتمم دارالعلوم حنفیہ بھیرپور اوکاڑہ ۵۵۔ حضرت صاحبزادہ
- 85 محفوظ الرحمن نعیمی جامعہ نعیمیہ سراجیہ لاہور ۵۶۔ صاحبزادہ پروفیسر
- 86 محمد احمد صدیقی آزاد کشمیر ۵۷۔ حضرت علامہ مفتی
- 89 محمد اعظم شاہ دربار محمد فاضل شاہ گڑھی افغاناں ٹیکسلا ۵۸۔ حضرت پیر سید
- 91 محمد بخش مسلم بی اے مسلم مسجد لاہور ۵۹۔ حضرت مولانا
- 91 محمد حسین نعیمی بانی جامعہ نعیمیہ لاہور ۶۰۔ مفتی اعظم مولانا

- 92 محمد حنیف حاجی طیب سابق وفاقی وزیر محترم جناب ۶۱۔
- 92 محمد خان قادری امیر عالمی دعوت اسلامیہ لاہور حضرت مفتی ۶۲۔
- 93 محمد خدائش اظہر دارالعلوم محمدیہ اظہر العلوم شجاع آباد علامہ عبدالنبی ۶۳۔
- 94 محمد صادق رضوی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ حضرت پیر ابوداؤد ۶۴۔
- 95 محمد صادق قصوری برج کلاں قصور حضرت مولانا ۶۵۔
- 98 محمد صدیق سالک صدر مدرس جامعہ حنفیہ سیالکوٹ حضرت مولانا ۶۶۔
- 103 محمد صدیق ہزاروی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور حضرت مولانا ۶۷۔
- 103 محمد طاہر القادری ادارہ منہاج القرآن لاہور حضرت پروفیسر ڈاکٹر ۶۸۔
- 105 محمد عبدالقیوم ہزاروی ادارہ منہاج القرآن لاہور حضرت علامہ مفتی ۶۹۔
- 108 محمد عبدالقیوم ہزاروی مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور حضرت علامہ مفتی ۷۰۔
- 110 محمد فاروق القادری آستانہ شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں حضرت پیر سید ۷۱۔
- 111 محمد کرم شاہ الازہری بانی جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف حضرت پیر جسٹس ۷۲۔
- 112 محمد متین ہاشمی سابق ڈائریکٹر دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور حضرت مولانا سید ۷۳۔
- 113 محمد محفوظ الحق شاہ خطیب اعظم بورے والا حضرت علامہ سید ۷۴۔
- 115 محمد مختار احمد درانی مہتمم مدرسہ سراج العلوم خانپور حضرت علامہ مفتی ۷۵۔
- 116 محمد مسعود احمد بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی حضرت پروفیسر ڈاکٹر ۷۶۔
- 116 محمد مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی لاہور حضرت پیر سید ڈاکٹر ۷۷۔
- 118 محمد مظہر قیوم شاہ مشہدی سجادہ نشین بھکھی شریف حضرت پیر سید ۷۸۔
- 118 محمد یحییٰ سابق مرکزی امیر اہل حدیث پاکستان حضرت مولانا ۷۹۔
- 119 محمود احمد رضوی اشرفی حزب الاحناف لاہور ۸۰۔ شارح بخاری سید
- 122 مظہر الدین "کالم نگار" نشان راہ "کوہستان راولپنڈی حضرت پیر حافظ ۸۱۔
- 122 معراج خالد ملک سابق نگران وزیر اعظم پاکستان محترم جناب ۸۲۔

123	مقصود احمد قادری خطیب مسجد اتادربار لاہور	۸۳۔ حضرت علامہ
124	منظور احمد شاہ فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال	۸۴۔ حضرت ابوالنصر
125	میر خلیل الرحمن بانی روزنامہ جنگ گروپ	۸۵۔ ممتاز صحافی
126	نذیر احمد غازی سابق اسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب	۸۶۔ ممتاز قانون دان
127	نصر اللہ خان صدر پاکستان جمہوری پارٹی	۸۷۔ محترم نوابزادہ
128	نصیر الدین نصیر گیلانی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف اسلام آباد	۸۸۔ حضرت پیر سید
131	نور المصطفیٰ رضوی جامعہ رضویہ خانقاہ ڈوگرال۔ شیخوپورہ	۸۹۔ حضرت صاحبزادہ
133	ہدایت اللہ پسروری دارالعلوم ہدایت القرآن ملتان	۹۰۔ حضرت علامہ مفتی

حصہ دوم ﴿نظم﴾

134	اصغر علی اصغر فیصل آباد	۱۔ جناب صوفی
136	ایم سلیم چشتی وزیر آباد	۲۔ محترم جناب
137	تجمل سلیمی سیالکوٹ	۳۔ جناب پروفیسر
138	ذاکر حسین شاہ راولپنڈی	۴۔ مولانا سید
139	سائر بجنوری	۵۔ محترم جناب
139	سرور سہارنپوری	۶۔ محترم حکیم
140	سفیر احمد سفیر ہری پور ہزارہ	۷۔ جناب مولانا
141	شریف احمد شرافت نوشاہی	۸۔ مولانا سید
142	صابر براری کراچی	۹۔ حضرت مولانا
142	صبا متھراوی	۱۰۔ محترم جناب
143	طارق سلطانپوری حسن ابدال	۱۱۔ محترم جناب
144	طالب حسین فیض پوری میرپور	۱۲۔ حضرت مولانا

145	ظفر علی خاں وزیر آباد	۱۳۔ بابائے صحافت
146	عابد نظامی (نوائے وقت لاہور)	۱۴۔ ڈاکٹر خواجہ
147	عبدالحکیم شرف قادری لاہور	۱۵۔ شیخ الحدیث مولانا
148	عبدالرحمن چشتی منڈی پھلروان	۱۶۔ قاری عبدالحفیظ
149	عبدالصبور منشور ہزاروی لکھنؤ	۱۷۔ صاحبزادہ پیر
151	فضل گجراتی	۱۸۔ حضرت مولانا پیر
152	محمد ابراہیم خوشتر افریقہ	۱۹۔ حضرت مولانا
152	محمد اقبال صابر	۲۰۔ محترم جناب
153	محمد بخش مسلم بی اے لاہور	۲۱۔ حضرت مولانا
154	محمد عارف سیالوی گجرات	۲۲۔ حضرت مولانا
155	محمد علی ظہوری قصوری	۲۳۔ شاعر اہلسنت صوفی
155	محمد غلام ربانی ہزاروی	۲۴۔ مولانا ابو المعانی
161	محمد صدیق سالک سیالکوٹ	۲۵۔ حضرت مولانا
162	محمد مظفر لالہ موسیٰ	۲۶۔ محترم حکیم
163	محمد منور چشتی جہلم	۲۷۔ محترم جناب



پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ -

الحمد لمن احق به والصلوة والسلام على من صلى الله وملكته عليه

بالاستمرار دائما ابدا وعلى آله وصحبه واولياء امته اجمعين 'اما بعد -

سرور کائنات ﷺ نے مدینہ طیبہ میں جس اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ عہد خلافت راشدہ میں وسیع سے وسیع ہوتی چلی گئی۔ خصوصاً عہد فاروقی میں سلطنت اسلامیہ عروج پر پہنچ گئی سیاسی لحاظ سے مسلمانوں نے پوری دنیا پر غلبہ حاصل کر لیا۔ بنو امیہ اور بنو عباسیہ کے دور میں مسلمانوں نے گرانقدر کارنامے سر انجام دیئے۔ یوں مسلمانوں کی حکومت دنیا کی مضبوط ترین حکومت تصور کی جاتی تھی۔

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ محمد بن قاسم کے ذریعہ ۷۱۲ء میں ہوا۔ ۹۲ھ سے ۹۵ھ تک پورا ملک سندھ سے کشمیر تک اسلامی حکومت کا حصہ بن چکا تھا۔ پھر ہندوستان میں اسلام کا پودا ترکی النسل غزنوی حکمرانوں نے لگایا۔ سلطان محمود غزنوی نے ۴۱۷ھ میں لاہور کو فتح کیا۔ اور یہاں ایک مستحکم اسلامی سلطنت قائم کر کے اسلامی تہذیب و تمدن کو پروان چڑھایا پہلے سلاطین دہلی نے اور پھر مغلیہ خاندان کے فرمانرواؤں نے برصغیر پر حکومت کی۔

ہندوستان میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں مسلم عرب تاجروں نے جہاں بہت اہم کردار ادا کیا وہاں مختلف سلسلوں سے وابستہ صوفیاء کرام و اولیاء عظام مختلف ممالک سے نقل مکانی کر کے یہاں چلے آئے ان کی تبلیغ اور اسلام کی آسان تعلیمات کی بدولت لوگوں نے ہندوں کے ذات پات کے جھگڑوں سے بچ کر اسلام قبول کرنے لگے۔ سلاسل اربعہ (چشتی قادری نقشبندی سروردی) کے بزرگان دین نے اپنے کمالات اور فیوض و برکات سے اطراف کو منور کیا۔ محمود غزنوی کی تخت نشینی سے بہت پہلے حضرت شیخ صفی الدین گازرونی "اوج شریف بہاولپور حضرت

اسماعیل بخاری اور انکے بعد حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری نے لاہور کو مرکز بنایا جنکی تبلیغی کوششوں سے ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے اجمیر، حضرت خواجہ قطب الدین مختیار کاکے نے دہلی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے جنوبی پنجاب، حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی نے اطراف دہلی۔ حضرت بندہ نواز گیسو دراز نے گلبرگ، پونا، بنگام کے اضلاع، حضرت نظام الدین اورنگ آبادی نے دکن، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت شاہ کلیم اللہ جمال آبادی، حضرت نور محمد مہاروی، حضرت خواجہ سلیمان تونسوی، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی، حضرت خواجہ پیر مر علی شاہ نے اپنے اپنے مراکز پر تبلیغ اسلام کے فریضہ کو جاری رکھا ہزاروں لاکھوں ہندوؤں نے اسلام قبول کیا اور یوں اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ خاندان چشتیہ کا نام روشن کرتے رہے۔

خاندان قادریہ کے اولیاء کرام میں سے قابل ذکر سید محمد غوث قادری، اوچی حلہ، حضرت شاہ سکندر کیتھلی، حضرت میاں میر، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شیخ عبدالاحد، حضرت شاہ ابو المعالی لاہوری، حضرت مخدوم شیر شاہ، حضرت نوشہ گنج بخش نے بھی برصغیر کے لاکھوں ہندوؤں کو حلقہ بگوش اسلام کیا تاخرین میں امام اہل سنت احمد رضا خاں بریلوی، حضرت حامد رضا خاں بریلوی، خواجہ عبدالرحمن چھوہروی، حضرت شاہ دیدار علی الوری، مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد نے صرف غیر مسلموں کو راہ راست پر لائے بلکہ تقریر و تحریر کے ذریعہ بد عقیدگی کے خلاف مصروف جہاد رہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت ایشاں، حضرت آدم پوری، حضرت شیخ محمد طاہر ہندگی، حضرت نور احمد پٹنی، حضرت حمید ہنگالی، شیخ طاہر بدخشینی، حضرت بہاؤ الدین، حضرت عبدالاحد سرہندی، حضرت بابا فیض محمد تراہی، حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی، حضرت شاہ رکن الدین الوری، حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی، حضرت حافظ جماعت علی شاہ علی پوری، حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانی علی پوری، حضرت میاں شیر محمد شر قپوری، تبلیغ دین و سنت میں کوشاں رہے۔

خاندان سروردیہ کے چشم و چراغ حضرت بہاؤ الدین زکریا۔ حضرت سید جلال الدین بخاری، حضرت مخدوم جہانیاں، سید جلال الدین جہاں گشت، حضرت سید احمد المعروف بہ سخی سرور، حضرت شاہ رکن عالم حضرت شیخ حمید الدین حاکم، حضرت شہباز قلندر، حضرت حاجی اسحاق سندھی، شیخ جلال الدین تبریزی حضرت جلال مجرد سلمی اور حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی نے اپنے علاقے میں تبلیغ دین کا حق ادا کر دیا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد برصغیر میں انگریزوں کا رویہ مسلمانوں کے بارے میں یکسر بدل گیا مغلیہ حکومت کے خاتمے کے ساتھ ہی مسلمانوں کے لئے ایک تاریک دور شروع ہوا۔ انگریزوں نے برصغیر میں اپنے تسلط کو دوام دینے کے لیے اس انداز سے سوچنا شروع کر دیا کہ مسلمانوں کے تشخص اور ان کے انداز فکر کو کس طرح بدلہ جاسکتا ہے اسلام کی عمارت کو منہدم کرنے کے لئے انگریزوں نے پہلے پہل مغربی علماء کی جماعتیں تیار کیں عیسائیوں یہودیوں نے اسلام، قرآن اور نبی رحمت ﷺ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔ پھر وہ دور شروع ہوا کہ مسلمانوں کے اندر تفریق پیدا کرنے کے لیے انگریزوں نے ایسے فرقوں اور جماعتوں کی بنیاد ڈالی جنہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے عقائد و نظریات پر منافقانہ و متعصبانہ حملے شروع کر دیئے ان حالات میں سلاسل اربعہ کے علماء و مشائخ نے بڑا اہم کردار سرانجام دیا بڑے بڑے علمی مراکز قائم کئے۔ تحریر و تقریر اور خانقاہوں کے ذریعے بد عقیدگی کے سیلاب کے سامنے بند باندھ دیا اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی ایسی شمع روشن کی جس کے اجالوں میں انگریزوں اور ہندوؤں سے پاکستان کی صورت میں آزادی حاصل کی۔ برصغیر پاک و ہند کے ان ہی مذہبی مینارہ ہائے نور میں سے ایک شخصیت جسکی زندگی اطاعت رسول ﷺ اہل بیت الطہار و اولیاء عظام سے والہانہ محبت، اسلام اور مادر وطن پاکستان کے عشق سے عبارت تھی جنہوں نے اپنی ہمہ گونہ امداد و تعاون سے بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے ہاتھ مضبوط کیے، جن کی دین اسلام کی خدمات جلیلہ، اصلاح امت کی کاوشوں، تصوف و طریقت میں انکی تجدد آریاں اور شریعت اسلامیہ کے مسائل پر ہمہ گیر انداز میں درس و تدریس اور خطابت پر ”ابوالحقائق“ ”شیخ القرآن“ ”ترجمان اہل

سنت“ ”نگہبان ناموس رسالت“ اور ”شیخ العرفان“ جیسے القابات سے نوازا گیا۔ شیخ المشائخ
قدوة السالکین زبدة العارفین بحر العشق والیقین استاد العلماء مخدوم اہل سنت واقف رموز طریقت
امیر شریعت حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی گولڑوی سابق
صدر جمعیت علماء پاکستان۔ آپ ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ یکم دسمبر ۱۹۱۱ء بروز جمعۃ المبارک موضع چمبہ
پنڈہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

آسمان ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائیگی
اس قدر ہو گی ترنم آفریں باد بہار
نکت خوابیدہ غنچے کی نوا ہو جائیگی
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغام سجود
پھر جبین خاک حرم سے آشنا ہو جائیگی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے

دیکھنے والوں کا کہنا ہے کہ آثار ولایت سے اس نو مولود کی جبین نیاز درخشاں و تاباں جبکہ
انوار الہی سے چہرہ مثل ماہ کنعان تھا۔ یہی نو مولود بڑا ہو کر فرزند اسلام، عالم با عمل، فاضل اجل،
بطل حریت، شیخ القرآن و العرفان، ابو الحقائق اور آفتاب طریقت بن کر صفحہ ہستی پر چمکا۔
آپ مسلکاً حنفی بریلوی مشرباً چشتی قادری مجازاً چشتی، قادری نقشبندی سروردی تھے۔
تحریک اتحاد و ملت، تحریک نیلی پوش، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک بحالی جمہوریت اور
تاریخ حریت میں حضرت شیخ القرآنؒ ایک ایسے نقش تاباں اور روشنی کا مینار ہیں جنکی تائید و حمایت
سے رہرواں جادہ حریت کو منزل تک پہنچنے۔ ساحل مراد سے ہمکنار ہونے میں عظیم سہارا ملا
تھا۔ آپ کے مذہبی، ملی، عملی اور اصلاحی کارنامے عالم بے بدل ہونے کے آئینہ دار ہیں حضرت شیخ

القرآن ایک ایسے چراغ ہیں جس سے ہزاروں چراغ روشن ہو کر منبر و محراب اور خانقاہوں کی زینت بنے پوری زندگی تبلیغ دین متین خدمت قرآن و حدیث میں بسر ہوئی قال اللہ و قال الرسول کے زندموں سے آخر وقت تک زبان اقدس تر رہی یوں یہ آفتاب حقیقت ماہتاب شریعت و طریقت انسانیت کو صراطِ مستقیم کی شاہراہ دکھانے والے عظیم قائد عاشقِ رسول خطیب بے بدل ہدایت کے دیپ جلا کر رہبری و رہنمائی کے دیئے فروزاں اور عقائد و اعمال کی اصلاح و درستگی کی کھمشاہوں کو جگمگا کرے، شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ ۹ اکتوبر ۲۰۱۰ء بروز جمعۃ المبارک جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

حکمت و عرفان کا سورج وہ دور افق پہ ڈوب گیا
کتنی صدیوں تک اب لوگ سحر کو ترسیں گئے

زیر نظر کتاب ”مناقب حضرت شیخ القرآن“ دراصل حضرت شیخ القرآن کی سوانح حیات ”فیضان حضرت شیخ القرآن“ کا ایک حصہ ہے عرصہ دراز سے یہ خواہش ہے کہ جد امجد حضرت شیخ القرآن کی سوانح حیات بڑی جامع اور عمدہ انداز سے شائع کی جائے۔ تا حال یہ خواہش پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکی۔ اس میں دیگر کئی وجوہات کے علاوہ اول تو اپنی بے ہمتی و بے مائیگی مانع رہی ہے کہ میں اس قدر عظیم شخصیت اعلیٰ مرتبت ولی کامل اور شیخ القرآن کے مرتبہ پر فائز استاذ العلماء و المشائخ کی سوانح ذیشان قلمبند کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا اور دوسرے یہ بھی کہ

ایں سعادت بزور بازو نیست

تانه بخشد خدائے بخشندہ

بہر حال آپ کی توجہ خاص عنایت لائقہ کی امید پر کمر ہمت باندھ لی ہے۔ اور سوانح حیات کا بہت سا حصہ مرتب کر لیا گیا ہے۔ حضرت کی سوانح، ملفوظات، خدمات، شاعری اور وصاف و کمالات پر راقم الحروف کے درجنوں مضامین ملک کے اکثر و بیشتر چھوٹے بڑے اخبارات اور دینی رسائل کی زینت بنتے رہے۔ چند ایک پمفلٹ و رسالے بھی شائع کئے گئے ہیں اور سب سے

بڑھ کر پنجاب یونیورسٹی میں دوران تعلیم ایم اے اسلامیات سال دوم کے منعقدہ امتحان ۱۹۸۶ء کے لئے راقم الحروف نے ایک علمی و جامع مقالہ زیر نگرانی استاد محترم ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی سابق چیرمین ادارہ علوم اسلامیہ بعنوان - حضرت پیر مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و ملی خدمات " لکھا اور پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات میں پہلی پوزیشن پر گولڈ میڈل حاصل کیا۔ اس مقالہ کی تکمیل کے لئے جلیل القدر علماء کرام مشائخ عظام اور دانشور حضرات سے رابطہ کیا جنہوں نے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق اپنے تاثرات لکھ کر دیئے۔

جناب ہال شاہراہ قائد اعظم لاہور میں چار بار سالانہ حضرت شیخ القرآن کانفرنس جبکہ ایک کانفرنس اقبال لائبریری ہال شاندار چوک جہلم میں زیر صدارت پیر طریقت رہبر شریعت محبت العلماء والعارفین جانشین شیخ القرآن حضرت پیر الحاج مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی چشتی گوٹروی ادام اللہ اظلال برکاتہ بطول بقاء و حیاتہ صاحب السجادۃ بالقریۃ العظیمۃ مہر آباد شریف وزیر آباد منعقد ہوئیں۔ ان عظیم الشان کانفرنسز میں اہل سنت کے جید علماء و مشائخ تشریف لائے۔ ۳۰ نومبر ۱۹۹۴ بروز بدھ کو منعقدہ پہلی کانفرنس سے حضرت پیر سید عارف حسین شاہ حافظ آبادی۔ محترم رفیق باجوہ ایڈووکیٹ۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی۔ محمد فاروق سابق وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ صاحبزادہ سید خورشید گیلانی۔ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی۔ علامہ احمد علی قصوری۔ ڈاکٹر ظفر اقبال نوری۔ راجہ رشید محمود۔ پروفیسر محمد صدیق اکبر نے خطاب فرمایا۔

۱۰۔ اپریل ۱۹۹۵ بروز پیر جہلم میں منعقدہ کانفرنس سے حضرت پیر حافظ عتیق الرحمن ڈھانگری بالا میرپور۔ مولانا مفتی احمد عزیز اللہ دینہ۔ ڈاکٹر ظفر اقبال نوری اور پروفیسر محفوظ الرحمن نعیمی لاہور نے خطاب فرمایا۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۵ بروز اتوار کو جناب ہال لاہور میں کانفرنس سے حضرت پیر ڈاکٹر مظاہر اشرف الاثرانی کچھوچھ شریف۔ صاحبزادہ فضل کریم رضوی فیصل آباد۔ مفتی غلام سرور قادری۔ مولانا مقصود احمد قادری۔ ڈاکٹر لیاقت علی نیازی۔ مفتی محمد خان قادری۔ صاحبزادہ فیض القادری۔ صاحبزادہ خورشید گیلانی۔ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی۔ نذیر احمد ایڈووکیٹ اور مولانا حافظ خان محمد قادری نے خطاب فرمایا۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۶ بروز اتوار کو لاہور میں منعقدہ

حضرت شیخ القرآن کانفرنس سے حضرت پیر اولیاء بادشاہ فاروق موہڑہ شریف۔ صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی ملتان۔ صاحبزادہ محبت اللہ نوری بصیر پور۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحکیم شرف قادری۔ شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی۔ حضرت سید ریاض حسین شاہ راولپنڈی۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر۔ صاحبزادہ سید خورشید گیلانی۔ مفتی محمد خان قادری۔ مولانا قاری زوار بہادر۔ علامہ شبیر احمد ہاشمی پتوکی۔ پروفیسر حفیظ تائب۔ مولانا محمد عبدالشکور رموی نے خطاب فرمایا۔ ۴ نومبر ۱۹۹۷ بروز منگل کی منعقدہ کانفرنس سے سینئر مولانا عبدالستار خاں نیازی۔ نوابزادہ نصر اللہ خاں صدر پاکستان جمہوری پارٹی۔ پیر سید نصیر حسین المعروف چن پیر علی پور سیداں۔ مولانا محمد صدیق ہزاروی۔ صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری۔ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری۔ ڈاکٹر منیر الدین چغتائی۔ مفتی محمد خان قادری۔ حضرت خواجہ غلام قطب الدین فریدی۔ میاں سعید احمد کرمانی سابق وفاقی وزیر نے خطاب فرمایا۔

ان عظیم الشان کانفرنسز میں شرکت کے لئے لاہور، حافظ آباد، وزیر آباد، جہلم، گجرات، حسن ابدال، ہری پور ہزارہ، فیصل آباد، سیالکوٹ کے علاوہ دیگر متعدد شہروں سے علماء کرام اور حضرت شیخ القرآن کے مرید و عقیدتمند شریک ہوتے رہے۔ ان پروگرام کے انعقاد کے لئے راقم الحروف کے ساتھ متعدد ساتھیوں نے تعاون کیا۔ خصوصی طور پر میرے شکریہ کے مستحق حاجی اعجاز احمد چشتی لاہور۔ ملک محبوب الرسول قادری جوہر آباد۔ مولانا عبدالحق ظفر چشتی لاہور اور مولانا محمد شریف چشتی جہلم ہیں۔ جن کی شبانہ روز محنت سے یہ یادگار کانفرنسز پایہ تکمیل تک پہنچیں۔

پیش نظر کتاب ”مناقب حضرت شیخ القرآن“ جو کہ جید علماء کرام مشائخ عظام دانشور مفکرین اسلام اور شعراء کرام کا حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے حضور نذرانہ عقیدت ہے۔ اس کتاب میں ان تمام علماء و مشائخ عظام کے تاثرات شامل کر دیے گئے ہیں جو کہ میں نے ایم اے اسلامیات کے دوران مقالہ لکھنے کے لئے حاصل کئے۔ اور حضرت شیخ القرآن کانفرنسز میں جن حضرات نے خطاب فرمایا۔ اسی طرح وہ اکابرین اہل سنت جو حضرت شیخ القرآن کے وصال

پر نماز جنازہ میں شریک ہوئے اور اپنے تعزیتی کلمات و تاثرات سے نوازا نہیں بھی کتاب کی زینت بنا دیا گیا۔ یوں یہ کتاب ایک گلدستہ کی مانند ہے کہ اس میں لگے ہوئے پھول وہ جہاں بھی لگے ہوئے ہیں بہر حال خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ کتاب کی ترتیب کو یوں ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے کہ اسے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ نثر اور دوسرا نظم پر مشتمل ہے۔ علماء و مشائخ اور شعراء کرام کے تاثرات کو ان کے زمانہ یا مراتب کی بجائے حروف تہجی کے اعتبار سے نظرِ قارئین کر رہا ہوں۔ آخر میں ان تمام حضرات علماء کرام، مشائخ عظام، شعراء کرام کا صمیم قلب سے ممنون ہوں جنہوں نے اس عاجز کی درخواست پر اپنے تاثرات عنایت فرمائے۔

مشائخ عقیدت کا دم بھرتے ہیں
علماء گردن نیاز خم کرتے ہیں

۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ اتوار ۱۶۔ اپریل ۲۰۰۰ء

بزمِ چشتیہ غفوریہ مہر آباد شریف۔

وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

طالب دعا!

ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی عفی عنہ

صدر شعبہ علوم اسلامیہ

گورنمنٹ شالیمار کالج باغبانپورہ لاہور

حضرت غزالی زماں سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ملتان .

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ علمائے اہل سنت میں بلند پایہ عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں راسخ علم عطا فرمایا تھا وہ جس طرح معقولات میں بے مثال تھے۔ اسی طرح منقولات میں بھی بے مثل تھے تدریس میں ان کا مقام اتنا بلند تھا کہ مدرسین کو ان پر رشک ہوتا تھا اور تقریر میں تو میں سمجھتا ہوں کہ اپنی مثال آپ ہی تھے۔ وہ علوم عقلیہ و نقلیہ کے جبل عظیم تھے۔ ان کی علمی و عملی، ملکی و ملی خدمات کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کا انداز بیاباں فاضلانہ بھی تھا اور عاشقانہ بھی۔ مجمع پر اس طرح چھا جاتے تھے کہ سامعین محو حیرت ہوتے تھے۔ ان کی تقریر ”ان من البیان لسرا“ کا مصداق ہوتی تھی۔ غالباً ۱۹۴۴ء میں مدرسہ انوار العلوم کی افتتاحی تقریر تو ایسی یادگار تقریر تھی کہ علما محو حیرت تھے۔ ممدوح اپنے علم و عمل، اخلاق و کردار کے لحاظ سے ایک عظیم ترین انسان تھے جن کی یادوں کے نقوش لوح قلب پر ہمیشہ ثبت رہیں گے۔ ان کے سعادت مند لخت جگر محترم مولانا مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی صورت و سیرت میں ان کی چمکتی ہوئی یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔ آمین

محترم میاں احمد سعید کرمانی سابق وفاقی وزیر پاکستان

یہ ہماری بڑی بد نصیبی ہے کہ قیام پاکستان کے بعد جہاں ہم بڑے بڑے علماء پیدا نہ کر سکے وہاں خطیب بھی پیدا نہ ہوئے۔ علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ تو قیام پاکستان سے قبل کے عظیم

خطیب تھے۔ ہم موچی دروازہ کے باہر اکثر ان کی تقاریر سنا کرتے تھے۔ میں نے پہلی بار جب آپ کا خطاب سنا تو ایک شخص سے پوچھا یہ مقرر کون ہیں۔ جواب ملا حضرت شیخ القرآن ہیں وزیر آباد سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ خطاب کے دوران یوں لگتا کہ زبان سے الفاظ کی آبشار بہ رہی ہو۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا بولنے کی طاقت و رفتار میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حالانکہ یہ وصف دیگر مقررین میں نہیں ملتا۔ آپ مولانا ظفر علی خاں کے ساتھی تھے۔ جو بذات خود ایک بہت بڑے خطیب تھے۔ جن کے ہاں بارہ ماہ طغیانی رہا کرتی تھی۔ وہاں بند باندھنا بڑا مشکل کام تھا۔ اس ظفر علی خاں نے علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یوں کہا

میں آج سے مرید ہوں عبد الغفور کا

چشمہ اہل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے دلوں کو خوب گرمایا اور انہیں عاشق رسول بنا سکھایا۔

حضرت مولانا مفتی احمد عزیز اللہ صاحب دینہ

اے شہنشاہ ولایت فخر سلسلہ چشتیہ شیخ القرآن والحدیث ابو الحقائق حضرت قبلہ پیر

محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

تیرے قدموں میں سکون آج بھی ملتا ہے مجھے

تیری تربت سے دعاؤں کی صدا آج بھی آتی ہے مجھے

انسان کو کھانے پینے سونے چلنے پھرنے کے لئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔ اس کے ذمے کچھ

ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ انہی ذمہ داریوں کو نبھانا ہی معراج انسانیت ہے۔ نبوت کی پہلی تعریف

علم ہے۔ جب کروڑوں فرشتوں کا علم خاموش ہو جاتا ہے تو پھر علم نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔ اور

جب ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کے سر سجدے میں جاتے ہیں تو وہاں سے علم مصطفیٰ ﷺ کی

ابتداء ہوتی ہے۔ اور علم نبوت کی انتہا کوئی تلاش نہیں کر سکتا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ

عنه باب العلوم ہیں چشتیوں میں فیض سینہ بہ سینہ حضرت علیؑ سے پہنچا ہے

ایک بچہ محدب شیشہ لے کر سورج کے سامنے رکھ کر کپڑے جلا رہا تھا۔ یہ بچے کا کھیل تھا۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ سورج کی کرنیں کپڑے کو نہیں جلاتیں مگر اب کیوں جل گیا ہے اس نتیجہ پر پہنچا کہ محدب شیشہ سورج کی کرنوں کو اپنے اندر محفوظ و جمع کرتا ہے پھر اس کے سامنے جو آتا ہے اس کو جلا کر رکھ کر دیتا ہے اسی طرح حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ نے حضرت علی المر تضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انوار علم کو جمع کرتے رہے پھر ان کے سامنے جو بھی آیا اس کو علامہ، شیخ الحدیث، شیخ الفقہ اور مدرس بنا کر بھیجا۔ ۵۰ ہزار کے قریب علماء کو قیوم زمانہ علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے علم کے زیور سے آراستہ کیا۔ آپ رمضان المبارک کے ماہ میں علماء کرام کو قرآنی حقائق و معارف سے روشناس کرواتے۔ آج دنیا کے کسی ملک میں چلے جاؤ انگلینڈ، ناروے، امریکہ، یورپی ممالک، عرب ممالک کسی نہ کسی شہر میں آپ کو علامہ ہزاروی کے باطنی علوم سے منور ہونے والا مل ہی جائے گا۔ آپ نے جو چراغ روشن کئے اس کا فائدہ صرف وزیر آباد والوں کو ہی نہیں بلکہ روئے زمین کے گوشے گوشے میں رہنے والوں کو ہوا۔ آپ کی ذات صرف چشتیوں کے لئے سرمایہ افتخار نہیں شہنشاہ علم و عرفان جہاں جہاں سے گزرے نور برساتے گئے۔ چشتیوں، قادریوں، نقشبندیوں، سہروردیوں کا وہ کون سا عرس یا آستانہ نہیں جہاں آپ نے قرآن و حدیث کے انوار اور ظاہری و باطنی علوم کے حقائق و معارف سے عوام کو مستفیض نہ فرمایا ہو۔

غالباً آپ ڈھانگری شریف تشریف لے جا رہے تھے رات میرے ہاں قیام فرمایا باتوں باتوں میں میں نے آپ سے عرض کیا حضرت یہ تو بتائیں گورنر پنجاب سر ڈگلس نے تحریک پاکستان کے دوران آپ کو باغی قرار دیا تو آپ کو کہاں لے گئے تھے۔ فرمانے لگے مجھے ہتھکڑیاں پہنا کر ڈپٹی کمشنر کے پاس لے گئے تھے۔ اس نے مجھ سے پوچھا مولوی محمد عبدالغفور آپ کس حال میں ہیں۔ میں نے دونوں بازو کھڑے کر کے کہا ڈپٹی کمشنر صاحب یہ ہتھکڑیاں قیامت کے روز گواہی دیں گی کہ میں ڈگلس کا باغی نہیں مصطفیٰ ﷺ کا غلام ہوں۔ یہ فقرہ سن کر میرے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی کہ کیا عالی ظرف ہیں یہ لوگ۔ کیسا عظیم مزاج پایا ہے ان لوگوں نے کہ پورے

ہندوستان اور پاکستان کی فضاؤں میں آپ کا نام ان باغیوں کی فہرست میں لکھا گیا جو انگریز کی حکومت کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

عقائد سے بھی عجیب تعلق تھا ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا کہ بھینس دودھ نہیں دیتی کچھ دم کر دیں۔ فرمانے لگے چھوڑ جا کر بھینس کے کان میں کہہ دے کہ ہزاروی کہتا ہے دودھ دے ورنہ ذبح کر کے وہابیوں کو کھلا دوں گا۔ چنانچہ بھینس نے دودھ دینا شروع کر دیا۔

پیکر صبر و تحمل ایسے کہ انہی شریف پڑھتے تھے کرایہ جیب میں نہیں تھا۔ لیکن وہاں جانا ضروری تھا ایک کتابوں کا بہت بڑا بنڈل تھا اور مولانا عبدالرازق ساتھ تھے جو سخت بیمار تھے پہلے آپ مولانا کو اٹھا کر ایک مقام سے دوسری منزل تک چھوڑ آتے پھر واپس آکر کتابوں کا بنڈل لے جاتے۔ پھر مولانا کو اگلی منزل پر چھوڑتے اور پھر آکر کتابیں لے جاتے یوں منزل تک پہنچے۔ یہ صبر و رضا کا پیکر نہیں تو اور کیا ہے یہ علم سے تعلق نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ تقویٰ نہیں تو اور کیا ہے۔

جناب بو الحقائق گولڑہ کے مظہر عالی

جن کے فیض کے سے در سے پھر کوئی نہیں خالی

حضرت ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد

حضرت شیخ القرآن ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ان علماء میں شامل ہیں جو اپنی ذات میں انجمن اور ایک تحریک ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ نے اپنی ساری زندگی دین حق کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی۔ اور ان کی مقدس زندگی کا کوئی لمحہ اشاعت دین سے خالی نہ رہا۔ وہ نہ صرف ایک عالم باعمل بلکہ ”عالم گر“ تھے۔ ان کی زبان سے نکلی ہوئی مختصر بات بھی علمی نکات کی حامل ہوتی تھی۔ میرے والد گرامی مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی قدس سرہ، حضرت شیخ القرآن کی خدمت کو بہت سراہتے تھے۔ اور ان کی علمی و تدریسی خدمات کا تذکرہ بہت شاندار الفاظ میں فرماتے تھے۔ اللہ کریم حضرت کے مراتب و درجات اور بلند فرمائے (آمین)

ممتاز کالم نگار سید اسرار بخاری لاہور

”عندلیب گلشن رسول مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی“

یوں تو سارے علمادین امت مسلمہ کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں لیکن چند نام ہماری تاریخ میں ایسے بھی ہیں جو بھلائے بھی نہیں بھلائے جاسکتے۔ انہی میں ایک بطل جلیل حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی تھے۔ جن کی علمیت، خطابت، دینداری، حق گوئی اور ملی خدمات اس قدر ہیں کہ آج بھی ان کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا جوں کا توں ہے۔

مولانا اسی قبیل کے فرد تھے جس سے مولانا رومی کا تعلق تھا۔ ان کے خطبوں میں مثنوی کا رنگ ان کے آہنگ میں ڈھلا ہوا عشق رسول کا ترجمان تھا۔ جن لوگوں نے ان کی خطابت کے جوہر ایک بار بھی دیکھے ہیں انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ وہ تصوف کی باریکیوں کو شریعت مطہرہ کے پہرے میں یوں بیان کرتے تھے کہ دین متین دل میں اتر جاتا تھا۔ وہ کہنے کو تو ایک جید عالم دین تھے لیکن باطنی دنیا میں ایک باعمل وحدت الوجودی صوفی تھے۔ ان کے ہاں مطالعے کی وسعت، عقیدے کی صحت اور اظہار پر قدرت اس وافر انداز میں پائی جاتی تھی کہ مخالف بھی ان کے تبحر علمی کے سامنے سر رکھ دیتے تھے۔ مسجد وزیر خلیفہ کا منبر و محراب آج بھی ان کے صحت مند لہجے اور روح کو سرشار کر دینے والے خطبوں کی شہادت دے رہا ہے۔ انہوں نے مسجد مذکورہ میں دین کی جو خدمت سرانجام دی اہل لاہور اس کے گواہ ہیں۔ رد قادیانیت کے لئے انہوں نے زندگی بھر جدوجہد کی۔ ۱۹۵۳ کے رد قادیانیت تحریک کے وہ روح رواں تھے۔ ان کے خطبوں نے پورے ملک میں ناموس نبوت پر کٹ مرنے کی لہر دوڑادی تھی

وہ درویش بے گلیم تھے۔ ان کے فکر اور عمل میں خانقاہ کی جولانیاں اور رومی و عطار کی سوچ کی جھلک تھی۔ ناموس رسالت کے لئے زندگی بھر آزمائشوں سے گذرتے رہے اور عشق رسول ﷺ کا دم بھرتے رہے۔ لاہور کی فضاؤں میں ان کے خطبوں کی گونج راہ گم کردہ لوگوں کے لئے رہنما ہے۔ مولانا مرحوم و مغفور کے فاضل فرزند مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی جو مسند تدریس پر

فروش ہیں اپنے والد ماجد کا زندہ نشان ہیں۔ اپنے والد کا عظیم مشن اور ورثے کو پیش کرنے کی سعی حاصل کر رہے ہیں۔

بنا کر دند خوش رسے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایس عاشقان پاک طینت را

حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایڈیٹر ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

فخر اہل سنت فاضل محقق علامہ مدقق استاذ المعقولین و منقولین شیخ القرآن ابو الحقائق مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی قادر الکلام خطیب شعلہ بار مقرر اور معروف مفسر قرآن تھے وہ اپنی تقریر سے سامعین پر جادو کر دیتے۔ حدنگاہ تک پھیلے ہوئے عوام آپ کی پرزور خطابت کے سامنے خاموش سمندر نظر آتے۔ معاندین پر تنقید کرتے تو انہیں مبہوت کر دیتے۔ مذاح پر آتے تو سامعین کو لوٹ پوٹ کر دیتے۔ قرآن کے معنی بیان کرتے تو اہل علم سے خراج تحسین حاصل کرتے تقریر کرتے تو دوران تقریر شعر بڑے مخصوص ترنم سے پڑھتے اور اسی شعر کو تقریر کا نکتہ پر کار بنا لیتے۔ اور خوب داد پاتے۔

آپ خطیب اور مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ زبردست مناظر بھی تھے۔ ایک منطقی اور معقولی ہونے کی وجہ سے میدانِ مناظرہ میں اپنے مد مقابل پر حاوی رہتے۔ مولوی غلام خاں صاحب راولپنڈی کو تو میدانِ مناظرہ سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیتے۔ اپنے استاد مولانا احمد دین کے ساتھ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور تاحیات حضرت گولڑوی کے عرس کی مجالس پر تقاریر فرمائیں۔ اور حضرت صاحبزادہ سید غلام محی الدین گولڑوی بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی نوازشات سے مالامال ہوتے رہے آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پنجاب بھر میں احراری مولویوں کے مقابلہ میں زبردست تقریریں کیں۔ لیاقت علی خاں سے قرارداد مقاصد منظور کرانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایوبی دور میں جمعیت علماء پاکستان کی تطہیر کے لئے زبردست تحریک چلائی محکمہ اوقاف کی بد عنوانیوں پر سخت تنقید کرتے۔

آپ موثر و عظیم کرنے میں اس قدر شہرت رکھتے کہ جہاں تقریر کے لئے تشریف لے جاتے اس کی خبر پر لوگ جوق در جوق جمع ہو جاتے۔ اور مجمع ہزاروں تک جا پہنچتا۔ آپ ہر مسئلہ پر ایسی فصاحت و بلاغت اور سلاست سے دلائل بیان فرماتے کہ ہر خواندہ و ناخواندہ اور علماء محسوس کرتے کہ واقعی ان کے دل نور ایمان سے بھر گئے ہیں اور سب آپ کی فہم و فراست اور نکتہ آفرینی کی داد دیتے۔ ایک بار مسجد وزیر خاں میں معراج النبی ﷺ کے موضوع پر جلسہ تھا۔ محمد اعظم چشتی نے نعت پڑھی جس کا ایک مصرعہ تھا ۔ نظر جو شیشے پر پڑی تو یکدم پار ہو گئی

اس پر لوگ اور علماء کی طرف سے محمد اعظم چشتی صاحب کو بڑی داد مل رہی تھی۔ جب آپ خطاب فرمانے لگے تو فرمایا آج اعظم چشتی کو بڑی داد دے رہے تھے۔ اس میں نظر کا کیا کمال ہے اگر نظر کا کمال ہوتا تو وہ آسمانوں اور پتھروں میں سے بھی گزر جاتی۔

باغ بیرون موچی دروازہ میں رمضان المبارک کے دوران اکثر خطاب فرمانے کے لئے تشریف لاتے آپ کے خطاب کے باعث وہاں تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔ جہاں آج کل مسلم مسجد ہے اس پارک اور بھائی گیٹ کے باہر متعدد بار آپ کو سننے کا موقع ملا۔ دقیق سے دقیق مسائل کو بڑے دلکش انداز میں ذہنوں میں اتار دیتے۔ دودو گھنٹے تک خطاب فرماتے۔ انداز بیاں اتنا شیریں اور جداگانہ ہوتا تھا کہ اس وقت لامحالہ طور پر کہنا پڑتا ”بجلیاں چمکار ہے ہیں ہول برسانے کے بعد“ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کے بیان کردہ قرآنی حقائق و معارف سے لوگوں اور علماء کرام کو آشنا کیا جائے اور یوں آپ کا فیض قیامت تک جاری و ساری رہے۔

ممتاز مفکر مسٹر ابو سعید انور سابق چیرمین تحریک استقلال پنجاب

حضرت مولانا شیخ القرآن ابو الحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ میرے انتہائی عزیز دوست اور رفیق کار تھے۔ آپ تحریک پاکستان کے صف اول کے مجاہد تھے۔ قیام پاکستان کے لئے آپ نے تمام زعماء کے شانہ بشانہ کام کیا۔ اور قیام پاکستان کے بعد اسلامی نظام کے نفاذ کے

لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ جس کے لئے پاکستان عمل میں آیا۔ اسلام اور پاکستان کے لئے آپ کی خدمت ہماری مذہبی و سیاسی تاریخ کا زریں باب ہے۔ مجھے علامہ ہزاروی کے ساتھ تحریک بحالی جمہوریت میں بھی کام کرنے کا موقع ملا آپ نے انتہائی پامردی استقامت و استقلال کے ساتھ اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ نے مولانا ظفر علی خاں کے ہمراہ متحدہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں تحریک پاکستان کے لئے تقاریر کیں۔ خضر وزارت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلہ میں جیل بھی گئے۔ آپ بلند پایہ عالم دین اور بے مثل مقرر اور اعلیٰ محقق تھے۔ پاکستان کے قیام اور اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہ کیا جاسکے گا۔

حضرت پیر اولیاء بادشاہ فاروق آستانہ عالیہ موہڑہ شریف مری

میری عمر گیارہ سال تھی جب میں نے حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق خواجہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بار تقریر دینے ضلع جہلم میں سنی تھی۔ بڑا خوبصورت اجتماع تھا آپ نے انتہائی نفیس لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ سر پر پگڑی سجا رکھی تھی۔ آپ کے تشریف لاتے ہی جلسہ میں ایک خاص قسم کی رونق پیدا ہو گئی۔ اور جب تقریر فرمائی تو جس طرح آپ ظاہری طور پر بڑے خوبصورت تھے۔ اسی طرح باطنی انوار سے لوگوں کو منور کر کے اس تقریر میں آپ نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کو موضوع بنایا تھا۔

تیری نسل پاک میں ہے چھ چھ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

مجھے آپ کی ایک اور تقریر راجہ بازار راولپنڈی میں سننے کا اتفاق ہوا۔ اس جیسا مدلل بیان میں نے آج تک کسی خطیب سے نہیں سنا ہے۔ تقریر کیا تھی دلائل و براہین کا انبار لگا دیا تھا۔ آپ نے کائنات ارضی کی تقسیم پر کوئی ۲۵،۲۰ دلائل بیان فرمائے اور ثابت کیا کہ کائنات کا کوئی ایسا حصہ نہیں ہے جہاں نبی دو عالم ﷺ کی ہدایت نہ پہنچی ہو۔ میں آج بھی اس تقریر کی جستجو میں ہوں کہ کاش مجھے اس تقریر کی کیسٹ مل جائے جو ایک صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ آپ کی

تقریر میں درد، سوز اور کیف سبھی کچھ موجود ہوتا تھا اور بڑے نرالے انداز سے خطاب فرماتے تھے۔ مولانا غلام اللہ خاں کے ساتھ بہت سے مناظرے ہوئے جن سے ثابت ہوا ہے کہ وہ واقعی شیخ القرآن تھے۔ آپ ایک بہترین صوفی، خطیب، فلسفی، عالم باعمل، پیر اور سب سے بڑھ کر عاشق رسول تھے۔ آپ آستانہ عالیہ موہڑہ شریف سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ کی شفقتوں محبتوں کا یہ تقاضا ہے کہ ہم آپ کے حضور خراج عقیدت پیش کریں۔ انہی صوفی کرام اور اولیاء عظام نے ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائی ہے۔ آج علماء ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے منبر و محراب اور خانقاہوں کے ساتھ ساتھ عملی میدان میں نکل کر لوگوں کے مسائل حل کریں تاکہ حضرت علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار تعلیمات کو عام کیا جائے۔

حضرت پیر طریقت ایوب نوری چوراہی سجادہ نشین درگاہ چورہ شریف

آسمان علم و عرفان کانیر اعظم ببل ہزارداستان حضرت شیخ القرآن ابوالمحائق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہمارا ایک خاص تعلق تھا۔ یقین جانے کہ آپ کے وصال پا جانے سے میرا قلب مہجور پاش پاش ہو گیا تھا۔ حضرت کی علمی سیاسی خدمات کا ذکر سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ حضرت کا نورانی چہرہ آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور عالم تحیر میں اپنے بزرگ گرامی قدر اور انتہائی عظیم انسان کی خدمت میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر رہا ہوں۔ بے شک آپ ہزاروں عقیدت مندوں کے پیر، خطیب، بے نظیر رازی زماں، غزالی دوراں تھے۔ حضرت کی منور تربت کی مٹی کو آنکھوں سے لگا کر میرا سلام عرض کرنا۔

مفتی اعظم مولانا تقدس علی خاں قادری رضوی پیر گوٹ شریف

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت صحبت رہی۔ تقاضا عمر اور مسلسل علیل رہنے کی وجہ سے ضعیف ہو چکا ہوں بہت سی باتیں حافظہ میں نہیں رہیں۔ بریلی

شریف میں حضرت کے ساتھ کچھ سال قیام رہا۔ مجھے آج بھی وہ منظر یاد ہے۔ جب حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی دستار بندی فرمائی تھی اور آپ کی علمی بصیرت کی بنا پر آپ کو دارالعلوم میں تدریس کے فرائض سونپ دیے گئے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی آپ سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی خاص طور پر عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آپ ہر سال سکھر تشریف لایا کرتے تھے۔ بڑے بڑے عظیم الشان جلسوں سے حضرت خطاب فرماتے۔ عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی تقریریں سن کر لوگ وجد میں آجاتے تھے۔ اور علماء یہ منظر دیکھ کر محو حیرت ہو جاتے۔ مجھے بڑی اچھی طرح یاد ہے کہ سکھر کے ایک عظیم الشان جلسہ میں آپ نے میرے متعلق فرمایا تھا ”قیران السعدین“ ہو رہا ہے۔

7-27 ^{سید} حضرت پیر میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی آستانہ عالیہ شرقپور شریف
 حضرت شیخ القرآن مجاہد تحریک پاکستان و تحریک ختم نبوت ابو الحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جید عالم دین، عظیم محقق، فن خطابت کے شہنشاہ اور عاشق رسول تھے۔ آپ کی تقریر پُر سوز اور پُر اثر ہوتی تھی۔ آپ بڑے بڑے سجادہ نشینوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ لیکن اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کو تسلیم کرتے تھے۔ یہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے آپ کی والہانہ محبت تھی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرسوں کے مواقع پر اکثر شمولیت فرمایا کرتے تھے۔ اور مجھ سے بڑی محبت اور شفقت کا اظہار فرماتے۔ آپ مسلک اہل سنت و جماعت کے بے باک مبلغ اور علماء و مشائخ کی زینت تھے آپ کی دینی، ملی اور قومی خدمات ناقابل فراموش ہیں

حضرت صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی ملتان

آج لوگ خطبات و القابات کو اس قدر کثرت اور فراوانی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں

کہ ہر شخص کے ساتھ ایسے ایسے القاب لگادیئے جاتے ہیں پتہ نہیں چلتا کہ یہ کون شخص ہے۔ ایک جلسہ میں ایچ سیکرٹری ابھی القاب کا ذکر کر رہا تھا کہ ایک مولانا تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے تو سیکرٹری نے کہا حضرت آپ تشریف رکھیں ابھی دوسرے مولانا کی باری ہے۔ آپ کی باری ان کے بعد آئے گی تو موصوف بولے پچھلے سال تو آپ نے یہ القابات میرے نام کے ساتھ بولے تھے میں سمجھا کہ مجھے تقریر کی دعوت دی جا رہی ہے۔ آج القابات کے ہجوم میں نام گم ہو جاتا ہے ایک وہ وقت تھا کہ القابات شخصیات کے حوالے سے پہچانے جاتے تھے۔ آج القاب کی وجہ سے شخصیت پہچانی جاتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ جب شیخ القرآن کہا جاتا تھا تو ذہن میں فوراً ابو الحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی کا نام آتا تھا۔ غزالی زماں کہنے پر والد محترم سید احمد سعید کاظمی۔ شیخ الحدیث بولا جاتا تو حضرت مولانا سردار احمد اور خطیب پاکستان پر حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ذہن میں آجاتا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ آپ سے مجھے شرف ملاقات حاصل ہوئی ہو۔ میں آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا جب آپ کے وصال کا حادثہ رونما ہوا ہمارے گھر کا ماحول بڑا افسردہ تھا مجھے یہ بات بڑی اچھی طرح یاد ہے کہ والد ماجد کے چہرہ پر افسردگی اور پریشانی کے آثار تھے۔ آپ بہت زیادہ غمزدہ تھے گویا کہ ایسی کیفیت طاری تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ بہت بڑا حادثہ ہوا ہے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ آج اس تاریخ ساز شخصیت کا وصال ہوا ہے جن کی زیارت پر لوگ ناز کیا کریں گے۔ اور ان کی شرف ملاقات کو فخر سے بیان کریں گے۔ کچھ عرصہ قبل میں لندن سے برمنگھم جا رہا تھا کہ گاڑی میں آپ کی ایک تقریر سننے کا موقع ملا۔ میں وہ انداز اور کیفیت تو بیان نہیں کر سکتا جو آپ کا انداز خطابت تھا مگر اس حوالہ سے ایک واقعہ جو آپ نے بیان فرمایا اس کا ذکر ضرور کرتا ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ جب ایک آدمی کسی طوطے کو بولنا سکھاتا ہے تو وہ طوطے کے سامنے شیشہ رکھ کر خود شیشے کے پیچھے بیٹھ کر بولنا شروع کرتا ہے۔ طوطا شیشے میں اپنے جیسے ایک طوطے کو دیکھتا ہے تو وہ طوطا سمجھتا ہے کہ شیشے والا طوطا بول رہا ہے تو وہ بھی بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طوطے کا ذہن قطعاً اس طرف نہیں جاتا کہ شیشے کے پیچھے کوئی بول رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو لباسِ بشری میں بھیجا۔ ہمارا ذہن بولنے والے کی طرف نہیں جائے

گا ہم سرکار کو دیکھیں گے ہم یہی سمجھیں گے کہ سرکار بول رہے ہیں تو ہم سرکار کے لباس کو دیکھیں گے آپ کے چہرہ انور کو دیکھیں گے تو سرکار کو دیکھتے ہوئے ہم شریعت کے راستہ پر چلنا سیکھ جائیں گے۔ ابو جہل نے بھی سرکار کو دیکھا اس کے احساسات اور تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی سرکار کو دیکھا آپ کے جذبات و احساسات اور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھانے بولنے کے لئے سرکار دو عالم ﷺ کو لباس بشری میں بھیجا۔

حضرت شیخ القرآنؒ کی خوش طبعی و فراست فراموش کرنے والی نہیں ہے۔ جس طرح آپ کا لباس بڑا نفیس ہوتا تھا بڑے ہی نفاست پسند تھے اس طرح آپ بڑا نفیس مزاج بھی فرماتے تھے۔ مجھے بڑے بھائی حضرت مظہر سعید صاحب نے بتایا کہ ایک جلسہ میں اسٹیج پر آپ تشریف فرما تھے اور حضرت عارف اللہ شاہ قادری راولپنڈی والے خطاب فرما رہے تھے۔ آپ کی داڑھی سفید تھی اور بڑی ترنم سے تقریر کر رہے اور اشعار پڑھ رہے تھے۔ جب آپ کو دعوت خطاب ملی تو آپ نے سامعین سے فرمایا آپ لوگوں کو پتہ ہے کہ میں خضاب کیوں لگاتا ہوں کیونکہ آدمی سفید داڑھی کے ساتھ ترنم سے شعر پڑھتا ہوا اچھا نہیں لگتا۔

آپ کی خوش طبعی کی ایک اور بات مجھے معلوم ہے جو قبلہ والد صاحب سے سن رکھی ہے۔ حضرت شیخ القرآن علامہ ہزارویؒ کسی شہر خطاب کے لئے تشریف لے گئے جلسہ کے آغاز پر کھانا تناول فرمانے لگے تو مرغ کا سالن بنا ہوا تھا آپ مرغ کی بوٹی کو توڑتے تو توڑی نہ جاتی تھی گوشت بہت زیادہ حد تک سخت تھا۔ آپ نے شور بے سے کھانا تناول فرمایا جب تقریر کرنے لگے تو آپ کے سامنے کئی عمر رسیدہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے ایک سے پوچھا آپ کی عمر کتنی ہے۔ عرض کی ۶۰ سال۔ دوسرے سے پوچھا اس نے ۷۰ بتائی تیسرے نے بھی ۷۰ بتائی۔ ایک اور سے پوچھا اس نے ۷۲ سال بتائی اس پر آپ فرمانے لگے آج صاحب جلسہ نے جو مرغ ہمیں کھلایا ہے وہ ان سب سے بزرگ تھا۔

آپ بڑے ہی عدیم المثال خطیب تھے دوران تقریر بر جستہ جملے استعمال کرنے پر پید طولی حاصل تھا۔ آج ہم آپ کی نقل اتارنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن نقل کے لئے بھی عقل کی

ضرورت ہوتی ہے۔ آپ دوران تقریر ایک شعر کو تکرار سے پڑھتے اور اس میں بھی ہزاروں مسائل کو واضح کرتے۔ آپ کا علمی فیضان قیامت تک جاری رہے گا۔ ایسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مزار اقدس پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے آمین

شاعر اسلام حضرت پروفیسر حفیظ تائب لاہور

مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میری ابتدائی نشوونما اس علاقے میں ہوئی جہاں حضرت شیخ القرآنؒ کا دریائے فیض رواں رہا۔ میرے گاؤں کا نام ”احمد نگر“ ہے جس کا ذکر میں نے اپنی ایک نعت کے مطلع میں یوں کیا ہے۔

خوش ہوں کہ میری خاک ہی احمد نگر کی ہے

مجھ پہ نظر ازل سے شہ بحر و بر کی ہے

اس زمانے میں احمد نگر آنا جانا صرف وزیر آباد کے راستے سے ہوتا تھا۔ گویا وزیر آباد وہ جگہ تھی جہاں سے ہماری ٹرین کو گزرنا پڑتا اور یوں وزیر آباد کے بے تاج بادشاہ حضرت ابو الحقائقؒ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ سلامی بہر صورت دینا پڑتی تھی۔

میرے والد بزرگوار تمام امور میں مولانا پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ کے فتوے یارائے کے مطابق سرانجام دیتے رہے اور وہ اس عہد ساز ترجمان حقیقت کا آج بھی غایت درجہ احترام کرتے ہیں۔ یوں مجھے حضرت ہزارویؒ کی عقیدت وراثتاً ملی اور شعور و آگہی میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ میں نے بیشتر بڑے بڑے نعت خواں اور علمائے کرام حضرت موصوف کے سالانہ پروگرام ”عرس پاک صاحب لولاک علیہ السلام“ میں سنے سالانہ پروگرام میں حضرت شیخ القرآنؒ خود کم کم گفتگو فرماتے اور میری طرح ہزاروں لوگ حضرت موصوف کا خطاب سننے کے لئے ترستے رہتے۔ اس ساری تمہید سے یہ بتانا مقصود ہے کہ میرے نعتیہ ذوق کو مولانا ہزارویؒ کے مرکز سے بنیادیں فراہم ہوئی ہیں۔

حضرت شیخ القرآن شاعری کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور سالانہ پروگرام میں صبح کی محفل نعت کے لئے نعت خواں بڑی تیاری کر کے آتے تھے۔ اس محفل میں محمد اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی خوش ذوقی ہی کی بنا پر زیادہ پذیرائی نصیب ہوتی تھی۔ حضرت موصوفؒ خود بھی اپنی تقریر کو اشعار سے آراستہ کرتے تھے اور اکثر کسی ایک شعر کو تقریر کا مرکز بنائے رکھتے تھے۔ حقائق و معارف کے بیان میں بھی لطافتوں کی امواج میں کمی نہیں آتی تھی۔ مخالفین کے رد میں تیر و نشتر سے کام لیتے تو حیران کرتے چلے جاتے۔ مجھے ان کی ایک تقریر کبھی نہیں بھولتی جو کہ انہوں نے لاہور بیڈن روڈ پر کی تھی۔ وہ تقریر شورش کاشمیری مرحوم کے رد میں تھی جو ان دنوں بریلوی مکتب فکر کے خلاف محاذ کھولے ہوئے تھے اس تقریر کا آپ نے طنزیہ انداز میں آغاز کیا تھا اور بریلوی اعتقادات کی اس طرح توضیح و تشریح کی کہ یار و اغیار سبھی قائل ہو کر اٹھے تھے۔ تقریر کسی بھی قسم کی ہوتی وہ سامعین کو ساتھ بہا کر لے جانے کے فن پر کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ نکتہ آفرینی میں لاثانی تھے ان کا انداز خطاب و الہانہ اور عاشقانہ ہوتا تھا جو سیدھا دل میں اترتا چلا جاتا تھا۔ وہ قرآن، حدیث، فقہ، تصوف کے علم میں یکتا تھے استاذ العلماء یوں تھے ہر سال رمضان المبارک میں علماء کرام کے لئے دورہ تفسیر قرآن (ریفریش کورس) اپنی مسجد میں منعقد کرتے اور ہر عمر کے علماء فیضیاب ہوتے۔ سیاسی بصیرت کے ساتھ اپنے زمانے کے تمام تر تقاضوں سے باخبر تھے۔ خوش شکل، خوش پوش، خوش طبع، خوش کلام و خوش بیان تھے اور بقول غالب۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

حضرت ابو الحقائق کا جو کلام دستیاب ہے اس میں فارسی اردو پنجابی اشعار شامل ہیں فارسی کلام میں زیادہ تر ذاتی کیفیات بیان ہوئی ہیں اور اس میں رنگ جامی کی جھلک ہے اردو کی ایک نعت مولانا ظفر علی خاں کی زمین میں ہے جنہوں نے پیساختہ اپنے آپ کو شیخ القرآن کا مرید کہا تھا۔ اس نعت میں روح عصر بھی اور عقائد کا برملا اظہار بھی ہے دو شعر سماعت فرمائیں۔

81493

شب دیجور میں کوہ الم جب ٹوٹ پڑتے ہیں
 قرار بے قراراں، مونسِ قلبِ حزین تم ہو
 غیوبِ کل کے دانا، فخرِ عالم، حاضر و ناظر
 تمہیں تم ہو تمہیں تم ہو تمہیں تم ہو تمہیں تم ہو

دوسری اردو نعت کا مطلع ثانی مقامِ فداکاری کا مظہر ہے۔

جو ان کی راہ میں سب کچھ لٹائے بیٹھے ہیں

مقامِ قرب کے رتبے وہ پائے بیٹھے ہیں

رنگِ منقبت بھی ملاحظہ فرماتے چلیے جو آپ کی جذب و مستی کا آئینہ دار ہے۔

مشکلیں حل ہو گئیں، مقصد ملا کیف آگیا

جب لیا مستی میں میں نے پاک نام گنج بخش

پنجابی کی تینوں نعتوں میں خواجہ غلام فرید اور پیر مر علی شاہ کارنگ نمایاں ہے وحدت

الوجودی ترنگ غالب ہے علم و فضل کی بھی نفی کرتے نظر آتے ہیں اور یہ ان کی عارفانہ مقام کی پختہ

شہادت ہے۔

تشبیہ دے پینڈے طے کر کے تزییرہ دی منزل جا پہنچے

ہر طرفیں نظر دوڑا بیٹھے نہ آوندا اے نہ جاندا اے

حضرت علامہ حافظ خان محمد قادری مہتمم جامعہ محمدیہ غوثیہ لاہور

حضرت شیخ القرآن علامہ ہزاروی حسن میں بھی، عشق میں بھی کلام میں بھی بزرگوں کی

نشانی، سراپا حسن و جمال، وجیہہ چہرہ اور وجیہہ چہرے پر حسین داڑھی، حضرت امام مالک جیسی رعب

و دبدبہ والی مونچھیں، حسین و جمیل گھنگریالی زلفیں، حسن علم کے پیکر، چال امیروں جیسی طبیعت

فقیروں جیسی اگر اور گہرائی میں جا کر سوچیں حصول علم کے لئے تگ و دو شیخ محقق جیسی، حصول علم کے لئے چار چار روز بھوکے رہنا پھر بھی شکوہ نہ کرنا۔

شکوہ ہے کفر اہل محبت کے واسطے

ہر دم جفائے یار میں شکرانہ چاہیے

علم و حکمت کو دیکھیں تو غزالی لگیں، دقیقہ سنجی کو دیکھیں تو رازی لگیں اگر سیدنا قبلہ پیر مر علی شاہ کے آستانہ پر دیکھیں تو وہ رنگ لگے کہ جوانی میں پیر کہلوائے، علم کی محفل ہو عمل کی محفل ہو، خارزار سیاست ہو جس راہ سے گذرے یوں کہیں جس مقام پر گئے، جس منزل سے گذرے وہ گذرگا ہیں آج بھی پتہ دیتی ہیں۔

جور کے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گذر گئے

رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یاد گار بنا دیا

آپ کے علم و حکمت کو، استدلال کو، شیریں کلامی کو، بذلہ سنجی کو جس سمت سے دیکھیں ایک بحر ذخار ہیں جس کی موجیں ہر سو نظر آتی ہیں، تدریس کو دیکھیں تو آج بھی ہزاروں علماء آپ کی فکر لیے پھرتے ہیں۔ اور ایسے ایسے علماء نے آپ کے سامنے زانوے تلمذ نہہ کئے جو آج اپنی جگہ ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر تقریر کی طرف دیکھیں تو فلسفہ و منطق کی الجھی ہوئی گھٹیوں کو چٹکی میں سلجھانے پر آجاتے تو یوں لگتا کوئی سطحی سامئلہ ہے اگر کوئی سائل سوال کرتا تو قرآن و حدیث سے سمجھاتے کہ الفاظ تیر بن کر جگر میں اتر جاتے۔ کسی نے عورت کی حکمرانی کے بارے میں سوال کیا فرمایا قرآنی فکر کے خلاف ہے جب دلیل مانگی تو فرمایا ”وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم“ عورت میں اگر ایک وصف ہے تو دوسرا نہیں ہے۔

لوگ کہا کرتے ہیں علمی زندگی کی جمعیتیں اور سیاسی زندگی کی شورشیں یکجا نہیں ہو سکتیں۔ میں کہتا ہوں حضرت شیخ القرآن کی طرف دیکھو تو دورہ تفسیر قرآن پاک پڑھانے بیٹھیں تو ہزاروں علماء زانوے تلمذ نظر آتے ہیں اور جب اس مرد قلندر نے خارزار سیاست میں قدم رکھا

تو گوجرانوالہ جیل میں مقدمہ بغاوت سے لے کر تحریک ختم نبوت سنٹرل جیل راولپنڈی تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن ماتھے پر شکن تک نہیں شاید جگر مراد آبادی نے آپ کے متعلق ہی کہا تھا۔

جگر راہ وفا میں نقش ایسے چھوڑ آیا ہوں
جس منزل سے گذرا ہوں راہیں اب تک یاد کرتی ہیں

حضرت مولانا سید خلیل احمد قادریؒ سابق خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ بلند پایہ خطیب، عظیم محقق اپنے دور کے عظیم صوفی تھے، اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے سلسلہ میں نہ صرف برصغیر پاک و ہند میں آپ کی علمی خطابت کا سکہ جما ہوا تھا بلکہ عالم اسلام کے عظیم راہنما حضرت مولانا ضیاء الدین مدنیؒ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے ”مولانا ہزاروی تفسیر، حدیث، معقولات اور منقولات کو اس طرح پیش فرماتے تھے کہ ہر سننے والا نہ صرف متاثر ہوتا بلکہ وہ تحقیق اس کے دل میں اتر جاتی“

حضرت علامہ ہزارویؒ ایک بہترین مناظر بھی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی مجالس میں مخالف سامعین بھی اعتراض کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے یہاں تک کہ مجلس احرار کے صدر سید عطا اللہ شاہ بخاری جو اپنی خطابت پر بہت مشہور ہیں تحریک ختم نبوت کے اجلاسوں میں انہوں نے علامہ ہزارویؒ کے دلائل اور خطابت کا اعتراف کیا تھا۔ پاکستان کا ایسا کوئی شہر نہیں جہاں آپ کا خطاب نہ ہوا ہو۔ اہل سنت میں علامہ ہزارویؒ کا وجود ایک دلیل تھا۔

تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک بحالی جمہوریت اور تحریک نفاذ شریعت میں آپ کی خدمات عظیم ہیں۔ جمعیت علماء پاکستان میں آپ کا کردار بے مثالی ہے ۱۹۴۸ء میں ملتان میں مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ میں جمعیت علماء پاکستان معرض وجود میں آئی تو میرے والد ماجد علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادریؒ کو صدر اور علامہ شیخ القرآن کو نائب صدر منتخب کیا گیا تھا

علامہ ابو الحسنات قادریؒ علامہ موصوف سے ہر معاملہ میں مشورہ فرماتے تھے اہل سنت کی تنظیم، حقوق کے تحفظ اور مختلف فتن کے انسداد کے لئے مشترکہ مشاورت سے تبلیغی دورے فرماتے یہی وجہ ہے کہ بہت کم ایسی مجالس اور کانفرنسیں ہو گئی جن میں دنیا اہل سنت کی یہ دو عظیم شخصیتیں موجود نہ ہوں آپ کے وصال سے دنیا اہل سنت میں اتنا بڑا خلا پیدا ہو گیا جو آج تک پُر نہ ہو سکا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے مشن کو جاری رکھنے کی پسماندگان کو توفیق دے (آمین)

حضرت صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی امیر تحریک اتحاد امت پاکستان

مرزا غالب نے تو نجانے کس کے پتھر نے پر کہا تھا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم

تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

لیکن ہم یہ ان مردان حق کی جدائی پر کہنے میں حق بجانب ہیں جو لوگ اس زمین کا نمک تھے ان میں سے بعض وہ ہیں جنکی آنکھیں بند ہوتے ہی جذب و مستی کے بازار بند ہو گئے۔ جنکے پتھر نے سے فقر و درویشی کے کوچے اجڑ گئے وہ کیا چل بسے کہ تہذیبی روایات رخصت ہو گئیں وہ چشم عالم سے کیا چھپے آفتاب علم کو گرہن لگ گیا ادھر انہوں نے آخری ہچکی لی ادھر شوکت علم کا دم لبوں پر آ گیا ایک طرف انکا جنازہ اٹھا دوسری طرف ملک سخن کا پرچم سرنگوں ہو گیا انکے جسد خاکی پر کفن کیا پڑا کہ رنگ چمن پھیکا پڑ گیا۔

بھیر میں دنیا کی جانے وہ کہاں گم ہو گئے

کچھ فرشتے بھی رہا کرتے تھے انسانوں کے ساتھ

ذرا دیکھئے تو قبلہ کا ظمی صاحب ہم میں نہیں رہے جنہیں ایک بار امام غزالیؒ دیکھ لیتے تو سو

بارانکے بوسے لیتے خواجہ قمر الدین سیالوی رخصت ہوئے جو تبحر علم اور مزاج کا حسین سنگم تھے۔
 مع مولانا عبدالحامد بھی اب نہیں ہیں جنکی شستہ اور نستعلیق شخصیت کا نقش بھلائے نہیں بھولتا فقیہ
 اعظم مولانا نور اللہ آسودہ خاک ہو گئے جنہوں نے بصیر پور کے جنگل میں منگل کا سماں پیدا کر دیا تھا
 سید ابوالبرکات قادری ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے جنکی سادگی پر شنزادگی نچھاور ہوئی جاتی
 تھی صاحبزادہ فیض الحسن پھمڑ گئے جنکی خطابت کی موجوں میں ایک دنیا بہہ جاتی تھی مولانا محمد
 بخش مسلم بھی آج نہیں ہیں جنکی آواز کی گونج سے طوفانوں کے دل دہل جاتے تھے عارف اللہ شاہ
 قادری دنیا سے کیا اٹھے کہ ٹٹماتے چراغ بھی گل کر گئے مولانا حامد علی خاں بھی راہی ملک عدم
 ہو گئے کہ کسی تاجدار اور بجگاہ میں وہ پھین کہاں جو اس بے تاج بادشاہ میں بائین تھا کس کس کا نام
 لیا جائے۔

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

اسی قافلہ عشق و شوق اور کاروان جذب و ذوق کے ایک ہمراہی حضرت شیخ القرآن
 مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی تھے جو اہل دنیا سے روٹھ کر کیا گئے قرار دل و جان لوٹ کر لے گئے اللہ
 نے انہیں اتنی خوبیاں دے رکھی تھیں کہ ایک خوبی ہی انہیں زندہ جاوید رکھنے کو کافی ہے وہ شیخ
 القرآن تھے ابو الحقائق لقب پایا تھا پیکر عشق رسول ﷺ تھے عاشق مثنوی تھے اور بستان خطابت
 کے بلبل خوش نوا تھے۔

جن لوگوں نے ان سے دورہ تفسیر القرآن پڑھا ہے ان سے پوچھ لیجئے وہ یوں انھیں گے
 کہ محض قرآن پڑھانا ہر ایک کو آتا ہے مگر اس کو دل میں اتارنا مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی کا خاصہ
 تھا حضور ﷺ کی ذات گرامی سے والمانہ عشق اور محبت کا یہ عالم تھا کہ جس طرح لوہا بہتی میں جا کر
 پگھل جاتا ہے اس طرح حضرت شیخ القرآن عشق رسول ﷺ کے موضوع پر بات کرتے ہوئے
 پانی میں بتاشے کی مانند گھل جاتے تھے رہی سامعین کی حالت تو ماہی بے آب کا محاورہ انکی تقریر کے
 دوران سمجھ میں آتا تھا مرغ بسمل کیا تڑپتا ہوگا جس طرح لوگ ان کے جلسوں میں پھڑکتے تھے
 کبھی کبھار تو ایک شعر ہی تقریر کا محور بن جاتا تھا اور پھر سماں بندھ جاتا ایک بار انہوں نے یہ شعر

اس درد اس کرب اس لے اس ادا اس سوز اس انداز اس لہجے اور اس شان بے خودی سے پڑھا کہ سامعین میں سے ایک شخص دل تھام کر جان ہار بیٹھ۔

رندوں کے میخانے میں ہر رسم عبادت ہوتی ہے

دلبر کو بٹھا کر پیش نظر چہرے کی تلاوت ہوتی ہے

جب ہزارہ کے ٹھیٹھ لہجے میں گویا ہوتے اور انداز بدل بدل کر بات آگے بڑھاتے تو

پورے مجمع کا دل لہاتے اور لوگ کہنے پر مجبور ہو جاتے

بک لکھ ڈیند میں ڈولکھ ڈیساں

بک واری چا بول

ان کے انداز خطابت میں کوئی بات تو تھی کہ بر صغیر پاک و ہند کے ہفت زبان شاعر

قبیلہ صحافت کے حاتم طائی، میدان خطابت کے شمسوار، لشکر زباں و ادب کے کمندار اور اقلیم سخن

کے تاجدار مولانا ظفر علی خان نے ایک بار آپکی تقریر سن کر بر جستہ کہہ اٹھے۔

ما ببل چمک رہا ہے ریاض رسول ﷺ میں

جن لوگوں کو مولانا مرحوم کی صحبت نصیب ہوئی وہ بتاتے ہیں کہ آپ وقت عصر کے

بعد مثنوی مولانا روم کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے جس ذوق اور محویت سے مثنوی کے شعر پڑھتے

اگر کبھی مولانا روم کو یہ درس سننے کا اتفاق ہوتا تو یقیناً فرماتے اگرچہ مثنوی لکھی تو میں نے ہے

لیکن سننے کا مزہ مولانا ہزاروی کی زبان سے آتا ہے۔ کبھی کبھار میں یہ سوچتا ہوں کہ خطابت پیغمبرانہ

آہنگ تھا مگر بد قسمتی سے آج اس پر تاجرانہ رنگ غالب آ گیا ہے بولنے کا مقصد روح کے تار ہلانا

ہوتا تھا آج صرف دل جلانا رہ گیا ہے اللہ والوں کی خطابت سے دل کا بند دریا کھلتا تھا آج فقط

ذہنوں میں زہر گھلتا ہے کل تک خطابت الفاظ کے موتی لٹانے کا نام تھا آج محض پیسہ کمانے کا کام رہ

گیا ہے۔ اگلے زمانے کے واعظ زبان سے لعل و گہر بکھیرتے تھے دور حاضر کے مقرر دوسروں کے

بچے ادھیڑتے ہیں پہلے ایک ایک حرف کی رکھوالی کی جاتی تھی آج بس لفظوں کی جگالی کی جاتی ہے۔

بھلے وقتوں میں وعظ سن کر دل دھل جاتا تھا ان دنوں رہا سا خوف خدا بھی نکل جاتا ہے۔
 مولانا ہزارویؒ ایسے خطیب تھے کہ جب رونق افروز منبر ہوتے تو دل ”ٹھر ٹھر“ جاتے
 مگر آج تو محراب تھر تھر کانپتے ہیں۔ مولانا رومؒ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ایک مرد بزرگ شاندار
 فانوس لے کر گلی کوچہ و بازار گھومتے اور ندا دیتے پھرتے کہ کوئی مجھ سے یہ فانوس لے لے اور مجھے
 پرانا مٹی کا دیادے دے کہ اس فانوس سے دلوں کے اجالے میں راستہ بھائی نہیں دیتا جبکہ پرانے
 چراغ سے رات کے گھپ اندھیرے میں منزل صاف دکھائی دیتی تھی آج کے عہد کی بھی کچھ یہی
 حالت بن گئی ہے کہ تقریروں کی فراوانی نے دل کی شادمانی چھین لی ہے انسانوں کے ہجوم میں آدم
 زاد گم ہو کر رہ گیا ہے نظاروں کی ارزانی میں آنکھوں کی ویرانی ہے تیز روشنیوں نے سینے تاریک کر
 دئے ہیں کتابوں کے انبار سے روح کا آزار بڑھ گیا ہے آج ہر کوئی چاہتا ہے کہ وہ شعلہ نوا ہے جبکہ
 ضرورت ہے کوئی خوش نوا، خوش نفس اور خوش ادا ہو۔

یہ کیا بات ہوئی محمود غزنوی نے سومنات کابت توڑا مگر ہم ایک دوسرے کا سر
 پھوڑ رہے ہیں ہمارے بڑوں نے دل جوڑے تھے ہم گردنے مروڑ رہے ہیں وہ درد سوز بانٹتے
 تھے۔ ہم نفرتوں کے زخم چاٹتے ہیں وہ اک نگاہ سے غلام کرتے تھے ہم بروئے اہل نظر سلام کرتے
 ہیں آج پھر ایک مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی ضرورت ہے جسکی بات میں وہ لطف اور سرور ہو
 کہ مولانا ظفر علی خاںؒ کی روح بول اٹھے۔

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا

چشمہ اہل رہا ہے محمد ﷺ کے نور کا

حضرت علامہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب راولپنڈی

حضرت امام ہزارویؒ نابغہ روزگار شخصیت تھے وہ بے مثل مناظر، عدیم المثل متکلم، ماہر

فن مفسر، ماہر افتخار محدث، عظیم المرتبت جامع العلوم اور ماہر ناز صوفی تھے۔ آپ کی ظاہری نفاست

کی معترف ہر چشم بینا تھی تو آپ کی باطنی نفاست ہر صاحب دل کی بصیرت پر عیاں تھی۔ نگاہ مہر نے انہیں سراپا مہر بنا دیا تھا اور دنیا علم و فن میں وہ مہر کہ بن چمکے۔ دوستوں کے ایسے دوست تھے جو مشکل کشائی کی رعنائیوں کو اپنے حلقہ احباب پر نچھاور کرتے رہتے۔ طبیعت کا بانگین ہر انداز سے جھلکتا تھا مختصر بر محل بر جستہ جملے استعمال کرنے میں ید طولی حاصل تھا بسا اوقات آپ کا ایک جملہ ایک کتاب پر بھاری ہوتا مگر اس کی بندش اتنی حسین ہوتی کہ اس میں کوئی مشکل نہ ہوتی اور عوام کے دلوں میں اپنے انداز سے اتر جاتا اور خواص اس سے اپنے انداز سے لطف اندوز ہوتے۔

ایک محفل میں کھانا تناول فرما رہے تھے داعی نے برتن میں ایک ایک بالکل چھوٹی چھوٹی بوٹی کا بند و بست ہی کیا تھا آپ بار بار مجھے مخاطب ہو کر فرماتے شاہ جی آج منگل ہے داعی فقرہ کا مطلب نہیں سمجھ رہا تھا اور تائید کر رہا تھا کہ جی حضور آج منگل ہی ہے آپ اسے فرما رہے تھے نہیں بھائی شاہ صاحب کو بتا رہا ہوں آج منگل ہے۔

میں نے آپ کے وصال پر اپنے جذبات کا اظہار چند اشعار میں کیا تھا اگرچہ میں روایتی شاعر نہیں ہوں مگر حضرت امام ہزارویؒ کی طبعی اور علمی لطافتوں کا یہ مجھ پر قرض تھا۔

حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ راولپنڈی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان
استاد مکرم حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق مولانا پیر محمد عبدالغفور ہزاروی گولڑوی کے
بارے میں اظہار خیال کرنے کا شرف بلا شک و شبہ انہی لوگوں کا حصہ ہے جو آپ کے ہم عصر تھے یا
آپ سے پڑھے اور آپ کے جلسوں میں شریک ہوئے میرا سرمایہ حیات وہی ڈیڑھ ماہ ہے جو میں
نے حضرت کی خدمت میں گزارا۔ شیخ الجامعہ حضرت مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیر
تعلیم تھا کالج کی تعلیم حاصل کی اس دوران زیادہ عرصہ عیسائیوں کے درمیان گذرا تھا حضرت
مولانا محبت النبی کے مشورہ پر وزیر آباد جا کر دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھا آپ نے ایک عدد رقعہ
میرے متعلق لکھا اور مجھے حکم دیا کہ وزیر آباد چلے جاؤ اور علامہ ہزاروی صاحب کو یہ رقعہ دینا وہ

تمہیں اپنے مدرسہ میں داخل کر لیں گے۔ وزیر آباد مسجد غوثیہ میں پہنچا حضرت شیخ القرآن اوپر اپنے کمرے میں چارپائی پر تشریف فرما تھے میں ننگے سر تھا یہ وہ دور تھا جب بڑے بڑے علماء اور فضلا آپ کے پاس درس نظامی کی تکمیل کے بعد دورہ قرآن پاک پڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے کتب تو میں نے پڑھ رکھی تھیں جوانی کا عالم تھا ظاہری لباس سے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ میں درس نظامی پڑھا ہوا ہوں۔ کمرے میں داخل ہو کر رقعہ میں نے آپ کے پاس پڑے ہوئے تکیہ کے ساتھ چارپائی پر رکھ دیا اور خود نیچے بیٹھ گیا آپ نے پوچھا کیسے آئے ہو عرض کیا دورہ تفسیر قرآن پڑھنے کے لئے آیا ہوں میری طرف غور سے دیکھا بالوں کی بناوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمانے لگے ”ٹیڑھے چیر نکالے ہوتے ہیں اور آجاتے ہیں دورہ پڑھنے کے لئے۔“ آپ تھوڑے سے غصہ میں آئے میں نے محسوس کیا کہ مجھے داخلہ نہیں ملے گا یہاں تو بڑے بڑے علما کے بولنے کی جگہ نہیں خاموشی سے اٹھا اور نیچے اتر کر ریلوے اسٹیشن کی طرف چل پڑا میرے آنے کے بعد حضرت شیخ القرآن نے اپنے پاس پڑھے ہوئے رقعہ کو دیکھا کھول کر پڑھا کہ حضرت مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا کہ بڑا ذہین اور فاضل طالب علم ہے کتب پر خاص دسترس رکھتا ہے۔ اور اس کا نام سید ریاض حسین شاہ ہے آپ نے فوراً ایک طالب علم کو میرے پیچھے بھیجا جو مجھے اسٹیشن کے پاس مل گیا مجھے حضرت کے پاس چلنے کو کہا اب جب میں دوبارہ حضرت شیخ القرآن کے پاس پہنچا انداز بدل چکا تھا انتہائی محبت بھرے انداز سے گلے لگایا اور فرمایا تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تم سید زادے ہو تم کو داخلہ بھی ملے گا اور خصوصی توجہ بھی۔ دوران تعلیم آپ نوٹس لکھواتے تھے میری لکھائی زیادہ خوبصورت نہ تھی اختتام پر آپ نے ایک طالب علم کی ڈیوٹی لگائی کہ سید ریاض شاہ کو تمام نوٹس لکھ کر دوپہر تمہیں سند دی جائے گی آج مجھے حضرت شیخ القرآن کی وہ شفقت محبت یاد آتی ہے۔ میں نے بڑے بڑے لوگوں کو دیکھا پیران عظام سے ملا ہوں علماء کی چٹائیوں پر بیٹھا ہوں مگر ان میں ایک بھی حضرت جیسا نہیں ہے۔

طلبہ سے اس قدر محبت کرنے والے استاد آج کہاں ہیں ایک طالب علم کپڑے دھورہا تھا پاس ایک پولیس آفیسر وضو کر رہا تھا حسن اتفاق سے کپڑوں کے چند چھینٹے اڑ کر پولیس آفسر پر جا

پڑے اس نے طالب علم کو ایک تھپڑ مار دیا حضرت یہ منظر دیکھ رہے تھے آپ نے جا کر اس پولیس افسر کو اسی طرح تھپڑ مارتے ہوئے فرمایا جنت کے مسافر کو مارتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی اور جمعہ کے موقع پر آپ نے سامعین و حاضرین کے سامنے اس پولیس آفیسر کی مذمت کی اور تبادلہ کی دعا مانگی چنانچہ اگلے جمعہ سے قبل اس آفیسر کا تبادلہ ہو گیا۔

آج بڑی بڑی جماعتیں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کا دعویٰ کرتی ہیں۔ ایسے دور میں علامہ ہزارویؒ بہت یاد آتے ہیں بہت یاد آتے ہیں اور بہت یاد آتے ہیں جنہوں نے حالات کی سختیاں دیکھیں قربانیاں دیں تحریکوں کو پروان چڑھایا امراء نے ان کو ذاتی مفاد کی خاطر استعمال کرنے کی کوشش کی مگر آپ فرمایا کرتے تھے ”جھوک جلو اسکتا ہوں تڑوا سکتا ہوں مگر مدینہ والے مصطفیٰ ﷺ سے بے وفائی نہیں کر سکتا“ حقیقت یہ ہے کہ آج کے دور کا نام محمد عبدالغفور ہونا چاہیے۔ آپ کی ذات، آپ کے نام، اور کردار نے اہل سنت کو اتحاد کا درس دیا ہے۔

آپ کے خطاب کا انداز بڑا اولمانہ تھا جب تقریر فرماتے تو لوگ مجبور ہو جاتے کہ آپ کی تقریر پر رقص کرنے لگتے۔ آپ کی گفتگو اور تقریر کا انداز اب مقررین میں نہیں ملتا ہمیشہ آپ اپنے مضمون کے ساتھ مخلص ہوتے آپ کے انداز خطاب میں کیف، لذت، مستی، سبھی کچھ تھا جب حضور اکرم ﷺ کا نام مبارک لیتے تو تمام سامعین رقص کر رہے ہوتے لوگوں کی آرزو ہوتی کہ محمد عبدالغفور کی زبان بن جائیں اور مدینہ والے کی مداح سرائی کرتے رہیں آپ نے عرفان الہی کے جلوے بے نقاب دیکھے تھے آپ نے حضور ﷺ کی شخصیت کی خوشبو سونگھی تھی آپ نے قادیانیوں کے خلاف جہاد جاری رکھا ختم نبوت کے پرچم کو بلند کیا حالات کی مایوسیوں سے بددل ہو کر گھر بیٹھ جانا شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے خلاف تھا آپ نے زندگی بھر عظمت مصطفیٰ ﷺ کے لئے جہاد کیا آج پھر اس چیز کی ضرورت ہے۔

شیخ الحدیث ابو الظفر پیر سید زبیر شاہ صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ چکوال
حضرت شیخ القرآن ”عشق رسول ﷺ کے مجسمہ شکل تھے آپ جس طرح میدان

تقریر کے شہسوار تھے اسی طرح معیار تدریس میں بھی لاجواب تھے۔ پھر علمی اصطلاحات تقریر میں استعمال کرنا حضرت شیخ القرآن کا ہی حصہ تھا اس مختصر تحریر میں آپ کے کمالات علمی روحانی اور فیوض و برکات ظاہر و باطنی کا احاطہ ناممکن ہے۔ راولپنڈی میں ایک جلسہ میں تقریر ارشاد فرما رہے تھے کسی منکر حیات النبی ﷺ نے سوال کیا انک میت وانہم میتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام اب بھی میت ہیں جواب میں فرمایا کہ یہ قضیہ مطلقہ عامہ ہے دائمہ مطلقہ نہیں سائل کا مدعا ثابت نہیں ہوتا نیز ہماری موت کو قرآن مجید نے علیحدہ ذکر کیا اور حضور ﷺ کے وصال کا ذکر علیحدہ فرمایا پس ثابت ہوا آپ کا انتقال ایک آن کے لئے تھا اب بھی زندہ ہیں جیسے پہلے تھے۔

فقیر نے حضرت شیخ القرآن کو انتہائی قریب سے دیکھا ہے جب کہ ایک سال رمضان شریف میں آپ کی معیت میں دورہ تفسیر القرآن مجید وزیر آباد میں پڑھانے کا بھی شرف حاصل ہوا ہے دوران تدریس ایک دن کسی نے مسلم شریف کی مشہور حدیث کے متعلق سوال کیا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ”قیامت کے دن کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے جائیں گے میں عرض کروں گا اے میرے مالک یہ تو میرے امتی ہیں جواب میں کہا جائے گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالیں“ علم غیب کی نفی پر مخالفین کے اعتراض پر آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا اس کے کئی جواب ہیں ایک جواب یہ ہے کہ جو واقعہ آپ دنیا میں بیان فرما رہے ہیں کہ قیامت میں میں یوں کہوں گا اور جواب میں یوں کہا جائے گا جب علم نہیں تھا تو جو واقعہ قیامت میں پیش آتا ہے دنیا میں کیسے بیان فرما دیا ایسا لطیف جواب حضرت صاحب ہی کا حصہ تھا۔

من

معروف کالم نگار سید سبط الحسن ضیغم روزنامہ نوائے وقت لاہور

ہردھرتی کا جغرافیہ حدود اربعہ آب و ہوا پانی اور مٹی کا اپنا اور الگ الگ تشخص اور فیضان

ہے ہزارہ ڈویرن بھی انہی جغرافیائی وحدتوں میں ایک نمایاں اکائی ہے جہاں جید ترین علماء، طبیبوں

شعر اور جنگ حریت کے مجاہدین نے جنم لیا اس دھرتی کے فرزندوں نے پورے پاک و ہند پر اپنے اثرات مرتب کئے۔ حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی ہری پور کے نزدیک گاؤں چمبہ پنڈ میں پیدا ہوئے اور اکتوبر ۱۹۷۰ کو وزیر آباد میں سفر آخرت پر روانہ ہو گئے ہزاروں لوگوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کر کے ان سے والہانہ عقیدت کا اظہار کیا وہیں اب آپ کا مزار زیارت گاہ کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔ مولانا ہزاروی متحدہ ہندوستان کی جنگ آزادی میں باقاعدہ شریک ہوئے جیل جانا پڑتا تو خوشی سے جاتے یہی افتاد طبع انہیں حلقہ مولانا ظفر علی خاں میں لے گئی اور ان کی معیت میں برما تک تبلیغی اور سیاسی دورے کئے۔ تحریک نیلی پوش اور اتحاد ملت میں بھی شریک رہے انہی کی تحریک پر اتحاد ملت کو بالآخر مسلم لیگ میں شامل کر دیا گیا۔ مولانا مجلس احرار اسلام کے مقررین کی طرح اپنے سامعین پر اپنی جادو بیانی سے سحر کر دیتے مگر ان کے تحریک کشمیر مسجد شہید گنج اور تحریک ختم نبوت میں ہمو اور ہم سفر ہونے کے باوجود متحدہ ہندوستان کے حوالے سے مسلمانوں کی قومی تحریک کے موید و حامی تھے چنانچہ مولانا کو یہ فخر حاصل ہے کہ مشہور آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منٹوپارک لاہور ۱۹۴۰ میں نہ صرف شامل ہوئے بلکہ مولانا ظفر علی خاں کی پچھلی نشست پر انہیں جگہ دی گئی جو یقیناً اعزاز ہے مولانا کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ قائد اعظم مرحوم آپ ہی کی دعوت پر وزیر آباد تشریف لے گئے اور وہاں جلسہ عام میں خطاب کیا جس کے نتیجہ میں قوم پرست سیاست پر اوس پڑ گئی اور ان کا تمام اثر زائل ہو گیا۔

اگست ۱۹۴۷ میں مولانا غیر مسلم آبادی کے انخلاء میں غیر معمولی سرگرم رہے بلکہ مہاجرین کی طرح دن رات ایک کر کے وزیر آباد اور اس کے گرد و نواح میں انہیں بسانے کی خدمات بھی سرانجام دیں آپ کے اصل جوہر قیام پاکستان کے بعد خاص طور ایوبی آمریت کے زمانہ میں کھلے جو اتفاق سے ان کا ہم وطن ہی تھا ۱۹۴۸ میں جمعیت علماء پاکستان کے نام سے مولانا عبدالحامد بدایونی اور ان کی کوشش سے بریلوی علماء کی الگ تنظیم معرض وجود میں لائی گئی ایوب نے محکمہ اوقاف کے حوالے سے علماء حضرات کو ہم سفر بنانے کے لئے وقف کارائٹرز گلڈ بنایا تو سب سے زیادہ مخالفت مولانا ہزاروی نے کی مگر اس سے بھی اہم کردار وہ ہے جو مادر ملت کی حمایت اور تائید

میں ادا کیا گیا ۱۹۶۴ میں جمعیت علماء کے صدر صاحبزادہ سید فیض الحسن مرحوم تھے صدارتی انتخاب کے آغاز میں ہی انہوں نے جمعیت علماء پاکستان کی جانب سے ایوب کی حمایت اور مادر ملت مرحومہ کی مخالفت میں قراردادیں پاس کیں اور ایوب کی حمایت اور مادر ملت کی مخالفت میں دورے شروع کر دیے مولانا ہزاروی نے بھی طوفانی دورے شروع کر دیے تاکہ ایوب کے خلاف ہونے والے اجتماع کو کامیاب بنایا جاسکے مقامی مشترکہ متحدہ حزب اختلاف کی نمائندگی چودھری محمد احسن علیگ مرحوم نے کی لیکن آج جو لوگ بھارت میں بیان دیتے ہیں کہ وہ متحدہ حزب اختلاف کے عہدیدار تھے ایوب خان کی حمایت کے لئے بنیادی جمہوریتوں کے الیکشنوں میں حصہ لینے کے باوجود ایک درجن ووٹ بھی نہ لے سکے ان میں سے کوئی فرد بھی اجلاس کے نزدیک نہ پھٹکا کیونکہ ایوب کا راج ہو گورنر امیر محمد خان رئیس کالاباغ ہو اور میٹنگ میں مادر ملت کی حمایت میں اور ایوب خاں مخالفت میں گرما گرم تقریریں ہو رہی ہوں وہاں مروجہ صفات کا حامل ہی کوئی فرد شمولیت کر سکتا ہے ان صفات سے عاری شخص نہیں یہ اجلاس مسلسل پانچ گھنٹے جاری رہا جمعیت علماء پاکستان کی ایوب کی حمایت اور مادر ملت کی مخالفت میں منظور کی جانے والی قراردادوں کی مذمت کرتے ہوئے اس جمعیت سے بیزاری اور علیحدگی کی قرارداد منظور کی گئی اور اس کے بعد نئی تشکیل کردہ جمعیت کا انتخاب عمل میں لایا گیا مولانا ہزاروی مرحوم صدر اور سید محمود شاہ مرحوم کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا اس اجلاس میں ملک بھر میں مادر ملت کی حمایت کے لئے جلسے کرنے کا طویل پروگرام تشکیل دیا گیا اور وہیں سے دوروں کا آغاز ہو مادر ملت نے مغربی پاکستان میں انتخابی دوروں کا پروگرام بنایا تو مولانا ہزاروی مادر ملت سے پہلے اس مقام پر پہنچ جاتے جہاں سے مادر ملت نے گذرنا ہوتا تھا مادر ملت کے لئے انہیں تیار کرتے کہ بنیادی جمہوریت کی بحالی کے لئے ان افراد کو ووٹ دیا جائے جو مادر ملت کو اعلانیہ ووٹ دینے کا حلف اٹھاتے ہیں مادر ملت کے دوسرے پروگرام کے مطابق انہیں لائلپور سے براستہ شیخوپورہ گوجرانوالہ پہنچنا تھا گوجرانوالہ سے براستہ ڈسکہ سیالکوٹ سے وزیر آباد گجرات پہنچنا تھا مادر ملت سے عقیدت اور ہزاروی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے تبلیغی دوروں کی وجہ سے راستہ سے دور دراز واقع دیہات سے بھی بچے بوڑھے مرد

عورتیں اپنے علاقہ سے گزرنے والی شاہراہ پر مادر ملت کی آمد سے کئی کئی گھنٹے بیشتر ہی مادر ملت کی زیارت اور تقریر سننے کے لئے ٹھٹھ لگ چکے تھے اس طویل ترین علاقہ میں انتظام و انصرام ہمارے سپرد تھا مولانا مرحوم بھی ہمارے ہمراہ تھے اور لوگوں کا لہو گرماتے تھے قدم قدم پر استقبالیہ محرابیں اور دروازے بنے ہوئے تھے ہر علاقہ کے لوگوں کی خواہش ہوتی کہ مادر ملت ان سے ضرور خطاب کریں مادر ملت کی گاڑی میں سردار شوکت حیات بیٹھے ہوئے تھے جہاں اصرار زیادہ بڑھتا مولانا آگے بڑھ کر مادر ملت سے گزارش کرتے تو مادر ملت کچھ نہ کچھ ضرور کہتیں یہی وجہ ہے جہاں دس بجے صبح پہنچنے کا پروگرام ہوتا وہاں مادر ملت پانچ بجے شام مشکل سے پہنچتیں مگر وزیر آباد میں مولانا مادر ملت کے وہاں گزرنے سے بیشتر رات ہی کو پہنچ گئے اور تمام رات وزیر آباد کے قرب و جوار کے دیہات میں رات بھر تقریریں کرتے رہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہو سکیں پروگرام کے مطابق مادر ملت کو وزیر آباد سے دس بجے کے قریب گذرنا تھارات انہوں نے ہیڈمرالہ کے ریٹ ہاؤس میں بسر کی رات مجھے مولانا صاحب کہنے لگے تم نے بہت سے لوگوں کو سنا ہے صبح میری تقریر بھی سنا۔ میں بھی بہت صبح اپنے ساتھیوں کے ساتھ وزیر آباد پہنچ گیا وہاں خوبصورت اسٹیج بھی ہوئی تھی کہ مولانا ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے پہنچے۔ جو واقعی فقید المثل جلوس تھا مولانا اسٹیج پر پہنچے اور نو بجے تقریر کا آغاز کیا کہنے لگے جب تک مادر ملت فاطمہ جناح اس مقام تک نہیں پہنچیں گی یہ فقیر آمریت کے نئے ادھیڑے گا جمہوریت کی اہمیت بیان کرے گا اور گذشتہ چودہ صدیوں میں علماء کے طاغوت اور جبر کے خلاف جہاد پر گفتگو سنی جائے یہ تقریر مسلسل تین گھنٹے جاری رہی لوگ ہنس بھی رہے تھے اور رو بھی رہے تھے واقعی وہ تقریر مثالی تھی گذشتہ سنی تقریریں فراموش ہوتی محسوس ہونے لگیں مادر ملت کی آمد کے بعد بھی بیس منٹ تک ان کی تقریر جاری رہی خود مادر ملت بھی مبہوت ہو گئیں اور فرمانے لگیں کہ اسلام کی آج تک بقا انہی علماء

حق کے مرہون منت ہے انشاء اللہ جبر اور آمریت دم توڑ جائے گی پاکستان زندہ باد۔

حضرت مخدوم سجاد حسین قریشیؒ سابق گورنر پنجاب و سجادہ نشین درگاہ بہاؤ الدین زکریاؒ
 حضرت شیخ القرآن پیر محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑی خوبیوں کے مالک
 تھے انہوں نے اسلام اور قوم کی جو درخشاں اور قابل قدر خدمات سرانجام دیں وہ رہتی دنیا تک
 فراموش نہ ہو سکیں گی میری مخلصانہ دلی دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت کو اپنے جوار رحمت
 میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں امین۔

حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد شر قپور شریف سابق ایم پی اے
 عشق مصطفیٰ ﷺ میں مخمور ہو کر شیخ القرآن و شیخ الحدیث محقق زماں علامہ
 محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی خدمت کی پاکستان کے گوشے گوشے میں
 حضرت کا فیض پھیلا ہوا ہے آپ عاشق رسول تھے، صاحب درد، صاحب فراست تھے، صاحب علم
 تھے اور صاحب عمل تھے لوگ کہتے ہیں کہ وہ عالم دین تھے، شیخ القرآن تھے، محقق تھے میں کہتا ہوں
 کہ وہ ایک ولی کامل تھے انکے علم اور ولایت میں کوئی شک شبہ نہیں ہے بیعت و ارادت گولڑہ شریف
 تھی شر قپور شریف لاتے تو آپ کا والہانہ خطاب ہوتا تو یوں لگتا کہ گویا آپ ”چشیت و نقشبندیت کا
 سنگم تھے“

اپنے علم اور عمل کے لحاظ سے علماء کرام کی اس صف بندی میں شامل تھے جو ملک قوم کی
 تقدیر بدلنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں آپ نے قیام پاکستان کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور
 قیام پاکستان کے بعد خاموشی اختیار نہ کی بلکہ یہاں نفاذ اسلام کے لئے جدوجہد جاری رکھی آپ کا
 انداز بیان اتنا فصیح و بلیغ تھا کہ اپنی مثال آپ تھے۔

حضرت صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری آستانہ دربار حضرت سلطان باہوؒ
 حضرت علامہ شیخ القرآن ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ملت اسلامیہ

پاکستان کے عظیم محسن تھے ان جیسا حق گو خطیب قریب قریب نظر نہیں آتا۔ جذبہ حب رسول ﷺ سے سرشار دل رکھنے والے علامہ ہزاروی کی نشست یہ خاست کا خلاصہ ذکر مصطفیٰ ﷺ ہوتا تھا وہ مبالغہ آرائی سے کوسوں دور تھے۔ تحریک پاکستان میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھ مل کر پاکستان بنایا اور تحریک ختم نبوت کے دوران قوم کی صحیح راہنمائی فرمائی علامہ شیخ القرآن اسلاف کی عظیم یادگار اور ان کے عالی افکار کے وارث تھے ہمارے علماء اور سیاستدان علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بے لوث خدمت کا جذبہ لے کر میدان عمل میں اتریں اور قوم کی رہبری کا فریضہ سرانجام دیں اللہ تعالیٰ علامہ ہزاروی کے درجات بلند کرے اور حضرت علامہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی کے ذریعے ان کا فیض جاری فرمائے امین۔

حضرت شیخ الفقہ مولانا شمس الزماں قادری غوث العلوم سمن آباد لاہور

پیر طریقت رہبر شریعت منبع علم و حکمت رازدار حقیقت حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی کی پہلی تقریر دلپذیر بندہ نے ۱۹۳۸ء میں ”پیر محل“ میں سنی جب بندہ طالب علم تھا آپ علم کا بحر ذخائر تھے اور حقائق کا دریائے بے کنار تھے آپ کی تقریر میں کئی مرتبہ دیکھا کہ لوگ وجد کرتے اور بے خود ہو جاتے تھے۔ حضرت قبلہ شیخ القرآن مسلسل ہر سال تادم زیست غوث العلوم میں سالانہ جلسہ پر تشریف لاتے تھے۔ آپ ہر سال رمضان المبارک میں لوہاری دروازے کے باہر اور باغ بیرون موچی گیٹ میں تشریف لاتے اور خطاب فرمایا کرتے کچھ اور علماء بھی ہوتے مگر لوگ حضرت شیخ القرآن کے شیدائی تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت نے ایک مرتبہ ”ہو الاول والاخر والظاهر والباطن“ کی وضاحت فرمائی کہ خدا بھی اول ہے آخر ہے ظاہر ہے باطن ہے حضور ﷺ بھی اول آخر ظاہر باطن ہیں اس طرح کاسماں طاری ہوا کہ لوگ چیخیں مار مار کر رو رہے تھے اور علماء کرام میں مولانا مر دین مرحوم حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی کا حال دیکھنے والا تھا اور مولانا غلام دین مرحوم بھی ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے اور

ہمارے جیسے نوجوان نڈھال ہو گئے تھے یہ پراثر تقریر اور حقائق سے بھر پور گفتگو حضرت شیخ القرآن کا حصہ تھا آپ نے بہت سے خطوط بندہ کو لکھے مگر محرومی قسمت وہ محفوظ نہ رکھ سکا۔ اس وقت جبکہ کئی ایک نظریات اسلام کے خلاف موجود ہیں حضرت شیخ القرآن کی اشد ضرورت تھی کیونکہ آپ کی شخصیت و جاہت روحانیت غیر اسلامی نظریات کا مجسمہ ڈھال تھی اور آپ کے دلائل قاہرہ مخالفین کے لئے برق بار تھے آپ تشنہ الفت مصطفیٰ ﷺ میں سرشار تھے۔

محترم جناب ضیاء شاہد چیف ایڈیٹر روزنامہ خبریں

میں نے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو پڑھا اور سنا ہے اس میں مجھے یہ بات بہت خوبصورت لگی کہ صحافت میں مولانا ظفر علی خان کا نام بہت بلند ہے انہوں نے آپ کے متعلق اشعار کہے ہیں آپ کی زندگی کے متعلق جو تھوڑا بہت مطالعہ کیا ہے میں نے دیکھا ہے کہ آپ ایک مذہبی سکالر اور شیخ القرآن تو تھے ہی اسکے ساتھ ساتھ تحریک پاکستان کے نامور کارکن بھی تھے اور آپ ایک ایسی شخصیت تھے کہ قائد اعظم نے بھی آپ کی تقریر سن کر آپ کو بہت سراہا تھا اور آپ کی دعوت پر وزیر آباد تشریف لے گئے تھے آپ نے اپنے آپ کو وزیر آباد تک محدود نہ رکھا بلکہ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں نوجوانوں کو جمع کر کے باقاعدہ طور پر ہندوں اور سکھوں کے خلاف جہاد کیا تو یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے کہ اتنی بڑی شخصیت کو خراج عقیدت پیش کیا جائے۔

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت علامہ ہزاروی نے اپنی زندگی کے آخری سانس تک خواہ سوشلزم ہو، کمیونزم ہو، آمریت ہو، جمہوریت کے خلاف اقدامات ہوں یا دین کے خلاف سازشیں ہوں جس طرح پوری زندگی آپ نے پاکستان کے لئے وقف کی آج کے مذہبی سکالر اور اسلام کا نام لینے والے ہر فرد کیلئے لازم ہے جس بات کو وہ حق سمجھتا ہے اس کے لئے میدان عمل میں نکلے میں واضح طور پر کہتا ہوں جوں جوں دین کا رشتہ کمزور ہوگا چاروں صوبوں کے درمیان نفاق بڑھتا جائے گا علماء حجروں سے باہر نکلیں اور مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی کی طرح کھل کر برائی کی طاقتوں کے خلاف جہاد کریں۔

ڈاکٹر ظفر اقبال نوری سابق صدر اے ٹی آئی

تاریخ اسلام کی چودہ صدیوں پر نظر ڈالیں تو جگہ جگہ 'موڑ موڑ گام گام' راہ علم و حکمت کے بلند مینار نظر آتے ہیں اگر آپ ان کو مصور کی نگاہ سے دیکھیں تو انہوں نے اپنے دور میں اپنے ماحول کو بقعہ نور بنائے رکھا اور آج تک ان سے فیض حاصل کرنے والے اکتساب فیض کر رہے ہیں حضرت شیخ القرآن اسی روشن سلسلے کی ایک کڑی ہیں یہ میری خوش قسمتی تھی کہ آپ کا ذکر کر کے میں اپنے لئے خوش بختیوں اور سعادتوں کو خرید رہا ہوں ایک بڑے انسان کے حضور خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے کچھ لوگ مل کر بیٹھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس تاریخ ساز شخصیت کے قدم میں نہیں بلکہ اپنے وقار میں اضافہ کرتے ہیں آج بہت سے لوگ زندہ ہیں جنہوں نے حضور قبلہ شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا جمال دیکھ رکھا ہے میرا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کسی اہل دل اور صاحب بصیرت کے ایمان کی آب و تاب کو دیکھنا ہو تو وہ شیخ القرآن جیسی شخصیت کا جمال دیکھے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور شیخ القرآن کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دیں گے کہ ہر وقت آپ کی نگاہوں میں جمال مصطفیٰ ﷺ کی چمک ہوتی تھی آپ کی آنکھ چشمہ مازغ البصر اور والضحیٰ کے چہرہ انور کی یاد میں آنسو بہانے والی آنکھ تھی یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے لوگ حضور شیخ القرآن کو دیکھ کر مرعوب ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے سارے فلسفے اور عمل کی بنیاد آقائے نامدار کی محبت پر رکھی اور فرمایا۔

میرا قبلہ توں میرا کعبہ توں میرا دین بھی توں ایمان بھی توں

میرا مطلب توں مطلوب بھی توں میرا دلبر توں جانان بھی توں

حضرت شیخ القرآن نے علم قرآن سے معرفت کے نور بکھیرے لوگ آپ کے ہاتھ چومتے اپنے دامن کو پھیلاتے آپ ان سے فرماتے آؤ میرے محبوب کو دیکھو آپ نے اپنی شخصیت کی بجائے لوگوں کو نبی علیہ السلام کی طرف لے گئے اور فرمایا کرتے تھے جب حسن ناز کرتا ہو جب

چہرہ پہ والضحیٰ کے جلوے چمکتے ہوں جب آنکھوں میں مازاغ کی سرگیں تجلیاں ہوں جب وایل کی زلفوں میں خوشبوئیں بکھری ہوں جب زمین و آسمان ان کے نظارے کو بار بار چومتے ہوں جب نسیم سحر ان کی اداؤں کا طواف کرتی ہو جب فرشتہ اذن مانگنے کے لئے کھڑا ہو جب افضل البشر حضرت ابو بکر صدیقؓ یہ کہتے ہوں اگر سجدے کی اجازت ہوتی تو میں آپ کو سجدہ کرتا جب کیفیت یہ ہو پھر ساری محبتوں الفتوں اور چاہتوں کا مرکز کیوں نہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذات مقدسہ ہو۔

جس ٹرک کے حادثہ میں حضرت شیخ القرآنؒ نے جام شہادت نوش فرمایا وصال سے قبل آپ نے اس ٹرک ڈرائیور کو معاف کر دیا آج کے نفسا نفسی اور دکھتی ہوئی آگ کے دور میں اس رویہ کو اپنانے کی ضرورت ہے کہ برداشت اور معاف کرنے کا انداز اختیار کیا جائے۔

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (ستارہ امتیاز) پنجاب یونیورسٹی لاہور

جو قومیں علم اور علماء کی قدر کرتی ہیں ان قوموں پر کبھی زوال نہیں آتا اور ہمیشہ روئے زمین پر رفعت و عظمت کی طرف رواں دواں رہتی ہیں۔ اہل علم کی عزت افزائی اور قدر دانی اہل ایمان و اسلام کا خاصا ہے اگر ہم اپنے ان علماء کی قدر کریں جنہوں نے اپنی زندگیاں اسلام اور اہل اسلام کے لئے وقف کیں تو میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی خوشی کی بات ہے ہمارے دوستوں میں یہ احساس بڑے خوبصورت انداز میں پیدا ہوا ہے کہ اپنا سلسلہ روایت زندہ رکھا جائے ماضی کی روشنی میں مستقبل کی طرف گامزن ہونے کے لئے اپنے اسلاف بزرگوں کی یاد تازہ رکھنا بہت بڑی کامیابی ہے۔

حضرت شیخ القرآن علامہ ہزارویؒ ان علماء میں سے ہیں جنہوں نے اسلام بالعموم ملت پاکستان کی شاندار خدمت کی میں نے علامہ ہزارویؒ کے چند ایک خطاب سنے ہیں جو بات آج بھی میرے ذہن میں موجود ہے وہ یہ کہ آپ ہمیشہ لوگوں کے ایمان اور دلوں کو گرمانے کیلئے قرآن کریم سے دلائل پیش کرتے تھے آپکا استدلال کا طریقہ ایسا ہوتا جو بھی آپکی محفل میں بیٹھتا قائل ہو

کر واپس جاتا انہیں بلاشک و شبہ شیخ القرآن کا لقب زیب دیتا ہے یہ فضیلت کیا کم ہے کہ آج ہم انہیں اُس نام سے یاد کرتے ہیں آپ صاحبِ طریقت تھے اور دینی مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے ضرورت اس بات کی ہے کہ آج ہم اُن کے منصب کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں مجھے خوشی ہے کہ حضرت کے پوتے عزیزم پروفیسر محمد آصف ہزاروی اس ضمن میں گراں قدم کام کر رہے ہیں۔ علم کی عظمت اور قدر اہل اسلام سے زیادہ کون کر سکتا ہے کہ جنکی کتاب کے نزول کے وقت اقراء کا حکم ملا ابتدائی آیات میں علم و اہل علم کی قدر اور انسان کی کرامت کو واضح کیا گیا مقصود یہ تھا کہ حضور ﷺ سے غارِ حرا سے علم کی روشنی پھوٹنے سے قبل جو تاریک تھی وہ چھٹ جائے گی اب اُجالا ہو جائے گا اشارہ اس طرف ہے انسانیت اگر محترم ہے تو علم کی وجہ سے ہے اس لحاظ سے وہ علماء جو علم کی روشنی عام کر رہے ہیں وہ امت کے شکر یہ کے مستحق ہیں۔

حضرت علامہ احسان الہی ظہیر سابق جنرل سیکرٹری اہل حدیث پاکستان

مجھے مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی سے براہ راست ملنے کے مواقع میسر نہیں آئے لیکن اپنے زمانہ طالب علمی میں گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں انکی متعدد تقاریر سننے کا اتفاق ہوا۔ آپکی تقریر سے متعلق میرے ذہن میں جو بات محفوظ رہی ہے وہ یہ کہ وہ تصوف کے خاص مکتبہ فکر وحدۃ الوجود سے تعلق رکھنے کی بنیاد پر اپنی عام عوامی تقاریر میں اس مضمون کو عام اور آسان پیرا میں بیان کرتے تھے جس کو سننے والوں میں اکتاہٹ اور بوریٹ پیدا نہ ہوتی تھی بلکہ وہ اس فلسفیانہ اور صوفیانہ مضمون کو خوبصورت لہجہ میں بڑی دلچسپی کے ساتھ بیان کرتے اور تشبیہات واستعارات سے مزین کر کے اس میں ندید نکھار پیدا کرتے اتنے پیچیدہ اور اہم موضوع کو اس قدر روانی سے عام اجتماع میں بیان کرنا کسی کے بس کی بات نہیں آپ کی تقریر عموماً ایک شعر کے گرد گھومتی تھی آپ اپنی خوبصورت آواز اور اسلوب کی خوبی کی بنیاد پر اشعار کا تکرار فرماتے تھے اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان کی تقاریر سے علوم عقلیہ و نقلیہ سے گہری واقفیت کا اندازہ ہوتا تھا۔

حضرت مولانا عبدالحق ظفر چشتی لاہور

انہیں دیکھا، تصدق کر دیا دل کسی کو کیا، میری آنکھیں میرا دل

اگر کسی نے چاند نہ دیکھا ہو تو وہ اتنا مان لے کہ ایک خلق خدا نے چاند کو دیکھا ہے یہ ۱۹۶۰ کی بات ہے جب میں نے انہیں تھوڑا سا قریب ہو کر دیکھا۔ میں نے انہیں دیکھا تو وہ مرد کامل چاند سا لگا میری روح مستعد ہو گئی اور میرا وہی حال ہوا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے لباس کی خوشبو سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ہوا تھا پھر اس کے بعد ہزاروں حسین و جمیل سامنے آئے دل کسی کی طرف متوجہ ہی نہ ہوا۔ اس دن احساس ہوا محبوب کی دیدن ہو تو اس سے اندھا ہونا زیادہ بہتر ہے پہلے اندھا ہی تو تھا بلکہ حاسدوں کی حسد کی آگ اس قدر پھیلی ہوئی تھی کہ اس آگ کے دھوئیں سے مرغولوں میں مجھے کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ جب دن کا وجود بھی محتاج دلیل ہو جائے تو کوئی بات بھی بھلی نہیں لگتی لیکن بھلا کرے ایک کرم فرما سید بادشاہ کا ہزاروں رحمتوں کا نزول ہو اس پر جواب ”کروڑ پکا“ میں اپنے مزار میں محو استراحت ہے وہ میرے لئے موصل الی المطلوب بنا ان کے ایماں پر دورہ تفسیر قرآن میں شامل ہونے کی اجازت ملنے پر وزیر آباد حاضر اقدس ہوا وہ نقشہ آج بھی میری آنکھوں، میری روح اور میرے انگ انگ میں سما ہوا ہے علم کی دولت کسی بیچ کو مل جائے تو وہ متکبر و مغرور ہو جاتا ہے اور اگر کسی شریف النفس کی جھولی میں آگرے تو وہ فرط مسرت سے مزید عجز و انکساری کا پیکر بن جاتا ہے میری پہلی نظر نے یہی نظارہ دیکھا کہ علم و فضل، تقویٰ و طہارت، خطابت و امامت، فہم و فراست، زہد و ورع، بصیرت و بصارت کا امام جس کمرے میں تشریف فرما ہے اس کمرے میں ایک خوبصورت بڑا سا فریم آویزاں ہے اور اس پر بہادر شاہ ظفر کا ایک شعر صاحب خانہ کی کیفیات درد دل کا عکاس ہے۔

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں

جو کسی کے کام نہ آسکے میں وہ ایک مٹت غبار ہوں

اس کی محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے حضور کچھ نذر کروں لیکن میرے پاس ہے ہی کیا جو ان کی نذر کیا جائے سوائے اس کے کہ اس خوش خصال و احوال اور صاحبِ قال و حال کا ذکر کروں تاکہ زمین و آسمان ہنس پڑیں اور عقل و روح کی آنکھ سوگنا ہو جائیں وہ خوش خصال ایسا کہ بر صغیر میں ہزاروں حاسدوں کے حسد کی آگ میں بجھے ہوئے لوگ اس کے سامنے آتے ہی عقیدت و احترام سے اٹھ کھڑے ہوتے وہ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی وراثت علمی کا وارث جب مسند دعوت و ارشاد پر بیٹھتا تو بڑے بڑے علماء و فضلاء داد دیئے بغیر نہ رہتے غزالی زماں حضرت سید احمد سعید کاظمی ہوں یا سید ابوالبرکات ہوں شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب لائلپوری ہوں یا مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی اور ایسی بے شمار نابغہ روزگار شخصیتیں ان کا دل سے احترام کرتیں۔ علم و معرفت کے اسرار و رموز اور تصوف کے سرستہ راز عام فہم زبان میں یوں بیان کر جاتے کہ عامۃ الناس بھی محفوظ ہوتے اور خاصان علم و معرفت تو جھوم جھوم جاتے پنجابی میں اکثر اور اردو میں کبھی کبھی تقریر فرماتے۔ تقریر کا محور کسی معروف صاحب درد شاعر کا شعر ہوتا محبت رسول ﷺ سے سرشار گھنٹوں گفتگو فرماتے مجمع پر سحر طاری ہو جاتا۔

وہ کیا سہانا سماں تھا کہ رمضان المبارک میں ہر روز موچی اور لوہاری دروازہ کے باہر باغ میں علماء کرام تقاریر فرمایا کرتے اور اتوار کے روز تعطیل عام ہونے کی وجہ سے لوگوں کا ایک جم غفیر ہوتا پھر اس روز کسی بہت معروف اور جید عالم دین کو خصوصاً دعوت دی جاتی ایسی ہی سہانی اتوار تھی کہ شیخ القرآن ابوالحقوق حضرت پیر محمد عبدالغفور ہزاروی کی آمد آمد کا شہرہ پورے لاہور میں ہوا لوگ جوق در جوق پنڈال میں جمع ہوئے آپ سٹیج پر تشریف لائے سبحان اللہ کیا شان تھی زلف و کاکل کے دائرے کے اوپر سفید دستار مبارک کا تاج عقابلی نگاہوں کی حد نگاہ تک سامعین پر گرفت انتہائی خوبصورت نکھرتا چہرہ تصنع اور ریا کی گرد سے مکمل صاف جوان رعنا کثیر علماء و فضلاء کے جھرمٹ میں باوقار چال کے ساتھ چلتا، حسن و جمال کا پیکر جمیل، شانوں پر کاڑھے ہوئے سفید رومال کی سج دھج کے ساتھ سٹیج پر تشریف لانے والا منتظر نگاہوں کا محبوب جلوہ گر ہوا فضائے نعرہ تکبیر و رسالت سے جھوم اٹھی۔ لحن داؤوی کی لذت سے بھری ہوئی آواز میں خطبہ مسنونہ

کانوں میں رس گھولنے لگا خطبہ کے بعد گونج دار آواز میں مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر پڑھا۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حاضرین کو احساس ہو گیا کہ آج فن خطابت کا شاہکار 'خطبہ' مؤمنین عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی" کی کمال فصاحت و بلاغت کے گرد ہالہ بنائے گا خطیب خطاب الہی ﷺ کے حضور 'دور حاضر کا خطیب شہیر نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرے گا اور عاشقان ذات محمد ﷺ کے مشام جان ایمان میں خوشبوؤں کے حلے بکھیرے گا۔

پھر ایسا ہی ہوا۔ ہر شخص روزہ دار، پاک صاف ماحول، داتا علی، جویری کے دامن کی چھاؤں اور درود و سلام کی مہنکار میں مہکی ہوئی فضاء میں سائیں گوہر کا تراشیدہ گوہر، پیر مہر علی شاہ کی مہر کا مرکز، اللہ تعالیٰ کے محبوب کی فصاحت کے ذکر سے علم و فضل کے موتی بکھیرنے لگا ہر ادا کا ذکر اور ہر بات کا تذکرہ سنتے حاضرین جھوم جھوم جاتے نہ جانے بولنے والوں نے بادلوں کے کانوں میں یہ کیا کہہ دیا کہ وہ ساری فضا پہ کالی گھٹا کی صورت چھا گئے اور بھری ہوئی مشک کی طرح آنکھوں سے مینہ برسانے لگے حاضرین میں ہلچل پیدا ہوئی تو خطیب ذکر محمد ﷺ نے حاضرین سے فرمایا یاد رکھو میرے اور تمہارے آقا محمد ﷺ کے ذکر سے مسرور، رحمت کی برسات ہونے لگی ہے آج یہ برسات بھی نظارہ کرنے کے ساری کائنات کے محبوب کے ذکر کے سحر میں مخلوق خدا یوں بیٹھی ہے جیسے۔ کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

بس یہ فرمانا تھا کہ واقعی ان گنہگار آنکھوں نے دیکھا دنیا پہ سحر چھا گیا، بادل برستار ہا اور جان جان کے ذکر جمیل سے سرشار مخلوق خدا بھی اپنی آنکھوں سے موتیوں سے قیمتی اشکوں کی برسات برساتی رہی جب یہ سارے موتی بہتے بہتے ایک دھارے کی شکل اختیار کر گئے تو آپ نے وما علینا الا البلاغ کا آخری جملہ ارشاد فرما کر عاشقان مصطفیٰ ﷺ کو درود و سلام پیش کرنے کا حکم ارشاد فرمایا

درود و سلام کے بعد دعا ہوئی اور یوں یہ لمحہ دنیا، عشق و مستی کے ایک نئے باب کا اضافہ فرما کر تاریخ میں امر ہو گیا

بولو! کچھ کہو! کوئی ایسا خطیب، کوئی ایسا مقرر، کوئی ایسا مبلغ نظر میں ہے۔ وہ خطیب ہی نہیں تھا، وہ شیخ القرآن بھی تھا، وہ ابو الحقائق بھی تھا، وہ پیر بھی تھا، وہ فقیر بھی تھا، وہ محبت رسول ﷺ کا پیکر جمیل بھی تھا، وہ تخلیق پاکستان کے مسافروں میں ”السابقون الاولون“ کا تاج پہننے والا تھا۔ میرے دل کی دھڑکنوں میرے کانوں کی سماعت اور میری آنکھوں کے نور میں سامنے والا کل بھی میری محبت کا مرکز تھا، آج بھی ہے کروڑوں رحمتوں کا سایہ اسے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

دل کو تھاما، ان کا دامن تھام کے

اپنے دونوں ہاتھ نکلے کام کے

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی سحر بیان خطیب، قادر الکلام مقرر، بے باک عالم دین، قرآن و حدیث اور علوم دینیہ کے تبحر فاضل تھے علمی اور تحقیقی گفتگو کے ساتھ خوش بیانی بہت کم کسی شخصیت میں جمع ہوتی ہے لیکن علامہ ہزاروی میں یہ دونوں وصف بدرجہ اتم موجود تھے، بڑے بڑے علماء ان کے خطابات دم بخود ہو کر سنتے اور عوام الناس ہمہ تن گوش ہوتے تھے، ان کی طبیعت میں بلا کا سوز و گداز تھا جس کا نتیجہ یہ ہوتا، انہیں مشکل سے مشکل مسائل نہایت عام فہم انداز میں بیان کرنے کا کامل ملکہ حاصل تھا موری دروازہ لاہور کے بیرونی باغ میں رمضان المبارک کے ہر اتوار کو آپ کا خطاب ہوتا تھا، میری طرح دوسرے سینکڑوں افراد کھڑے کھڑے آپ کا طویل خطاب سنتے تھے، ایک دفعہ فرمایا، ہم کہتے ہیں یہ درخت ہے، یہ لاؤڈ سپیکر ہے، یہ مائیکروفون ہے، یہ تو درخت ہوا، یہ لاؤڈ سپیکر ہوا، اور یہ ہے کیا ہے؟ پھر اپنے مخصوص انداز میں فرمایا ”یہ ہے ہی تو ہے اور ہے کیا“؟ مسلہ وحدۃ الوجود اس عام فہم انداز

میں بیان کرنے کے بعد فرمانے لگے صوفیو! ذرا غور سے سنو میں کیا کہہ گیا ہوں؟

اللہ تعالیٰ نے انہیں وجاہت اور محبوبیت کا بڑا اور افرحہ عطا فرمایا تھا اسی لئے احباب ان کی سخت سے سخت باتیں بھی خندہ پیشانی سے برداشت کر جاتے تھے اس کے برعکس بعض اوقات تواضع کا اظہار بھی بڑے دلکش پیرائے میں کر جاتے تھے، جامع نظامیہ رضویہ لاہور کے اجلاس میں ایک صاحب نے پر شکوہ الفاظ کے ساتھ آپ کا تعارف کرایا آپ نے خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا ”میں بڑا تو نہیں ہوں لیکن ”کَبَّرْنِي مَوْتُ الْكِبْرَاءِ“ بڑے لوگ دنیا سے چلے گئے تو لوگوں نے ہمیں بڑا سمجھ لیا۔ اس میں لطافت یہ تھی کہ یہ نہیں فرمایا کہ ہم بڑے بن گئے بلکہ فرمایا کہ لوگوں نے ہمیں بڑا سمجھ لیا۔

حضرت علامہ ہزارویؒ کا حافظہ غضب کا تھا، درس و تدریس کا سلسلہ ایک عرصہ سے ترک کیا ہوا تھا اس کے باوجود منطق و فلسفہ کی اصطلاحات نوک زبان پر رہتی تھیں۔ ایک دفعہ معراج شریف کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے قبض زمان اور بسط زمان پر گفتگو کر رہے تھے کسی نے پرچہ بھیج کر پوچھا یہ کس نے لکھا ہے؟ علامہ ہزاروی نے تفسیر کبیر کا حوالہ دیا اور ساتھ چند اور کتب سے بھی تفصیلی حوالے دیئے۔ راقم الحروف کو بہت دفعہ آپ کی تقریر سننے کے مواقع ملے اور ہر دفعہ عقیدت و محبت کو جلا ملی، چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

☆ انسان آئینہ خریدتے وقت آئینے کو دیکھتا ہے کہ آئینے کو دیکھتا ہے اور گھر آکر آئینے کو دیکھتا ہے کہ اس میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ اللہ نے نبی اکرم ﷺ کو پیدا کر کے آپ کو دیکھا یعنی آپ کو دیکھا اور شب معراج آپ کو بلا کر دیکھا کہ اس آئینہ میں اپنا جمال دیکھا۔

☆ انسان زمین پر کھڑا ہوتا ہے اور اس کا علم عرش مجید تک پہنچتا ہے، جس ذات اقدس کے قدم عرش مجید پر پہنچے ان کے علم کی رسائی کہاں تک ہوگی۔

☆ نبی اکرم ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی عرش سے آگے جانا آپ کی بشریت مبارکہ کا اعجاز ہے اور کھانا پینا ازدواج اور دیگر تعلقات نورانیت کا معجزہ ہیں۔

☆ ایک دفعہ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تقریر

کر رہے تھے کچھ دیر بعد معراج پر گفتگو شروع کی لیکن پھر محدث اعظم کا ذکر شروع کر دیا اجلاس کے بعد کمرے میں جا کر بیٹھے تو فرمانے لگے لوگ کہتے ہیں یکسوئی حاصل نہیں ہوتی لیکن مجھے دو سوئی نہیں حاصل ہوتی معراج شریف کا تذکرہ شروع کیا ذہن پھر محدث اعظم کی طرف چلا گیا۔ اسی مجلس میں ایک قوال آ گیا اسے کچھ سنانے کی فرمائش کی اس نے حضرت امیر خسرو کی ایک غزل سنائی جس کا ایک مصرعہ تھا ”تن پیر گشت و آرزوئے دل جواں ہنوز“ بار بار یہ مصرعہ سنا اور خود بھی اشکبار آنکھوں کے ساتھ پڑھتے رہے، مجلس پر عجیب کیف چھایا ہوا تھا

☆ ایک دفعہ فرمایا دہلی کے ایک مجذوب ”پتہ شاہ“ کے ذریعے مجھے کشف قبور حاصل ہوا حضرت سلطان اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا تو مجھے ان کے صرف پاؤں دکھائی دیئے حضرت پتہ شاہ سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا جس نے سلطان الاولیاء کے قدم دیکھے ہیں وہ بڑوں بڑوں کے سر دیکھے گا اور واقعی مجھے کئی بزرگوں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ☆ دہلی سے واپسی پر جنید ہڑ شریف حاضر ہوا تو حضرت خواجہ گوہر دین نے سفر کے حالات اور مشاہدات کے بارے میں دریافت کیا میں نے دوسری باتیں تو بتا دیں لیکن کشف والا معاملہ گول کر گیا حضرت سائیں گوہر دین صاحب نے کرید کرید کر پوچھا کچھ اور بتاؤ؟ تو بالآخر میں نے کشف کے بارے میں بھی بتا دیا خواجہ صاحب نے فرمایا ”یہ تو کچھ بھی نہیں ہے“ اور سچ مج میرے پاس کچھ نہ رہا ان سے تو کچھ نہ کہا البتہ ان کے حجام سے جو حضرت سے کسی قدر بے تکلف تھا کہلو ا دیا کہ آپ حضرت صاحب خود تو کچھ دیتے نہیں ہیں جو دوسروں نے دیا تھا وہ بھی سلب کر لیا۔ جب حضرت صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا مولانا آپ کا دل ہی ایسا ہو جائے گا کہ تمام امور و حوادث بغیر کشف کے اس پر عیاں ہو جائیں گے اور یہ کشف کی اعلیٰ قسم ہے۔ پھر خود ہی علامہ ہزاروی فرمانے لگے کہ ہم اہل سنت و جماعت کو کشف کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارا سماع موتی پر عقیدہ ہے جو کچھ کہنا ہو حاضر ہو کر کہہ دیا

علامہ ہزاروی ”عموما کسی شعریا مصرعے کو بطور موضوع منتخب کر لیتے تھے اور پوری تقریر میں اس شعر کو بار بار پڑھتے تھے جس سے سامعین کو ہر دفعہ نیا لطف حاصل ہوتا تھا کسی نے

اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا دوسرے علمائے کرام قرآن پاک کی دوسری سورتوں کی تفسیر ہیں اور میں سورۃ الرحمن کی تفسیر ہوں۔

جب آپ نے جام شہادت نوش فرمایا راقم اس وقت جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ میں مدرس تھا شہادت کی خبر سن کر شدید صدمہ ہوا اسی وقت حضرت پیر طریقت صاحبزادہ طیب الرحمن مدظلہ العالی کے ہمراہ روانہ ہو کر وزیر آباد پہنچا اور نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی راقم اگرچہ شعر و سخن کا ذوق نہیں رکھتا لیکن اس موقع پر جذبات نے اشعار کی صورت اختیار کر لی جو انہی دنوں حضرت علامہ مولانا عبدالحق غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ”عقد الجید“ کے آخر میں شائع کر دئے گئے تھے۔

حضرت علامہ مولانا عبد الرحمن اشرفی مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ سے زیادہ ملاقاتیں تو نہیں ہو سکیں چند بار خطاب سننے کا موقع ملتا رہا ایک دفعہ موچی دروازہ کے باہر باغ میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی شان میں ہونے والے جلسہ میں شرکت کی وہاں حضرت علامہ ہزارویؒ کا خطاب دلپزیر سنا بہت متاثر ہوا اور بڑی لذت آئی جو بیان سے باہر ہے مجھے آج بھی ان کا یہ فقرہ یاد ہے فرمایا ”ہم ان کے ساتھ ہیں جو آج بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں“ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی قبر کو منور فرمائے اور ہم سارے حنفیوں کو ایک اور نیک ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضرت مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی صدر جمعیت علماء پاکستان

حضرت مولانا شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزارویؒ کے ساتھ میرا تعلق تین حیثیت سے تھا اول تحریک پاکستان دوم تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء سوم جمعیت علماء پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے میں نے ان کے ساتھ مل کر کام کیا۔

تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے بھرپور حصہ لیا خاص طور پر ۱۹۴۰ء کے قومی انتخابات میں مختلف سلاسل چشتیہ قادریہ نقشبندیہ اور سروردیہ کے سجادگان نے قائد اعظم کے مطالبہ پاکستان کی حمایت کی اس موقع پر آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر بابو جی غلام محی الدین نے ہندوستان میں دارالسلام پاکستان کے قیام کے لئے جدوجہد کی چونکہ حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ مرحوم و مغفور اس سلسلہ عالیہ سے وابستہ تھے حضرت پیر مر علی شاہؒ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے اس لئے انہوں نے اپنے پیرخانے کی ذمہ داری کو نہایت ہی احسن طریقہ اور جوش و خروش کے ساتھ نبھایا ملک کے طول و عرض میں دورے کیے پاکستان کے لئے ملک بھر میں جو کانفرنسیں منعقد ہوئیں آپ ان میں بھاری جمعیت کے ساتھ شرکت کرتے تھے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس ۱۹۴۰ء منٹوپارک میں قرارداد لاہور جس کو بعد میں قرارداد پاکستان کا نام دیا گیا علامہ ہزارویؒ اپنے احباب و اقربا ارادت مندوں اور برادران طریقت کے عظیم لشکر کے ساتھ شریک ہوئے۔ میں نے محنت صدر پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی کانویشن کمیٹی میں خلافت پاکستان سکیم پیش کی تھی جس میں خلافت علی منہاج النبوت کا جامع پروگرام دیا گیا تھا حضرت مولانا مرحوم و مغفور نے ہماری سکیم کا دلچسپی سے مطالعہ کیا اور ہمیں ہر ممکن حمایت کا یقین دلایا اس لئے میرے ساتھ ان کا ایک خصوصی برادرانہ اور مخلصانہ تعلق تھا۔

علامہ ہزارویؒ نے تحریک پاکستان کو ملک بھر میں کامیاب بنانے کے ساتھ ساتھ وزیر آباد کو خصوصی طور پر مرکز دعوت و ارشاد بنایا اور کئی پبلک جلسوں کا اہتمام کیا مجھے یاد ہے کہ کیمپنٹ مشن کے ارکان کے موقع پر جب ہم قائد اعظم کے نقطہ نگاہ کی بھرپور اشاعت کر رہے تھے تو مولانا ہزارویؒ نے غلہ منڈی وزیر آباد کے وسیع و عریض احاطہ میں ایک بہت بڑا عظیم اور مثالی جلسہ کا اہتمام کیا تھا۔

آپ ۲۶، ۲۷، ۲۸۔ اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس آل انڈیا سنی کانفرنس میں شریک ہوئے خطاب فرمایا اور قیام پاکستان کے بعد اہل سنت کی نمائندہ تنظیم جمعیت علماء پاکستان کے تاسیسی

اجلاس میں شریک ہوئے اور تاحیات جمعیت علماء پاکستان کے مقاصد مقام مصطفیٰ ﷺ اور نفاذ اسلام کے لئے مصروف عمل رہے۔ حضرت شیخ القرآن کی عظمت و اخلاص کا اعتراف بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے بھی کیا تھا وہ آپ کی دعوت پر وزیر آباد تشریف لے گئے تھے اور آپ کی جامع مسجد سے ملحقہ گراؤنڈ میں خطاب فرمایا۔ آپ نے قیام پاکستان کے لئے قربانیاں دیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں آپ ایک بے مثال خطیب اور سچے عاشق رسول ہونے کے ساتھ ساتھ ہر ملکی و ملی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں حضور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی سنت مطہرہ کو کتاب الہی کے احکام و فرامین کی قطعیت اور ختمیت کو ماخذ آئین و قانون بنانے کے ساتھ ساتھ ختمیت احکام رسالت کو دوسرا ماخذ قانون تسلیم کروانے کے لئے انگریز کے خود ساختہ امیر کی اطاعت کو مسترد کرنے اور تمام اہل اسلام کو جمع کرنے کی تحریک شروع کی تو علامہ ہزاروی نے اس تحریک کے مطالبات منوانے کے لئے ملک بھر کا دورہ کیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اس تحریک کے دوران خصوصی طور پر میری ذات کے ساتھ محبت و اہستگی کا یہ عالم تھا کہ جب مجھے سزائے موت ہوئی تو آپ نے سجادہ نشین گوڑہ شریف اور حضرت خواجہ نظام الدینؒ تو نسہ شریف کو مل کر اس مقصد کے لئے تیار کیا کہ وہ حکومت وقت کو مجبور کریں کہ وہ میری سزا کی منسوخی کا اعلان کرے۔ میری رہائی کے لئے آپ نے ہر ممکن قربانی کا اعلان کیا مجھے مولانا مرحوم نے بتایا تھا کہ ان کی تحریک پر علماء و مشائخ نے کمانڈر انچیف مارشل لا چیف ایڈمنسٹریٹر اور حکومت کے عمائدین پر دباؤ ڈالا گیا۔ بیرون ملک مختلف سربراہان ممالک کو ٹیلی گرام دیئے گئے ان کی مداخلت اور مختلف جرنیلوں کے دباؤ پر میری سزا کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ موت کے ظالم ہاتھ نے ان کو ہم سے چھین لیا ورنہ وہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو حکومت کی جانب سے ہمارے مطالبات کی آئینی منظوری کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے جس کے لئے پہلے ۱۹۵۳ء پھر ۱۹۷۴ء میں تحریک چلائی گئی تھی۔

جمعیت علماء پاکستان کے اہم عہدوں پر آپ نے کام کیا مرکزی صدر منتخب ہوئے اور پھر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عظیم الشان سنی کانفرنس منعقد ہونے پر آپ نے اہل سنت کے اتحاد کی خاطر

رضا کارانہ طور پر استعفیٰ دے دیا اس کے باوجود آپ کا مقام و مرتبہ بلند و بالا رہا حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی صدر منتخب ہونے کے بعد آپ سے ہر طرح کا مشورہ کرتے۔ ۱۹۷۰ء میں مجھے جمعیت کا پنجاب کا کنوینئر پھر صدر منتخب کیا گیا تو میں نے حضرت علامہ ہزارویؒ مرحوم و مغفور کے خلف الرشید مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی کو مجلس عاملہ اور شورای کارکن مقرر کیا تاکہ وہ اپنے والد ماجد کے کارناموں کے تسلسل کو قائم رکھ سکیں۔

دیگر خدمات کے علاوہ مولانا ایک زبردست عالم اجل اور معلم علوم الہیات تھے ان کے دورہ تفسیر قرآن مجید میں ہر سال ملک بھر سے علماء و طلباء شامل ہوتے تھے مولانا مرحوم اپنے درس کے ضروری اشارات و نوٹس لکھواتے تھے آج بھی ان نوٹس کو ایک زبردست علمی و تحقیقی حیثیت حاصل ہے۔ درس و تدریس کے علاوہ آپ کی فصاحت و بلاغت اور شہرہ آفاق خطابت کے نقوش آج تک علماء و محققین کے قلوب میں ثبت ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں خطابت کا وہ ملکہ عطا کیا تھا کہ وہ علمی حقائق کو علماء میں اس طرح سمودیتے تھے کہ علم الیقین، حق الیقین اور عین الیقین کے مراحل طے کرتے تھے آج تک عرس مبارک آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بھور شریف میں ان کی تقریر دلپذیر کا نقشہ یاد ہے جس میں انہوں نے نفس امارہ کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو ختم کرنے کے لئے نور ایمان و ایقان کی ضرورت پر دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے تھے۔ آج ہمیں پھر علامہ ہزارویؒ جیسے عاشق رسول اللہ ﷺ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے وہ تو علامہ اقبال کے اس شعر کی عملی اور مجسم تصویر تھے۔

نگہہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے
حضرت شیخ القرآن قرآن و سنت کی بالادستی چاہتے تھے جس کے لئے آپ نے زندگی بھر جدوجہد کی آپ کے متعلق تو حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف نے بڑا عالم دین بننے کی پیشین گوئی کی تھی اور خصوصی دعاؤں سے نوازا تھا اللہ تعالیٰ آپ کے درجات و مراتب بلند فرمائے (آمین) آپ کے وصال کے بعد مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی اپنے والد ماجد کے جانشین بنے ان کی تقریر میں والد محترم کا سارنگ اور شکل و شبہت، گفتگو، چال ڈھال

میں وہی نقشہ موجود ہے میری دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں والد ماجد کا صحیح مقام عطا فرمائے (آمین)

مولانا محمد عبدالشکور رضوی شاہد رہ لاہور

آج کوئی عالم دین اپنے آپ کو مولوی کہلانے کے لئے تیار نہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ القرآن استاذ العلماء قبلہ پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ اپنی زندگی میں فخریہ طور پر ارشاد فرمایا کرتے تھے میں مولوی ہوں اور نبی علیہ السلام کا گدا ہوں اور ان کے دین کی خدمت کر رہا ہوں آپ علماء کرام کے لئے ایک نمونہ اور مشعل راہ چھوڑ گئے ہیں آپ ہمیشہ علماء کو خودی کا درس دیتے فرماتے تھے دنیا میں زندگی اس انداز سے گزارو کہ دنیا سے جاتے وقت لوگ کہہ اٹھیں کہ واقعی دنیا سے عالم دین چلا گیا ہے آپ نے وزیر آباد کو محبت کامرکز اور اہل سنت کے لئے نمونہ بنا دیا آج بھی جب وزیر آباد سے گذریں تو کانوں میں یہ صدائیں گونجتی ہیں یہ وہ شہر ہے جہاں ایک عاشق رسول ﷺ نے زندگی گذاری ہے وزیر آباد کی فضائیں اور ہوائیں گواہ ہیں کہ دورہ تفسیر قرآن پاک پڑھانے کا زمانہ آتا تو ملک بھر سے بڑے بڑے علماء اور مشائخ داخلہ لینے کے لئے آپ کے پاس تشریف لاتے اب پاکستان میں اس طرح کا دورہ قرآن پاک کہیں نہیں ملتا جب عشق مصطفیٰ ﷺ کے چشمے جاری ہوتے قرآن پاک سے شان مصطفیٰ ﷺ پر دلائل کے انبار لگاتے تو علماء حیران ہو جاتے فرماتے میں تمہیں وہ حوالے لکھوا رہا ہوں جس کا فائدہ تمہاری پشتوں کو بھی ہوگا۔ آج بڑے بڑے بے مثال مدرس اور خطیب موجود ہیں مگر ان میں ایک بھی آپ جیسا نہیں۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے جو علم کا چراغ میں نے جلایا ہے اس میں تیل گولڑہ شریف کا پڑا ہوا ہے۔

حضرت صاحبزادہ پیر عبدالصبور ہزاروی منشور آستانہ عالیہ سالک آباد حسن ابدال

میرے استاد محترم اور مخدوم مکرم سید المحققین زبدۃ العارفین استاذ العلماء حجتہ

اکاملین علامہ شیخ القرآن ابو الحقائق حضرت پیر محمد عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ العزیز کی پروقار

شخصیت ایک جامع اور منفرد حیثیت کی حامل، نور و بصیرت اور علم و عمل کا حسین شاہکار تھی آپ بڑے معاملہ فہم دور اندیش، ذہین و فطین تھے آپ طبعی طور پر وجیہ، نفاست پسند، خوش گفتار اور خوش پوش بزرگ تھے یہ انفرادیت آپ کو علماء کرام اور مشائخ عظام میں ہمیشہ ممتاز رکھتی تھی آپ ذکر و فکر حق گوئی و بیباکی، تدریس و خطابت اور رشد و ہدایت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اپنے وقت کے بے مثال شعلہ نوا خطیب اور بے نظیر نکتہ آفریں محقق تھے عشق الہی کی سرشاریوں، بارگاہ رسالت ﷺ کی سرمستیوں نے ان کی سیرت و کردار میں سورج کی تابناکی اور نگاہوں میں جلال خداوندی کی جھلک پیدا کر دی تھی تبلیغ دین، فقہ کی تعلیم و تدریس مسلک اہل سنت کی پاسبانی اور اصلاح معاشرہ کی تحریک میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں سیاسی فضاؤں سے سماجی ماحول تک دین حق کی شمع روشن کیں عشق رسول ﷺ کے نغمے گونجے اور بزرگان دین سے عقیدت کے پھول کھلے اس نیاز مندی میں خلوص و عقیدت کا درجہ اس قدر بلند رہا کہ بدترین دشمن بھی آج تک شیخ محقق اور استاذ مکرم کی مخلصانہ اور فقیرانہ خدمات کے منکر ہونے کی جرأت نہیں کر سکے

برگزیدہ دوران، قطب زماں، رازی وقت حضرت اقدس قبلہ شیخ القرآن اپنے دور کی عظیم شخصیات میں سے تھے۔ بندہ مومن کی نمایاں خصوصیات، حق گوئی و بیباکی، صداقت شعاری انکے کردار کے اجزائے ترکیبی تھے۔ آپ نے زندگی بھر کسی مادی فائدے کے لئے یا دنیاوی طمع و منافع کی خاطر حق و صداقت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا سیاست ہو یا مذہب دونوں میں بے حد نڈر اور بے باک حق آگاہ تھے۔ زندگی کے آخری لمحات تک سید دو عالم حضور نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام اہل بیت اطہار اور سرکار غوث اعظم کی محبت لازوال اور عشق بے مثال کی دولت سے مال مال رہے عشق رسول ﷺ اور محبت اہل بیت کے ضمن میں فخریہ فرماتے تھے میری آرزو ہے کہ کارکنان قضا و قدر کی طرف سے مجھے اہل بیت کا میراثی کہہ کر پکارا جائے میرے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کوئی نہ ہوگا پھر مصلح الدین سعدی شیرازی کی الہامی اور مقبول رباعی جھوم جھوم کر ترنم سے پڑھتے۔

الہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوت تم رد کنی اور قبول من دست و دامن آل رسول

وعظ و تقریر کے دوران شعر خوانی اور والہانہ ترنم ریزی آپکا خاصا اور محبوب انداز تھا سننے والوں پر بھی ایک کیفیت طاری ہو جاتی لیکن خود شیخ القرآن کی کیفیت الفاظ میں مقید نہیں ہو سکتی اور فرماتے ”شعر کا تکرار میرے اندر چشتیت کا فیضان ہے اور یہی میرا عمل نجات ہے“ خطابت کا انداز انوکھا اور دلپذیر تھا ہر جملے کا محور نبی پاک ﷺ کی ذات گرامی اور ہر شعر کا مرکزی خیال اتباع رسول ﷺ ہوتا تھا۔ آپ زندگی بھر سرکاری درباری مشائخ و علماء کے طلسم سے مسحور نہ ہو سکے کچھ ابن الوقت لوگ جب قبلہ عالم کو حکومت وقت سے تعاون اور سرکاری و درباری مشائخ و علماء کے نقش قدم پر چلنے کا مشورہ دیتے تو آپ مسکرا کر قلندرانہ انداز میں فرماتے یہ ٹھیک ہے۔

قلندر جز دو حرف لالہ کچھ بھی نہیں رکھتا

فقیہہ شہر قاروں ہے لعنت ہائے حجازی

لیکن میرے لئے یہ سادہ لباس اور حجرہ کی چٹائی تخت سلیمان سے بہتر ہے۔

جو بچھ گیا ہو کوچہ دیوار یار میں

اس یورے پر تخت سلیمان نثار ہو

طریقت و معرفت کا بیان ہو یا نزاعی مسائل کا ذکر آپکی نقطہ آفرینی ہمیشہ قابل داد ہوتی

تھی یوم سیدنا صدیق اکبر کے سلسلے میں ایک جلسہ میں فرمایا ”ہم انکو مانتے ہیں جو زندگی بھر حضور ﷺ کے ساتھی رہے اور اب بھی ان کے ساتھ ہیں“ علماء و مشائخ عظام بالعموم گولڑہ شریف، جیندھڑ شریف، علی پور شریف، شہر قبور شریف بالخصوص آپکے طرز بیان حسن ادا اور داد فکر کے شیدائی تھے دربار عالیہ غوثیہ گولڑہ شریف میں ۳۵ سال تک وعظ کہنے کا اعزاز و شرف آپ کا ہی حصہ ہے۔ بڑے اشتیاق و عقیدت سے جیندھڑ شریف حاضر ہوتے اور وہاں کی تقریبات میں شامل ہوتے فرماتے ”مجھے یہاں سے وہ دولت اور نعمت حاصل ہوئی جو بادشاہوں کے خزانوں

میں سے نہیں ملتی اور جسکے لئے میں زندگی بھر سرگرداں اور متلاشی رہا، گو آج قبلہ عالم ہم میں جلوہ گر نہیں لیکن انکے فیوض و برکات کا چشمہ آج بھی جاری و ساری ہے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز چشتی خطیب اعظم گوجرانوالہ

خدیجہ علم و عرفان استاذ العلماء و مشائخ رئیس الفلاسفہ شیخ القرآن ابو الحقائق خواجہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی کا فیض جس طرح آپ کی زندگی میں جاری و ساری رہا آج بھی جاری ہے آپ کے پروردہ ہزاروں مدرسین علماء خطباء شیخ الحدیث دنیا بھر میں دین متن کی خدمت پر مامور ہیں میں نے اپنی زندگی میں آپ جیسا ایک بھی مدرس نہیں دیکھا کہ جس کے سامنے بڑے بڑے علماء گھٹنے ٹیکنے میں فخر محسوس کرتے ہوں آج ہماری جماعت میں آپ جیسا کوئی مدرس نہیں ہے جو بیک وقت عالم باعمل، محقق و اعظ، پیر، مفتی، محدث مفسر شاعر ادیب فقیہ منتظم سیاستدان اور سب سے بڑھ کر عاشق رسول ﷺ ہو۔ آپ کا وجود ہماری جماعت کے لئے ایک سند کی حیثیت رکھتا تھا جامع مسجد غوثیہ کے درودیوار گواہ ہیں یہاں ہزاروں علماء نے آ کر وعظ کیے مگر علامہ ہزاروی جیسا وعظ کسی نے نہیں کیا جو سوز اور کیف آپکی تقریر میں ہوتا تھا اسکی نظیر اب ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ میں نے آپ جیسا حسین عالم نہیں دیکھا سفید شلوار قمیض میں ملبوس سر پر خوبصورت گپڑی سجا کر جلسوں میں رونق افروز ہوتے تھے تو علماء دیکھتے تھے تو پکاراٹھتے تھے کہ واقعی سلسلہ چشتیہ کا بدر تاباں طلوع ہوا ہے دبدبہ اور رعب اسقدر تھا کہ میں نے دیکھا بڑی بڑی عظمتوں والے علماء بڑے بڑے مناصب کے حامل مشائخ آپ کے سامنے ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے ہیں اور جب خطاب فرماتے تو علماء کا جم غفیر ہوتا تھا سب پر چھا جاتے تھے۔ علماء دینی مسائل کے حل کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے ایسے ایسے دلائل سے مسائل حل فرماتے کہ عقلیں دھنگ رہ جاتیں ایک بار گوجرانوالہ میں جلسہ سے خطاب فرما رہے تھے قبر کے اندر کیے جانے والے سوالات کا ذکر ہو رہا تھا ایک شخص نے چٹ دی جس پر لکھا تھا قبر کے سوال میں ”ما کنت

تقول فی حق هذا الرجل“ کے سوال میں آپ لوگوں کا موقف ہے کہ نبی علیہ السلام تشریف لاتے ہیں یہاں تو لفظ رجل آیا ہے آپ نے کمال فراست سے فوراً فرمایا رجل کا لفظ بھی ہمارے دعویٰ کی دلیل ہے کہ رجل روح اور جسم دونوں کے مجموعہ پر بلا جاتا ہے معلوم ہوا قبر میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی شبیہ نہیں یا روحانی طور پر نہیں بلکہ روحانی و جسمانی یعنی مع روح و جسم کے تشریف لاتے ہیں

علماء سمجھتے ہیں کہ آپ صرف ایک مدرس، محقق، مدقق، فقہیہ، خطیب تھے لیکن میں کہتا ہوں وہ ایک ولی کامل تھے میں آپ کی کرامت کا چشم دید گواہ ہوں۔ آستانہ عالیہ کیلیانوالہ شریف کا سالانہ عرس تھا بڑے بڑے علماء و مشائخ اسٹیج پر جلوہ افروز تھے حضرت خطاب فرما رہے تھے کہ دوران تقریر بارش کے آثار ظاہر ہوئے چاروں طرف سے بادلوں کی گرج چمک کی وجہ سے سب پریشان ہو گئے۔ منتظمین بے چین تھے چند قطرے بارش کے گرے بھی لوگوں نے اٹھنے کی کوشش کی تو حضرت شیخ القرآن نے فرمایا سب بیٹھ جاؤ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں بارش نہیں ہوگی یہ بادل تو سرکارِ دو عالم ﷺ کا ذکر پاک سننے آئے ہیں۔ آپ نے جس اطمینان اور سکون بھرے لہجہ میں ارشاد فرمایا علماء حیران ہو گئے آج آپ نے کتنی بڑی بات کہہ دی ہے بارش تو بس شروع ہونے والی ہے لیکن دیکھنے والے حیران و ششدر تھے آپ کا خطاب جاری رہا بادل گرجتے رہے دو گھنٹے سے زائد خطاب فرمایا مگر دوران خطاب بارش نہ ہوئی۔

گم گشتگان راہ ہدایت اور کج راہوں کو راہ راست پر لانا آپ کی حیات مبارکہ کا عظیم مشن تھا متعدد بار دیکھا کہ آپ کی تقریر سن کر اجتماع عام میں لوگ کھڑے ہو کر اپنے مسلک سے تائب ہو جاتے یہی وجہ ہے جن احباب نے آپ سے اکتساب علم کیا وہ تو آپ کی عظمت و رفعت کے معترف ہیں ہی دیگر مسالک کے اہل علم کو بھی آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے دیکھا ہے۔

حضرت مولانا عبدالغفار صابری برادر مولانا عبدالکلیم شرف قادری لاہور

از پئے سردار احمد بازوے بالضرور

یک نگاہ لطف فرما سیدی عبدالغفور

میں نے استاد محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد کی خدمت میں دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا اپنے مجھے خصوصی طور پر فرمایا وزیر آباد چلے جاؤ چنانچہ میں آپ کے حکم پر وزیر آباد حاضر ہوا اور حضرت شیخ القرآن سے دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھا۔ ایک روز دوران تدریس حضرت شیخ القرآن نے دورہ تفسیر القرآن مجید کے آغاز کے بارے میں فرمایا کہ میں دورہ حدیث کی غرض سے دہلی گیا لیکن طبیعت مطمئن نہ ہوئی ایک روز مولانا سردار احمد صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے بریلی شریف جانے کا مشورہ دیا چنانچہ میں نے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی کے سامنے زانوئے تلمذتہ کئے ایک روز استاد گرامی نے طلبہ سے کہا کہ ”ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی کو بلا کر لاؤ جب میں استاد محترم کے پاس حاضر ہوا تو فرمایا ”تو ابو الحقائق“ ہے (چنانچہ یہ کنیت مجھے استاد گرامی نے عطا کی) میں اجمیر دارالخیر گیا وہاں مدرسہ معینیہ عثمانیہ میں ایک طالب علم علاقہ پنجاب ضلع گورداسپور کارہنہ والا ہے اس کا نام سردار احمد ہے تم اور وہ دونوں جوہر قابل ہو میں امید کرتا ہوں جب اپنے اپنے علاقے میں جاؤ گے تو دین کی خوب خدمت کرو گے“ چنانچہ حضرت شیخ القرآن نے فرمایا کہ میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ مولانا سردار احمد صاحب نے تو دورہ حدیث شروع کر کے استاد گرامی کا فرمان پورا کر دیا ہے لیکن میں نے کچھ نہیں کیا اس پر آپ نے اپنے مخصوص انداز میں یہ شعر پڑھا۔

ماؤ مجنوں یک سبق بودیم درد یوان عشق

اوبصحرارفت ماور کوچہ ہا رسوا شدیم

فرمایا جب میں نے دورہ تفسیر قرآن پڑھانے کا اعلان کیا تو پہلی ملاقات محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ڈنگہ ضلع گجرات ایک جلسہ میں ہوئی آپ نے مجھے گلے لگایا اور فرمایا مولانا

حجۃ الاسلام کا فرمان اب پورا ہو چکا ہے جو طالب علم مجھ سے دورہ حدیث پڑھے گا وہ آپ سے دورہ تفسیر القرآن مجید پڑھے گا

حضرت محدث اعظم اور حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ دونوں کو حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی سے خلافت ملی تھی اس لحاظ سے دونوں آپس میں استاد اور پیر بھائی تھے اور ایک دوسرے سے بہت محبت رکھتے تھے ایک مرتبہ حضرت نور شاہ ولیؒ کی ماڑی فیصل آباد کے دربار اقدس سے متصل مسجد میں حضرت شیخ القرآنؒ نے خطاب کے بعد دعا فرمائی کہ الہی اس صاحب مزار کا صدقہ اور ایک ولی کامل جو شہر میں بیٹھا ہے اس کے ماتھے کے نورانی محراب کا صدقہ ہم پر کرم فرما“ حضرت محدث اعظمؒ نے بڑے محبت بھرے لہجے میں ہزاروی صاحب کے بارے میں فرمایا ”ہزاروی صاحب موجدی مولانا ہیں بعض اوقات ایسی بات کر جاتے ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے اور پھر اس طرح دامن بچا کر نکل جاتے ہیں کہ عقل اور بھی حیران ہو جاتی ہے“

حضرت محدث اعظمؒ کے وصال پر رسم قل خوانی پر حضرت شیخ القرآنؒ نے تقریر میں فرمایا پاکستان کے اس حصہ (مغربی پاکستان) میں بریلی کے پڑھے ہوئے تین عالم آئے ہیں ایک محدث اعظم دوسرا اشارہ اپنی طرف اور تیسرے مولانا غلام جان صاحب لاہور والے باقی کوئی امر ہے کا پڑھا ہوا ہے کوئی مراد آباد کا تو کوئی دہلی کا۔ فرمایا میری جماعت میں اور بھی شیخ الحدیث ہیں کئی حضرات کے نام لئے لیکن فرمایا جو مقناطیسی قوت محدث اعظمؒ میں تھی وہ اور کہیں نہیں ہے ایک بار مولانا محمد سلیمؒ کی مسجد جہال خانوآنہ والا میں تقریر کرتے ہوئے صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول صاحب اور ان کے بھائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میں ان کی عزت اس لئے کرتا ہوں ”وکان ابوہما صلحاً“

حضرت شیخ القرآنؒ نے فرمایا ۱۹۳۴ء میں جب مسجد وزیر خاں میں دیوبندیوں سے حفظ الایمان کی عبارت پر مناظرہ ہوا مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کو آنا تھا۔ مگر نہ آئے اہل سنت کی طرف سے مولانا حشمت علی خاں مناظرے پائے۔ اس موقع پر حضرت صدر الشریعہ نے مجھے (شیخ القرآن) فرمایا مولوی حشمت علی کو مناظرہ رشیدیہ کا تکرار کرو اور ساتھ فرمایا اگر آج مولانا

سردار احمد یہاں ہوتے تو یہ تکرار کرانے کے لئے ان سے کہتا۔ ان واقعات سے ان بزرگوں کے مقام کا پتہ چلتا ہے کہ استاد کی نظر میں ان کا مرتبہ کتنا بلند تھا۔ اور باہمی طور پر ایک دوسرے سے کس قدر محبت کرتے تھے۔ حضرت شیخ القرآن تو بیک وقت مفسر قرآن، مناظر، مفکر، مدیر، مقرر، صوفی، خوش اخلاق، خوش مزاج اور تمام صفات حسنہ بدرجہ اتم آپ میں موجود تھیں جب بھی دیکھا آپ خوش نظر آئے اور ہمیشہ خوش آوازی کو پسند فرمایا۔

۴ ممتاز صحافی عبدالکریم شورش کا شمیری مدیر ہفت روزہ چٹان لاہور

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی خطیب جامع مسجد وزیر آباد بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ان سے ذاتی نیاز تو نہیں تھا بس ایک ادھ دفعہ کی سرسری ملاقات تھی وہ بھی مولانا ظفر علی خاں کے زمانے میں ہم مولانا کے عقیدت کیش تھے وہ مولانا کے نیاز مند تھے مولانا بھی ان سے محبت کرتے تھے ان کے متعلق چند شعر بھی لکھے ہیں جو اس وقت حافظہ میں نہیں آرہے ہیں اتحاد ملت میں وہ مولانا کے ساتھ رہے مولانا لیگ میں شامل ہوئے تو وہ بھی لیگ میں چلے گئے اور تحریک پاکستان کے دوران خطابت کی دلنشین سے لوگوں کو مسحور کرتے رہے مسلک بریلوی مکتب فکر کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے لیکن ہر مسلک کے لوگوں میں ان کے لئے احترام و محبت کے جذبات رہے مسلمانوں میں سوشلزم کے متعلق مدافعت کا جو شعور اور جذبہ ابھر کر متشکل ہوتا رہا وہ بھی اس جذبے اور شعور کے ابھارنے والوں میں شامل رہے اس سلسلہ میں وزیر آباد کے گرد و نواح کی آبادیاں ان کی شکر گزار تھیں۔

مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی ملک کے ان پر جوش اور مخلص علماء میں سے تھے جو ہر ملی تحریک میں پیش پیش رہے وہ بڑے زندہ دل اور شگفتہ آدمی تھے مگر حمیت اسلامی میں شمشیر برہنہ مصالح ذاتی پر مصالح قومی کو ترجیح دیتے تھے فتنہ و فساد اور جنگ اقتدار سے گریزاں رہتے تھے جب بھی ان کی جماعت پر غلط فضا طاری ہوئی وہ اس سے الگ ہو کر درس و تدریس میں لگ جاتے رہے

اس آخری دور میں ایسے علماء کا وجود مغتنم ہے وہ بھی مغنمات روزگار میں سے تھے ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لئے بہت اجر ہے وہ بارگاہ ایزدی سے اس کا بہت صلہ پائیں گے خدا تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے (آمین)

جناب قاضی عبدالمصطفیٰ کامل روزنامہ نوائے وقت لاہور

شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ ان نادر روزگار شخصیتوں میں سے تھے جو کسی قوم میں صدیوں کے بعد پیدا ہوتی ہیں آپ بلند پایہ خطیب تھے زبان میں بلا کا جادو اور لہجے میں شہد کی سی شیرینی تھی۔ ان کی تقریر عشق مصطفیٰ ﷺ کے سوز میں ڈوبی ہوتی تھی دوران تقریر پورے مجمع پر ایک ایسا سحر طاری کر دیتے کہ ہر نفس ان کے آگے مسخر معلوم ہوتا۔ ان کو سامعین کے جذبات پر اس طرح قابو تھا کہ وہ انہیں موضوع کی مناسبت سے بیک وقت ہنسا بھی لیتے اور رلا بھی لیتے ان کی تقریر کے دوران سامعین کو بور ہونے کا موقع کبھی نہ آتا تھا بلکہ لطف و کیف کا ایسا سماں بندھ جاتا تھا کہ وہ گھنٹوں بولتے رہتے اور سننے والے وجد کرتے رہتے آپ کی تقریر کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ افسانوی قصے کہانیوں کی بجائے قرآن و حدیث کی بات کرتے اسوہ رسول پیش کرتے صحابہ کرام کے واقعات حالات زندگی سناتے یا آئمہ کرام اور بزرگان دین کی تبلیغی کاوشوں سے مثالیں پیش کرتے تصوف کی طرف آپ کا رجحان نمایاں تھا اور یہ پہلو آپ کی تقریروں میں بھی جھلکتا تھا سلوک کی راہ میں پہلا درس توجہ کا ایک نقطے پر مرکوز کرنا ہوتا ہے اور علامہ ہزارویؒ اپنے سامعین کی توجہ دوران تقریر ہمیشہ ایک مرکز پر باندھے رکھتے یوں ان کی تقریر سننے والے غیر شعوری طور پر سکون قلب اور ایک روحانی کیف اور شگفتگی لے کر واپس آتے مثلاً اپنی تقریر کے دوران ایک شعر کو ساری تقریر کا مرکز بنا لیتے اور مضمون کی مختلف وسعتوں اور جہتوں میں گھومتے ہوئے بار بار اس شعر پر آتے اور ہر بار جب وہ شعر پڑھتے تو خود بھی وجد میں بے خود سے معلوم ہوتے اور سارا مجمع بھی کیف و سرور کی فضا سے لبریز ہوتا ہر بار جب آپ شعر پڑھتے یہی کیفیت پیدا ہوتی تقریر

میں قرآنی آیات پڑھنے کا انداز منفرد اور نہایت دلکش تھا الغرض وہ ایک صاحب طرز جادو بیاں خطیب تھے۔

علامہ ہزارویؒ کا ایک وصف یہ بھی تھا کہ حالات حاضرہ سے باخبر رہتے ملک کی سیاسی صورتحال قومی مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار مجلسی گفتگوؤں میں بھی اور عوامی اجتماعات میں بھی کیا کرتے تھے نئی معلومات حاصل کرنے اور وقت کے نئے تقاضوں کے چیلنج قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے مسائل اور نظریات پر تازہ لٹریچر کا مطالعہ بھی کرتے مجھے یاد پڑتا ہے کہ وزیر آباد میں اپنے مکان پر چند خصوصی احباب کو دوران گفتگو بتایا کہ میں نے سوشلزم کے موضوع پر تمام ضروری لٹریچر کا مطالعہ کر لیا ہے آخری دو سال آپ کی تقریر سننے والے اور بیانات پڑھنے والوں کو اس بات کا اندازہ ہو گا کہ سوشلزم کے رد میں آپ کی گفتگو کتنی موثر اور جامع ہوتی تھی آپ کو کئی سوشلسٹ مولویوں اور لیڈروں نے بڑی بڑی پیش کش کیں لیکن آپ کا یہی جواب ہوتا کہ وہ محمد عربی ﷺ کا دامن نہیں چھوڑ سکتے غالباً اکتوبر نومبر ۱۹۶۹ میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں احباب کی ایک مجلس میں فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ سوشلزم اور اسلام کی موجودہ کش مکش میں سوشلزم تو ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد یہ فتنہ نئے حربوں کے ساتھ شدت سے سر اٹھائے گا اس لئے میرا ارادہ ہے کہ اب چند برس بیٹھ کر ایسے ٹھوس عالم تیار کر جاؤں جو کم از کم آئندہ پچاس برس تک سوشلزم کے خلاف نبرد آزما سکیں اور ملک کو سوشلزم سے بچا سکیں۔ آپ محکمہ اوقاف کے سخت خلاف تھے اور اس کی موجودہ ہیئت کو نص قطعی کے خلاف سمجھتے تھے اپنی نجی مجلسوں میں کہا کرتے تھے کہ ایوب خاں نے محکمہ اوقاف قائم کر کے سوشلزم کی طرف پہلا قدم اٹھایا ہے اور دین کو قومیا نے اور سرکاری بنانے کی سازش ہے خصوصاً جب سے اس محکمہ کی سربراہی پر یادش خیر مسعود صاحب بر اجمان ہوئے آپ بہت مضطرب تھے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علمائے حق پر محکمہ اوقاف کی زیادتیاں بڑھتی گئی اور علامہ ہزارویؒ کی تقریروں میں بھی محکمہ اوقاف پر تنقید شدت اختیار کر گئی آپ کی تقریر کا ایک جملہ تاریخی محاورہ بن گیا تھا آپ نے کہا تھا ”محکمہ اوقاف کو شریعت کے مطابق موڑ دیا پھر اسے توڑ دو“

حضرت مولانا قاضی عبدالنبی کوکب رحمۃ اللہ علیہ لاہور

حضرت مولانا ابو الحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی کے وصال پا جانے سے سینوں کا قافلہ یتیم ہو گیا ہے آپ ایک تبحر عالم، تحریک پاکستان کے نڈر مجاہد اور لاثانی خطیب تھے قائد اعظم اور لیاقت علی خاں کے ہمراہ پاکستان کے قیام کے لئے ساری عمر تبلیغ و وعظ کرتے رہے زندگی کے آخری آیام میں ایوب اور سوشلزم کے خلاف خلوص اور جذبہ کے ساتھ علماء حق کی قیادت سنبھالی اور جو ولولہ انگیز تقریریں کیں ان کی یاد برسوں ہمارے دلوں کو گرماتی رہے گی اس دور میں جبکہ لادینی تحریکیں سر اٹھا رہی ہیں قوم کو آپ کی رہنمائی کی سخت ضرورت تھی۔

حضرت مفتی عبدالواحد عباسی سکندری مدرسہ قادریہ سکندریہ سکھر سندھ

مجاہد تحریک پاکستان و تحریک ختم نبوت ابو الحقائق علامہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی نظامی قادری گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ محتاج تعارف نہیں ہیں آپ اہل سنت کی عظیم الشان علمی شخصیت اور ملی اکابرین میں سرفہرست ہیں جہاں تک حضرت سے میری پہلی ملاقات کا تعلق ہے وہ ۱۹۶۰ء میں شہر سکھر باب الاسلام سندھ میں ہوئی اس وقت میں عربی کا ابتدائی طالب علم تھا آپ کی شخصیت کا چرچا سن کر آپ کی تقریر سننے کے لئے حاضر ہوا جیسا نام سنا اس سے کہیں زیادہ پایا آپ کی تقریر دو حصوں پر مشتمل ہوا کرتی تھی پہلا حصہ خالص علم کے لئے علمی تحقیقات مثلاً نحو، منطق اور فلسفہ و تصوف اور علم الکلام کے نکات پر مشتمل ہوتا تھا اور دوسرا حصہ جذب، ذوق، محبت، عشق مصطفیٰ ﷺ اور وجدانی کیفیت سے بھرا ہوا ہوتا یہاں تک کہ مرد، عورت اور چھوٹا بڑا تقریر سن کر جھوم اٹھتا آپ اپنی تقریر میں ترنم کے ساتھ اشعار پڑھتے اور فرماتے اب میں بھجے کرتا ہوں تاکہ چھوٹا بڑا محفوظ ہو اور سب کو سمجھ آجائے

ایک مرتبہ آپ کے خطاب سے پہلے ضلع سکھر کے ای۔ ڈی۔ ایم جو مکتبہ فکر دیوبند سے تعلق رکھتے تھے مخالفوں کے ایما پر آپ کی تقریر سے پہلے لمبی چوڑی تمہید باندھ کر نماز روزہ اور

اصلاح احوال کے بہانے حضرت کا وقت ضائع کرنے لگا جب آپ خطاب فرمانے لگے تو اس افسر پر ایسے برسے کہ شرم کے مارے افسر نے سر جھکا لیا اور آپ کی تقریر ختم ہونے پر معذرت مانگ لی اور آپ کا مرید ہو گیا۔ سکھر میں آپ کا خطاب تین تین چار چار روز مسلسل جاری رہتا تھا الغرض علامہ ہزارویؒ سکھروالوں کے محبوب ترین خطیب اور انقلاب برپا کرنے والے فاضل تھے۔

صاحبزادہ پیر عتیق الرحمن فیض پوری آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف میرپور

حضرت شیخ القرآنؒ کے ساتھ ہمارا کئی طرح کا تعلق ہے میرے لئے یہ تعلق حرف آخر ہے کہ جب آپ قیام پاکستان سے قبل گجرات شہر میں درس و تدریس کے فرائض ادا فرما رہے تھے تو میرے والد گرامی قدر نے آپ کے سامنے زانوائے تلمذ تمہ کئے تھے میرے والد ماجد حضرت شیخ القرآن ابو الحقائقؒ کا بے حد احترام کرتے تھے ان کی درخواست پر آپ اکثر و بیشتر اور ۱۹۶۳ سے ۱۹۷۰ تک مسلسل سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ ڈھانگری شریف تشریف لاتے رہے۔ استاد آج بھی بہت ہیں اللہ تعالیٰ سب اہل نظر و اساتذہ کرام کو زندہ و سلامت رکھے میرے والد شاگرد ہونے کے ناطے سے اپنے استاد مکرم کا اس قدر ادب و احترام کرتے عرس مبارک کے اختتام پر آپ کو الوداع کہنے کے لئے باہر کافی دور تک ساتھ ساتھ چلتے اور اس وقت تک واپس تشریف نہ لاتے جب تک آپ کی سواری نظر آتی رہتی۔ مجھے بڑی اچھی طرح سے یاد ہے کہ ایک مقام پر جلسہ ہو رہا تھا میرے والد مکرم تشریف فرما تھے ایک مقرر تقریر کر رہے تھے دوران گفتگو اس مقرر نے حضرت شیخ القرآنؒ کا ذکر کیا اس نے آپ کے نام کے ساتھ حضرت اور صاحب کے الفاظ بھی بولے تھے میرے والد ماجد نے اسی وقت فرمایا جو حضرت کا تعارف ان کی شایان شان نہیں کرتا وہ میرے سامنے نہ بیٹھے اٹھ کر میری مجلس سے نکل جائے۔

آپ وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جن کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے والے نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام میں موجود ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تقریر ایک کمال و فن

ہے جسے اللہ تعالیٰ چاہے نواز دیتا ہے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کمال سے خوب نوازا میں آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کا خطاب سنا کرتا تھا آپ کے خطاب کو سننے کے لئے علماء بھی آتے اور عوام بھی جوق در جوق آتے جس نے ایک بار آپ کا خطاب سن لیا وہ مرتے دم تک اسے یاد کرتا ہے ہندوستان میں بڑے بڑے مقرر گذرے ہیں آج بھی ان کا بڑا شور ہے لیکن مولانا ظفر علی خاں نے اس شعر کے بعد

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفورؒ کا

چشمہ اہل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

بڑے تدبیر، تفکر اور سوچ کے بعد یہ بھی کہا تھا۔

بند اس کے سامنے ہے ناطقہ بخاری کا

کیا اس سے ہو مقابلہ اس بے شعور کا

آپ چشتی ہیں لیکن آپ کے پاس چاروں سلاسل ہیں میں بجا طور پر یہ کہتا ہوں کہ آپ اس شخصیت کے مالک تھے کہ جس اسٹیج پر تشریف لے جاتے خواہ چشتیوں کا ہو نقشبندیوں، سروردیوں یا قادریوں کا ہو ہر ایک آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور آپ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کرتا تھا۔ ایک بات آپ کے اندر بڑی نمایاں تھی کہ آپ اپنی نسبت اور عقیدہ کا بھرپور طور پر اظہار فرماتے تھے آپ کے یہ الفاظ میں نے کئی بار سنے فرماتے تھے ”یہ کمال تاجدار گولڑہ اور مجدد بریلوی کا ہے“

اگست ۱۹۶۴ء میں میرے جد امجد کے چہلم کے موقع پر آپ نے جو تقریر ارشاد فرمائی اس وقت سے لے کر آج تک ہمارے خاندان کے تمام احباب کو آپ کی تقریر کا ایک ایک جملہ یاد ہے اس روز آپ کے خطاب فرمانے کا انداز بڑا ہی منفرد اور جامع تھا ہمارے اسٹیج پر دو تقاریر نمایاں ہو کر تھیں ایک مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھرویؒ دوسری اور آخری تقریر آپ ارشاد فرماتے تھے مجھے آج بھی وہ گفتگو یاد ہے جو ان دونوں بزرگوں کے درمیان اسٹیج پر خطاب سے قبل

ہوئی تھی وہ سارے مناظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہیں مسلک اور عقائد اہل سنت کی جس انداز سے اشاعت فرماتے وہ انہی کا حصہ ہے آج جتنے بھی اہل علم اور اہل نظر ہیں تبلیغ دین، اشاعت علم و اسلام کیے انہیں اس اخلاص اور عاجزی و انکساری کا اظہار کرنا چاہیے جو آپ کے اندر پایا جاتا تھا۔

جہلم میں مہاجرین کی بستہی میں سید حبیب اللہ شاہ صاحب جن کا وصال ۱۹۹۳

میں ہوا مجھے خود انہوں نے یہ واقعہ حضرت شیخ القرآن کی ہزارہ کی زبان میں سنایا تھا اسی بستہی میں شاہ صاحب نے جلسہ کا اہتمام فرمایا حضرت نے خطاب فرمانا تھا آپ حسب وعدہ جہلم بس سٹاپ پر پہنچ گئے مگر شاہ صاحب کی طرف سے وعدہ کے مطابق لینے کے لئے کوئی بھی وقت مقررہ پر وہاں موجود نہ تھا آپ انتظار کرتے رہے کافی تاخیر سے سید حبیب اللہ شاہ صاحب کے بھائی سید عبد اللہ شاہ آزاد جو آزاد کشمیر کے وزیر بھی رہ چکے ہیں بس سٹاپ پر پہنچے تو حضرت نے فرمایا ”بھائی تم لوگ وقت مقررہ پر یہاں نہیں آئے میں خاصی دیر سے انتظار کر رہا تھا اب میں واپس جاؤں گا“ سید عبد اللہ شاہ صاحب واپس آئے اور معاملہ سے سید حبیب اللہ شاہ صاحب کو آگاہ کیا تو انہوں نے کہا میں جا کر لے آتا ہوں عبد اللہ شاہ صاحب نے کہا وہ اب نہیں آئیں گے سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے کہا میں ضرور لے کر آؤں گا چنانچہ وہ فوراً بس سٹاپ پر آئے تو دیکھا کہ آپ بس پر سوار ہو رہے ہیں سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے عرض کیا حضرت میں آپ کو لینے کے لئے آیا ہوں فرمانے لگے جو پہلے آئے تھے کیا وہ بیوقوف تھے جواب تم آئے ہو۔ حبیب اللہ شاہ صاحب نے عرض کیا میرے پاس ایک بات ہے آپ ضرور ہمارے ساتھ چلیں گے فرمانے لگے کیا بات ہے تو سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے کہا ”میں سید ہوں آپ کو میرے ساتھ جانا پڑے گا“ یہ کہنے کی دیر تھی میں سید ہوں آپ نے اپنے کندھوں پر پڑے ہوئے رومال کے دونوں کونے پکڑے اور فرمایا اچھا اے سید اگر یہ بات ہے تو مجھے یہاں سے پکڑ کر لے چل چنانچہ آپ نے وہاں جلسہ سے خطاب فرمایا۔

حضرت مولانا علی احمد سندیلوی منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور
 ملت اسلام نے بخشے ہمیں وہ دیدہ ور جن کی خاک پا کے آگے گرد ہیں شمس و قمر
 سرمہ چشم یقین ہے ان کے پاؤں کا غبار چومتے ہیں ان کی خاک رہ گذر کو تاجدار
 سر زمین بر صغیر نے بڑے بڑے اکابر علماء و صلحاء اور دانشوران امت کو پیدا کیا جن کی
 علمی، دینی، اصلاحی اور تبلیغی خدمات تاریخ بر صغیر کے زریں ابواب میں رہتی دنیا تک ان کی عظیم
 الشان خدمات کی یاد دلاتی رہیں گی اور آنے والی نسلیں بجا طور پر ان پر فخر کریں گی۔ انہی نمایاں علماء
 امت میں حضرت شیخ المشائخ، استاذ الاساتذہ، امام المتکلمین، شیخ القرآن ابو الحقائق علامہ مولانا
 پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں میرے لئے یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ
 ایسے جلیل القدر عالم دین کے بارے میں لکھوں گا جس کو اللہ تعالیٰ نے قلعہ اسلام کا محافظ بنایا تھا
 جس کی ذات سے حق و صداقت کو فتح و نصرت حاصل ہوئی جس کی عالمانہ بصیرت سے شکوک
 و شبہات کا ازالہ ہوا اور جس نے اسلام کی وکالت و حمایت کا فرض ان حالات میں انجام دیا جس
 وقت اس طرح کا کام اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا

حضرت شیخ القرآن چودھویں صدی کی ان اہم شخصیتوں میں سے ہیں جن کی علمی اور
 فکری محاذ پر ولولہ انگیز فتوحات کو تاریخ ساز کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ آپ اپنے عہد کے ایک تبحر
 عالم دین، ایک ممتاز محدث اور بے مثال مناظر تھے۔ آپ کا دور غیر معمولی عصری تقاضوں کے
 بڑے انسانوں کا دور تھا ان بڑے انسانوں کے درمیان آپ خود ایک بہت بڑے انسان تھے۔ آپ
 کے علمی مطالعہ میں جو وسعت اور خدمت دین کا جذبہ۔ اس میں بالیدگی و قوت تھی۔ کتب کے
 متون و حواشی ان کے متعلق علمی مباحث پر جو ذہنی دسترس اور جرح و تعدیل کے علمی ضابطوں اور
 تحقیقی اصولوں پر جو بصیرت آپ کو حاصل تھی وہ ہر دور میں صرف خواص کا حصہ رہی ہے بلاشبہ
 آپ کا شمار انہی خاصان امت میں ہوتا ہے۔

راقم الحروف کو ۱۹۶۵ء میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسب فیوض و برکات کا

موقع ملا حضرت شیخ القرآنؒ کی زیارت تو پہلے بھی کئی مرتبہ کی تھی مگر آپ کی ہمہ گیر اور جامع العلوم شخصیت کے گہرے اثرات آپ کے درس میں شامل ہونے پر قلب صمیم پر مرتب ہوئے آپ خوش پوشاک اور نظیف الطبع تھے اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال سے بہرہ وافر آپکو عطا فرمایا تھا اپنے بارعب چہرہ مبارک اور باوقار شخصیت کے ساتھ مجلس درس میں تشریف لاتے اور سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی نشست پر رونق افروز ہو جاتے درس قرآن کریم کا آغاز فرماتے تو ”کان علی روسهم الطیر“ کا منظر قابل دید ہوتا تھا سب حاضرین آپ کی تقریر کی طرف ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ دوران درس طلبہ جس قدر بھی سوالات کرتے آپ ان کے تسلی بخش جواب عنایت فرماتے ان میں سے کچھ سوال موضوع سے غیر متعلق بھی ہوتے مگر آپ خندہ پیشانی سے ان کے بھی جواب دیتے مقصد یہ ہوتا کہ طلبہ کو مسائل کا حلقہ ذہن نشین ہو جائیں اور کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے لیکن اگر کوئی طالب علم آپ کا امتحان لینے کے لئے سوال کرتا بالخصوص جب ایسا طالب علم غلط حوالہ دیتا تو اس کی خوب گت بناتے آپ کو علوم اسلامیہ کی امہات کتب کے علاوہ تصوف و معقولات کی کتب کے حواشی تک یاد تھے ایک دن دوران درس ایک طالب علم غلام رسول نے آپ سے ایک سوال کیا آپ نے پوچھا یہ بات کہاں لکھی ہوئی ہے تو اس نے کہا ”مسلم الثبوت“ کے فلاں صفحہ کے حاشیے پر آپ نے فرمایا وہاں نہیں لکھی ہوئی اور کتاب منگوا کر دکھا بھی دیا وہاں قطعاً اس طرف اشارہ تک نہ تھا۔

آپ کی مجلس درس کارنگ علمی و تحقیقی ہوتا مسائل کے سوال کا مدلل و شافی جواب دیتے اور مطمئن فرماتے اگر سوال جاندار ہوتا تو طالب علم کی تحسین فرماتے اور ایسا جواب دیتے کہ بحث و تحقیق کے بعد بہت سے گوشے واضح اور منقح ہو کر سامنے آجاتے۔ طلبہ سے بے تکلفانہ خطاب فرماتے اور بحکم حدیث ”انما انا لکم مثل الوالد لولدہ“ انتہائی شفقت و محبت سے پیش آتے ایسا محسوس ہوتا کہ ایک مشفق باپ اپنی اولاد سے گفتگو کر رہا ہے حضرت شیخ القرآنؒ کے علمی تبحر کی بنا پر درس قرآن کریم صرف علوم قرآن تک ہی محدود نہ ہوتا بلکہ ضمناً لطیف نسبتوں کے ساتھ ہر علم و فن کی بحث ہوتی اگر معنی و بلاغت کی بحث کرتے تو محسوس ہوتا کہ علم معانی کا یہ مسئلہ واضح

نے اسی آیت کے لئے وضع کیا ہے معقولات کی بحث چل نکلتی اور آپ کسی معقولی مسئلہ کا رد فرماتے تو اندازہ ہوتا گویا یہ آیت معقولات کے اس مسئلہ کی تردید کے لئے قلب نبوی ﷺ پر نازل ہوئی ہے غرض نقلی و روایتی فنون میں نقل و عقل دونوں کی بخشیں ہوتی کہ تحقیق و تفسیر کے علاوہ فنی مسئلہ بھی فی نفسہ پوری وضاحت سے واضح ہو کر سامنے آجاتا۔

حضرت شیخ القرآنؒ جس طرح امام العلماء تھے امام الصوفیاء بھی تھے مسائل تصوف میں آپ کو اجتہاد کا درجہ حاصل تھا لوگوں کو صوفیانہ موشگافیوں میں نہیں الجھاتے تھے بلکہ عام فہم انداز میں تصوف کا مشکل ترین مسئلہ ان پڑھوں تک کو سمجھا دیتے۔

آپ ایک جامع الصفات شخصیت کے مالک تھے آپ کا بچپن معصوم تھا، جوانی محفوظ تھی، بڑھاپا عبادت و ریاضت کا شباب تھا زندگی کا سفر مثل آفتاب تھا۔ آپ کا عزم مثل کوہ سار تھا، نطق گہر بار تھا، کلام باوقار تھا، علم بحر بے کنار تھا، عمل گلشن بہار تھا، کردار غیرت و حیا کا آئینہ دار تھا، آپ کے چہرے پر وجاہت تھی، اداؤں میں متانت تھی، فطرت میں شجاعت تھی، ہاتھوں میں سخاوت تھی، ارادوں میں استقامت تھی، مزاج میں لطافت تھی۔ علامہ ہزارویؒ اخلاق و اوصاف کا ایک گلدستہ تھے جس میں نظافت و نفاست کی کلیاں تھیں۔ نجابت و شرافت کے پھول تھے، خندہ جبینی اور خوش مزاجی کے گلاب تھے، طبیعت میں وفا تھی، لبوں پر ہر کسی کے لئے دعا تھی، آنکھوں میں حیا تھی۔ چشم بینار کھنے والوں نے ان کی صورت میں امام ابو حنیفہؒ کی فقاہت دیکھی امام مالکؒ کا ادب و احترام، امام احمد بن حنبلؒ کی استقامت، امام رازیؒ کی مناظرانہ صلاحیت اور جرجانی و زمخشریؒ کی وسعت نظری دیکھی اور دیکھنے والے پکار اٹھے

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

آخر کچھ تو اوصاف حمیدہ تھے ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ میں جن کو دیکھ کر تاجدار صحافت مولانا ظفر علی خاں وجد میں پکار اٹھے۔

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفورؒ کا

چشمہ اہل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

شہزادہ محدث اعظم حضرت غازی محمد فضل احمد صاحب رضویؒ

حضرت علامہ شیخ القرآن ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی قدس سرہ دنیائے الفت و محبت کا اوج بن کر اہل سنت و جماعت پر چھائے اور فریضہ عشق و محبت ادا کرنے کے لئے سراپا آرزوئے تبلیغ بن کر اٹھے۔ نسیم خوشگوار کی طرح شہر شہر، قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، گلی گلی، کوچہ کوچہ پھرے اور خوشبو کی طرح پھیلے، آنکھوں میں بے دلوں میں سمائے، خوابید زندگی کو جگا کر دل کی پیاس بجھی نہ تھی کہ ایک اور آگ لگا کر لبوں کو تھر تھراتے چھوڑ کر نگاہ ملاتے ہی رخصت ہو گئے۔ آپ کی یادیں ہیں اور دل بے تاب ہے اور آپ کا وہ مسکراتا ہوا چہرہ لبوں پر موج تبسم، نگاہوں میں جلوؤں کی دنیا یاد آ کر دل کی تسکین لوٹ کر اور بے قراریاں بخش رہا ہے۔

حضرت شیخ القرآنؒ آپ کی ہر ہر ادا دنیائے شوق کی پیامبر تھی آپ صرف عاشق رسول ﷺ ہی نہ تھے بلکہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی عظیم دولت کے قاسم ہونے کے اعلیٰ منصب سے مشرف تھے۔ آپ کی شخصیت بحر عشق رسول ﷺ کی غواصی سے ہی ابھری اور دنیائے عقیدت میں محبت کے لولو و لالہء تقسیم کر کے مرجع خواص و عام بن گئی۔

جو محبت کے موتی آپ کے مقدس ہاتھوں میں دیکھے گئے سچے تھے یا جھوٹے پر کھنے کے لئے بڑے بڑے جوہری آئے ہاتھوں میں لیا دھر سے الٹا، ادھر کو پلٹا، ہر طرح دیکھا، ہر لحاظ سے جانچا، نگاہیں جھکا کر آپ کے مقدس ہاتھوں کو چومتے ہوئے موتیوں کی اصلیت کا اقرار کیا۔ شی کیا ب تھی بلکہ نایاب دلوں کی دھڑکنیں بھیگ کا دامن بن کر پھیل گئیں، ایمان کے تقاضے دست طلب بن کر دراز ہوئے۔ جو نقاد بن کر اڑے ہوئے آئے وہ سوالی بن کر جھکے اور آپ ایسے بحر جود و سخا سے عشق و محبت کے چمکتے ہوئے موتیوں کے ہار لے کر دھلیز آستان کو چومتے ہوئے دوسروں کو تقسیم کرنے کے لئے چل دیئے۔

میرے پیارے شیخ القرآنؒ آپ کی عظیم شخصیت میں عشق رسول ﷺ رچ بس چکا تھا آپ کے ہر ہر انداز میں عشق و محبت کی کیفیتوں نے ایک نفیس سوز گداز بھر دیا تھا اس لئے آپ کی

ہر ہر بات عشق کا اظہار، محبت کی پھوار بن کر برستا، مرجھائے دلوں کو سر سبز و شاداب کرتا، مردہ دلوں کو زندگی بخشتا اور ہر قلب کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا۔

محقق العصر مفتی غلام سرور قادری بانی جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزارویؒ اپنے دور میں ایک مثالی عالم، فاضل محدث اور مفسر قرآن تھے۔ رموز شریعت اور اسرار معرفت سے نہ صرف واقف بلکہ ماہر تھے قبلہ شیخ القرآنؒ سے میرا تعارف ۱۹۵۸ء سے ہے جب میں سکھر میں ایک دینی درس گاہ میں زیر تعلیم تھا۔ میں نے پہلی مرتبہ آپ کا خطاب سنا بہت سے علماء نے تقاریر کیں جلسہ میں تمام مکاتب فکر کے علماء و طلباء حاضر تھے مجھے یاد ہے جب آخری مقرر نے تقریر ختم کی تو محسوس ہو رہا تھا کہ لوگ اب زیادہ دیر نہیں بیٹھیں گے۔ رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا آپ نے تقریر شروع فرمائی آپ کی تقریر میں ایسی تاثیر تھی، آواز میں ایسی کشش تھی، نگاہ میں ایسا اثر تھا اور الفاظ میں ایسی کیفیت تھی کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے جب خطبہ کے بعد وعظ شروع فرمایا تو صرف یہ کہ جواٹھ کر جانے لگے تھے وہ واپس بیٹھ گئے بلکہ ایسا لگا کہ بہت لوگ چھپے بیٹھے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ آپ کی تقریر شروع ہو تو پنڈال میں جائیں قبلہ ہزاروی صاحب کی تقریر شروع ہوتے ہی حد نگاہ تک لوگ ہی لوگ نظر آنے لگے اور آپ نے تقریباً رات دو بجے تک خطاب فرمایا لوگ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے آپ نے ایک شعر پڑھا پھر قرآنی آیات و احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں حضور ﷺ کی شان بیان کی میں نے یہ منظر دیکھا کہ لوگوں پر ایسی کیفیت طاری تھی کہ کئی لوگ کھڑے ہو کر حالت وجد میں محورِ قص ہو گئے کوئی ادھر وجد کر رہا ہے کوئی ادھر وجد کر رہا ہے اور حضرت جھوم جھوم کر شعر پڑھ رہے تھے میں نے اس طرح کا وعظ اپنی زندگی میں پہلی بار سنا اور آج تک نہیں بھول سکا۔ آپ کی تقریر کا اصل نقطہ نظر عشق رسول ﷺ ہوا کرتا تھا چنانچہ جو آپ کا مخالف ہوتا وہ بھی آپ کی تقریر سن کر آپ کا قائل ہو جاتا میں جہاں کہیں

حضرت کا خطاب ہوتا تھا کوشش کر کے وہاں پہنچتا اور آپ کا خطاب سنا کرتا تھا۔

ایک بار میں نے عرض کیا حضرت مجھے نصیحت کریں۔ فرمایا میری تقاریر طلباء کے لئے نصیحت ہی ہوا کرتی ہیں میں نے پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا تقریر باقاعدہ دلائل سے کیا کرو چنانچہ آج تک میں اس نصیحت پر عمل پیرا ہوں۔ حضرت شیخ القرآنؒ کو علم طریقت و شریعت دونوں میں بحمال و صف حاصل تھا اس لئے کہ آپ نے حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قادریؒ سے اکتساب فیض کیا یہی وجہ ہے کہ آپ چشمتیت و قادریت کا مجمع البحرین تھے آپ کی صحبت میں بیٹھنے والا یوں محسوس کرتا کہ آپ شریعت و طریقت کا بحر رواں ہیں آج ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کے خطبات اور قرآنی تفاسیر کو منظر عام پر لایا جائے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضرت صاحبزادہ غلام قطب الدین فریدی گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خاں

مجھے خوشی ہوئی ہے کہ حضرت شیخ القرآنؒ کی اولاد ان کے فیوض و برکات سے عوام کو روشناس کروانے کی خوبصورت کوشش کر رہی ہے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگوں نے اپنے اسلاف کی سوانح اور کاوشوں کو بھلا دیا ہے حضرت شیخ القرآنؒ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے انہوں نے اسلاف کے طرز پر تعلیم حاصل کی آج کے دور میں ایسے طلباء نہیں ملتے جو چار چار روز تک بھوکے رہ کر علم حاصل کرتے ہوں۔ آپ نے انتہائی قلیل وقت میں تعلیم کی منازل طے کر کے گولڑہ شریف سے نسبت حاصل کر لی اور اہل سنت کے مرکزی اداروں میں تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے جید علماء کرام کو آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے کا موقع ملا علامہ ہزارویؒ جیسی عظیم ہستی مادر زمانہ بار بار پیدا نہیں کرتی یہ اعزاز شاید ہی کسی کو ملا ہو کہ تعلیم سے فراغت کے وقت استاد نے ”ابوالحقائق“ کے لقب اور خلافت سے نوازا ہو۔ آپ ایک جید عالم مدرس، منطقی، محقق، عاشق رسولؐ اور ایک عظیم شاعر بھی تھے۔ آپ نے اردو پنجابی اور فارسی

میں اشعار کے ایک فارسی شعر میں اپنی زندگی کا مقصد یوں بیان کرتے ہیں۔

عمرم دریں بسر شد کہ گمے تورخ نمائی

ہر دم دریں خیالم کہ شے بخوانم آئی

حضرت پیر ابو الضیاء میاں غلام محمد بھوروی دربار عالیہ بھور شریف میانوالی

ہندہ ناچیز نے دسمبر ۱۹۶۹ء رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ میں دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھا

جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد حاضر ہو کر قبلہ شیخ القرآن ابو الحقائق علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی کی

خدمت بابرکت میں باریابی اور سعادت نصیب ہوئی اس سال حاضر طلباء کی خاصی تعداد تھی ایک

سو کے لگ بھگ طلباء پاکستان کے کونے کونے سے بلکہ مشرقی پاکستان (سقوط ڈھاکہ سے پہلے کا

واقعہ ہے) سے بھی طالب علم دورہ شریف میں شامل ہوئے۔ سند فراغت یعنی جمعۃ الوداع سے

ایک جمعہ پہلے استاذی قبلہ نے اپنے وعظ سحریوں میں ارشاد فرمایا کہ چند طلباء بنگال چائنگام سے دورہ

پڑھنے آئے ہیں انہوں نے سند فراغت حاصل کر کے واپس بنگال جانا ہے بانی ایئر ٹکٹ اور ان کے

زاد سفر کی ضرورت ہے بس یہی فرمانا تھا کہ نوٹوں کی بارش ہونے لگی جب شمار کرنے کی باری آئی تو

بانی ایئر ٹکٹوں سے کہیں زیادہ رقم جمع ہوئی یہ تمام رقم بنگال کے طلباء کے حوالے کر دی۔ اس وقت

آپ کی موجودگی میں رمضان المبارک میں جمعہ کا اجتماع دیدنی منظر ہوا کرتا تھا مسجد کا صحن بھر جاتا

مسجد کے اطراف حتیٰ کہ تھانہ کا صحن بھی فل ہو جاتا آپ کا انداز بیان نرالہ ہوا کرتا تھا سامعین پر

رقت طاری رہتی تھی۔

دن کو دورہ قرآن پاک میں جو حقائق و معارف اور دقائق کے خزانے انڈیلے جاتے تھے

ہر ایک طالب علم اپنے ظرف کے مطابق حصہ پاتا۔ تین چار گھنٹوں کا یہ پیریڈ استاذی قبلہ کی سحر

بیانی اور وہ پیارا پیارا انداز دلنواز خداگواہ ہے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ چند منٹ میں ختم ہو گیا۔ یہ

طلب رہ جاتی کہ ابھی یہ سلسلہ جاری رہتا پھر ارشاد ہوا کرتا تھا کہ روزانہ کی تقریر کے تفسیری فوائد

ونکات ازبر کر کے اپنی کاپیوں پر صاف لکھے جائیں اور میں خود کاپیاں ملاحظہ کروں گا۔ خوشخطی بھی ملحوظ خاطر ہوا کرتی تھی خدا کے فضل سے اس فقیر کا خط بھی قدرے اچھا تھا کالی روشنائی اور موقع سموقع سرخ روشنائی کے امتزاج سے مزید نکھار آجاتا تھا۔

روزانہ صبح سحری کرنے کے بعد قبلہ استاذی گھر سے تشریف لا کر دارالعلوم میں بالائی منزل پر اپنے حجرہ میں رونق افروز ہوتے بندہ بھی اس موقع کو غنیمت جان کر نماز فجر تک آپ کی خدمت میں رہ کر ارشادات عالیہ سے فیض یاب ہوتا ایک صبح حاضری کے وقت ہاتھ میں دورہ کی کاپی موجود تھی مجھ سے مخاطب ہوتے تو اس پیارے انداز سے فرماتے صاحبزادہ۔ اُس وقت بھی فرمانے لگے صاحبزادہ کاپی دکھا کیا کچھ لکھا ہے کاپی حاضر خدمت کی ورق گردانی کے بعد آپ کی ایک پنجابی کی مشہور نعت جو وہاں کے طلباء سے سنی تھی وہ بھی دورہ کی کاپی میں لکھی تھی۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ باری تعالیٰ کے فضل سے جس طرح دوسرے فنون میں حد درجہ کمال کی بلند یوں کو چھو چکے تھے اس طرح فن شاعری میں بھی کمال درجہ ملکہ حاصل تھا۔ فرمانے لگے یہ نعت کس نے لکھ کر دی ہے عرض کیا ایک طالب علم سے حاصل ہوئی ہے فرمانے لگے اس نعت کا خصوصی شعر جو نچوڑ ہے وہ رہ گیا ہے میں نے عرض کی اگر وہ بھی لکھا جائے تو مزید لطف ہو گا ارشاد فرمایا میں خود لکھ دیتا ہوں جو آج تک میری کاپی میں درج ہے۔

پئی کھلی اڈیکاں راہواں تے دیوے بال رکھے خانقاہواں تے

تتڑی ول موڑ مہار کدے میر اپن بھی توں میری جان بھی توں

سند فراغت حاصل کرنے کے بعد پھر ملاقات کے لئے دل بے تاب تھا چند ماہ بعد پھر حاضری ہوئی دربار شریف کا سالانہ عرس مبارک بھی قریب تھا دعوت پیش کی تو خوشی قبول فرما کر ڈائری منگائی تاریخوں کا پوچھا تو فرمانے لگے کیا عرس کی تاریخ تبدیل نہیں ہو سکتی عرس پاک پر بارش ہو گئی میں نے عرض کیا حضور قمری تاریخ کے مطابق عرس ہو رہا ہے ڈائری میں تاریخ نوٹ فرمائی جب بھور شریف تشریف آوری فرمائی رات عشاء کی نماز کے بعد آپ کا خطاب تھا کافی علماء و مشائخ کی جماعت اسٹیج پر موجود تھی جس میں خصوصی طور پر جگر گوشہ شیخ الحدیث جناب

صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی مدظلہ رونق افروز تھے جب آپ کا بیان شروع ہوا تو اسی دوران بارش بھی ہونے لگی اس بات کو یاد دلا کر فرمایا میں نے تو اپنے یار صاحبزادہ کو کہا تھا کہ بارش آئے گی اللہ اللہ یہ ہیں خاصان خدا جن کو آنے والے حالات سے بھی مطلع فرمادیتا ہے۔

بندگان خاص علام الغیوب

در جہان جاں جو اسیس القلوب

ایک دفعہ صرف میں اور استاذی قبلہ اپنے حجرہ خاص جس میں جائے نمازیں پھٹی ہوئی تھیں مجھ سے فرمانے لگے صاحبزادہ میں اس حجرہ میں دروازے بند کر کے تنہائی میں نماز ادا کرتا ہوں اور جب میری نماز ہوتی ہے تو حجابات اٹھ جاتے ہیں اور در دیوار سے باہر بھی مجھ پر عیاں ہو جاتا ہے لوگوں کے ہجوم میں اپنی نماز نماز ہی نہیں سمجھتا۔ اور آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ فرض نماز مسجد میں ادا فرماتے اور سنتیں و نوافل اسی حجرہ میں تنہائی میں ادا فرماتے یہ ہے اللہ والوں کے خشوع و خضوع کا مقام۔

ایک بار مجھے فرمانے لگے دربار عالیہ گولڑہ شریف حاضر ہو کر حضرت قبلہ بابو جی کی خدمت کا شرف حاصل ہوا تو عرض گزار ہوا کہ حضور وحدۃ الوجود کیا ہے اور وحدۃ الشہود کسے کہتے ہیں بس یہی کہنا تھا کہ حضرت قبلہ بابو جی فرمانے لگے تو میرا امتحان لینا چاہتا ہے تو تو بڑا عالم ہے۔ واللہ میرا تو کوئی امتحان لینے والا خیال نہ تھا کہ پیر و مرشد کے بارے میں ایسا خیال بھی کرتا یا سوچتا مقصد صرف وضاحت اور پوشیدہ نکات جاننا تھا اس صورت حال میں پریشان ہو گیا اور سیدھا قبلہ عالم تاجدار گولڑہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر سب عرض کر دیا اور سرنگوں بیٹھا ہوا تھا کہ عجیب کیفیت طاری ہونے لگی دل کو سکون و اطمینان آنے لگا اور اپنے کانوں سے یہ ارشاد عالیہ سنا کہ ”پھر اس کے پاس جاؤ“ اب جو وہاں حاضر ہوا تو وہاں کا سماں ہی اور تھا ادھر سے تار مل چکی تھی مسرت اور خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے قبلہ بابو جی صاحب نے بڑی شفقت فرمائی اور پہلے جو کچھ فرمایا تھا اس کا ازالہ اور مہربانی اور دلجوئی کی حد نہ چھوڑی اپنے سینے سے لگایا اور ایسے ایسے حقائق

و معارف سے آگاہ فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ وہ بڑا ہی عجیب وقت تھا۔

آپ کا مجھ پر خاص کرم تھا جہاں کہیں وعظ کے لئے تشریف لے جاتے واپس آنے پر مجھے وہاں کی خاص خاص باتیں بتاتے، ہنسی مزاح بھی فرماتے تھے آپ کا ایسا کرم کہ جس کمرہ میں ہم چار ساتھی رہتے تھے دو بار تشریف لائے حالانکہ ساتھی بتاتے تھے کہ طلبہ کے کمروں میں جانے کی عادت مبارک نہ تھی ایک بار تشریف لائے تو ہم کھانا کھا رہے تھے آپ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے اور چند لقمے تناول فرمائے ایک بار اپنے ایک خاص خادم محمد عالم کو فرمایا کہ صاحبزادہ کو سوا روپیہ دے دو آج غوث الوریٰ کی گیارہویں شریف ہے یہ سواروپیہ میری طرف سے شامل کر لیں اور خود بھی گیارہویں شریف کا اہتمام کیا حسب الارشاد شام کے وقت بازار سے مٹھائی لا کر ایصال ثواب کے بعد تقسیم فرمائی۔

ایک رات ہم کمرہ میں محو مطالعہ تھے کہ رات کے دس بجے ایک شخص وارد ہوا بڑی لمبی اور گھنی داڑھی سر کے بال لمبے اور گھنے بکھرے ہوئے ٹوپی عمامہ کا انداز بھی جداگانہ پر ہیبت شکل قد کاٹھ کا بڑا آدمی اندر آتے ہی کہا بھور شریف کا صاحبزادہ کہاں ہے ساتھیوں نے بتایا یہ بیٹھا ہے وہ مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کشمیر سے قبلہ ہزارویٰ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو آپ نے فرمایا فلاں کمرے میں بھور کا صاحبزادہ ہے اسے جا کر آب بیستی سناؤ چنانچہ اس نے ایک عجیب انداز سے آب بیستی سنائی وادیوں پہاڑوں اور جنات کی طویل داستان سنائی حتیٰ کہ رات کا ایک بج گیا صبح آپ قبلہ نے ہم سے پوچھا ہم نے عرض کیا آپ کے حکم کی تعمیل میں پورا قصہ سنا ہے آپ تبسم فرما رہے تھے اور سر ہلاتے جاتے بڑی موج میں تھے واللہ عالم رات کو قصہ سنانے والا کون اور اس میں کیا راز پوشیدہ تھا ہم پر آپ کی بڑی شفقتیں تھیں ہماری قسمت میں بس یہی تھا کہ دورہ شریف آخری سال میں نصیب ہوا یہ معلوم نہ تھا کہ علم و رشد کا یہ آفتاب اپنی تابانیوں کے ساتھ کائنات کی وسعتوں کو سمیٹ کر ہم سے چھپ جائے گا آپ کے وصال کے وقت اتفاقاً میں راولپنڈی میں تھا صبح اخبار کے پہلے صفحہ پر آپ کا فوٹو اور ساتھ ہی اس جاں قحط صدمہ کی خبر پڑھ کر دل و دماغ کو موؤف کر گئی۔ سیدھا وزیر آباد پہنچا خلقت کا سیلاب تھا اس ہجوم میں آخری دیدار کرنا بھی مشکل تھا

جناب صاحبزادہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ سے عرض کیا تو فرمانے لگے کہ جس گراونڈ میں جنازہ پڑھا جانا ہے وہاں پہلی صف میں پہنچنے کی کوشش کریں کیونکہ حضرت قبلہ بابو جی گولڑوی صاحب مدظلہ نے دیدار کرنا ہے ان کے ہمراہ زیارت کر لینا چنانچہ مقدر میں دیدار لکھا تھا حضرت بابو جی تشریف لائے تو ان کے ساتھ دیدار کر لیا ایک بات قابل ذکر ہے کہ جب قبلہ بابو جی صاحب تشریف لائے لوگوں کی طرف سے آواز بلند ہوئی کہ آپ ہزاروی صاحب کا جنازہ پڑھائیں تو آپ نے فرمایا ”جنازہ علامہ محبت النبی صاحب پڑھائیں گے میں جانو اور علامہ ہزاروی جانے“

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت پیر طریقت غلام محی الدین صدیقی نقشبندی نیریاں شریف

حضرت علامہ ابو الحقائق شیخ القرآن امام اہل سنت پیر محمد عبدالغفور ہزاروی کے ساتھ اگرچہ ظاہری ملاقات نہیں ہوئی مگر میں ان کی سیرت و صورت اور کمال علمی سے بہت ہی واقف ہوں میرا بیٹا علاؤ الدین صدیقی آپ کی ذات سے فیض یاب تھا آپ اہل سنت کے روحانی دینی پیشوا تھے کوئی ماں ایسا فرد کامل دنیائے اسلام کو عشق و مستی کا درس دینے والا نہیں جنے گی حضرت موصوف صرف عالم محقق نہ تھے بلکہ وہ اعلیٰ درجے کے عارف اور اس زمانہ کے ولی کامل تھے اللہ تعالیٰ اس آستانے کو تاقیامت آباد رکھے (آمین)

حضرت مولانا حافظ فضل قادر ملت کالونی راولپنڈی

آپ کو علماء کرام اور مشائخ عظام میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا ذکر و فکر رشد و ہدایت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اپنے وقت کے بے مثال شعلہ نوا خطیب اور بے نظیر نقطہ آفرین محقق تھے انہوں نے زندگی بھر کسی مادی یا دنیاوی منافع کی خاطر حق و صداقت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا سیاست ہو یا مذہب دونوں میں بے حد نڈر اور بے باک مرد حق آگاہ تھے خود غرضی اور

مفاد پرستی کو انسانیت کی توہین سمجھتے تھے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات و صفات سے انہیں ایک محبوبانہ وابستگی تھی کہیں سماع کی محفل میں مصرعہ ”محمدؐ سے الفت بڑی چیز ہے“ پر جھوم جھوم گئے۔ طریقت و معرفت کا بیان ہو یا نزاعی مسائل کا ذکر آپ کی نقطہ آفرینی ہمیشہ قابل داد ہوتی تھی یوم صدیق اکبرؐ کے سلسلے میں ایک جلسہ میں ارشاد فرمایا ”ہم تو ان کو مانتے ہیں جو زندگی بھر حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے اور اب بھی ان کے ساتھ ہیں“

آپ نے زندگی بھر کسی مخصوص مکتب فکر کے نام پر اپنا نیلام نہ ہونے دیا اس سلسلے میں انہوں نے بڑی سے بڑی شخصیتوں اور لامحدود مالی منصوبوں کو سراپا حقارت سے ٹھکرا دیا کچھ انہن الوقت لوگ جب انہیں حکومت وقت سے تعاون کا مشورہ دیتے تو آپ مسکرا کر قلندرانہ انداز میں فرماتے کہ یہ ٹھیک ہے۔

قلندر جزء دو حرف لالہ کچھ بھی نہیں رکھتا

فقہیہ شہر قارون ہے لعنت ہائے حجازی کا

لیکن میرے لئے یہ سادہ لباس اور حجرہ کی یہ چٹائی تحتِ سلیمانی سے بہتر ہے مجھے یہاں جو سکون کی لازوال لذتیں حاصل ہیں وہ حکومت کے ایوانوں اور سرکاری درباری حاشیہ برداروں میں کہاں؟ پھر پر سوز ترنم سے یہ شعر پڑھتے۔

جو بچھ گیا ہو کوچہ دیوارِ یار میں

اس یورے پر تحتِ سلیمانِ نثار ہو

استاذی مکرم حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتیؒ تحریکِ خلافت تحریک اتحاد ملت، تحریک جہاد کشمیر اور تحریک ختم نبوت و مسجد شہید گنج کے علاوہ مسلم لیگ میں قائدِ اعظم کے شانہ بشانہ نمایاں خدمات سر انجام دیں مسلم لیگ کیلئے دن رات کام کیا پشاور سے کلکتہ تک قریہ قریہ شہر شہر لوگوں کو پیغامِ حق سنایا۔ قائدِ اعظم آپ کی دعوت پر باوجود

مصروفیات کے تحریک پاکستان کے دوران تشریف لائے اور مرکزی جامع مسجد سے ملحقہ میدان میں خطاب فرمایا۔

مرکزی جامع مسجد میں اپنی زیر سرپرستی جامعہ نظامیہ غوثیہ کا قیام فرمایا اور یہاں جو دینی علمی خدمات سرانجام دیں ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں ہزاروں عقیدت مند اس سرچشمہ فیض سے استفادہ کے لئے ملک کے طول و عرض سے آتے ہیں گو آج قبلہ عالم جسمانی طور پر ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لیکن ان کے فیوض و برکات کا چشمہ آج بھی جاری و ساری ہے۔

حضرت صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رضوی سابق صوبائی وزیر اوقاف

حضرت علامہ شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی مقتدر عالمہا عمل، تصوف کے بے تاج بادشاہ، اور روحانیت کے روح رواں تھے۔ انکی شخصیت انکا مقام انکے اپنے دور کی کارکردگی ایک مسلمہ حقیقت ہے جتنا قریبی تعلق آپکا ہمارے خاندان کے ساتھ تھا شاید کسی اور کے ساتھ نہ ہو گا یہی وجہ ہے کہ میں نے انتہائی قریب سے آپکو دیکھا ہے۔

اکتوبر ۱۹۳۶ کو تحریک پاکستان زوروں پر تھی اس وقت مسلم لیگ کے اندر بہت سے معاملات چل رہے تھے ان حالات میں محدث علی پوری، حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی مولانا عبدالحامد بدیوانی اور دیگر علماء نے قائد اعظم سے کہا تھا جناب قائد اعظم آپ کو ہم نے قائد تسلیم کیا ہے ہم اعتراف کرتے ہیں کہ تحریک کو پروان چڑھانے کے لئے آپ نے جو کردار سر انجام دیا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں لیکن ہم آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے مقاصد کو لے کر آپ کے ساتھ چل رہے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد اس ملک کا قانون جنفی ہو گا اور مکمل طور پر نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہو گا۔

تحریک پاکستان کے لئے حضرت شیخ القرآن کی خدمات اتنی گراں قدر ہیں کہ اس دور میں جب حضرت قائد اعظم محمد علی جناح برصغیر کے حالات سے مایوس ہو کر برطانیہ چلے گئے تو

قائد اعظم کو واپس بر صغیر لانے کے لئے جو کوششیں علماء اور سیاستدانوں کی طرف سے ہوئیں حضرت شیخ القرآن نے اس موقع پر بھی نمایاں کردار ادا کیا اور قائد اعظم کو ایک خط لکھا جس میں علماء و مشائخ کی طرف سے بھرپور تعاون کا یقین دلایا چنانچہ اکابرین کی یہ کوششیں کامیاب ہوئیں اور قائد اعظم نے واپس تشریف لا کر اس تحریک میں نئی جان ڈال دی۔

قیام پاکستان کے بعد جب سوشلزم کا سیلاب عروج پر تھا کوئی شخص دم مارنے کی جرأت نہ رکھتا تھا مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ ۱۹۷۰ میں مولانا عبدالمجید بھاشانی نے ڈھاکہ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آکر ”کسان کانفرنس“ منعقد کی اور اپنے نظریات پیش کیے اور کہا اسلام صرف عبادات کا نام ہے اسلام معاشی معاشرتی اور تمدنی مسائل کا حل پیش نہیں کرتا تو حضرت شیخ القرآن نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے وہاں پر جواباً کانفرنس کی اور تین گھنٹے دس منٹ تک خطاب فرمایا اور ثابت کیا کہ قیامت تک کے مسائل کا حل قرآن مجید پیش کرتا ہے۔ اس وقت جب بھٹو نے سوشلزم کا نعرو لگایا تو حضرت شیخ القرآن نے اس فکر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا آپ نے فرمایا تھا کہ ”جب تک محمد عبدالغفور ہزاروی موجود ہے سوشلزم نہیں آسکتا“ چنانچہ ایسا ہی ہوا آج ملک کے حالات اپنے داخلی و خارجی مسائل کی بنا پر پھر ان شخصیات کو ڈھونڈ رہے ہیں جو میدان عمل میں اتریں اور شیخ القرآن کے مجاہدانہ کردار کو نشان راہ بنائیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا فیض احمد اویسی رضوی بہاولپور

محسن اہل سنت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی کی زیارت سے فقیر ۱۹۴۴ میں خانیپور ضلع رحیم یار خاں کے سالانہ جلسہ میں پہلی بار مشرف ہوا اس وقت فقیر عمر ۱۲ سال حفظ قرآن کا متعلم تھا ۳ روزہ جلسہ میں درجنوں علماء کرام کی تقاریر ہوئیں یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت علامہ ہزاروی صاحب کا سحر انگیز بیان جلسہ میں نمایاں رہا اس کے بعد نہ صرف جلسہ مذکور کی علامہ ہزاروی صاحب زینت ہوتے بلکہ ہر جلسہ کے روح رواں سمجھے جاتے۔

۱۹۵۱ء میں فقیر دورہ حدیث شریف پڑھنے کے لئے لائل پور (فیصل آباد) حاضر ہوا جب علامہ ہزاروی نے دورہ تفسیر کا آغاز فرمایا تو اس کارنامے کو حضور سیدی علامہ محمد سردار احمد قدس سرہ خوب سراہتے تھے بلکہ اپنے تلامذہ کو اس میں شمولیت کی ترغیب دلاتے فقیر بعد فراغت خود تو آپ کے ہاں دورہ تفسیر پڑھنے کے لئے حاضر نہ ہو سکا لیکن اپنے ذی استعداد تلامذہ کو ہر سال آپ کے ہاں بھیجتا رہا اور حق یہ ہے کہ اہل سنت کے اس کارنامہ کی اولیت علامہ ہزاروی قدس سرہ کو حاصل ہے اب جہاں جہاں دورہ تفسیر اہل سنت پڑھایا جا رہا ہے اس کا اجر و ثواب حضرت علامہ ہزاروی کو بھی مل رہا ہے اس لئے کہ اس شعبہ میں اولیت آپ کو حاصل ہے۔

۱۹۶۱ء میں فقیر نے دورہ تفسیر کا آغاز کیا تو آپ نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا ۱۹۶۳ء میں دارالعلوم جامعہ اویسہ رضویہ کاسنگ بنیاد رکھا آپ کو دعوت بھجوائی مگر نامعلوم کیوں تشریف نہ لائے فقیر نے ان کے استغنا کا تصور کیا لیکن رہا نہ گیا ۱۹۶۴ء میں خود در اقدس پر حاضری دی جمعہ کا دن تھا آپ جامع مسجد کے بالائی حجرہ میں اور دو وظائف میں مشغول تھے فقیر نے ایک رقعہ برائے استاد ملاقات بھجویا فوراً بلا کر بڑی شفقت فرمائی کھانا منگوا کر کھلایا فقیر نے بہاولپور تشریف آوری کا عرض کیا تو فرمایا انشاء اللہ حاضر ہوں گا اور ساتھ ہی فرمایا جوانی میں شوق تھا کہ دور و نزدیک کے ہر جلسہ میں شمولیت کرتا اور بہاولپور ۱۹۶۲ء تک تو ہر سال جاتا رہا اب بڑھاپا مہمان ہے اس لئے کہیں آنے جانے کو جی نہیں چاہتا بالخصوص دور کے سفر سے تو دل بھر گیا ہے لیکن زندگی نے وفا کی تو ضرور آؤں گا۔ لیکن افسوس کہ میری یہ آرزو پوری نہ ہو سکی اور آپ جلد ہم سے رخصت ہو گئے البتہ آپ کی روحانیت فقیر کی اب بھی حامی و ناصر ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب پاک ﷺ علامہ ہزاروی کے درجات بلند فرمائے اور ان کے طفیل ہمیں دین کی زیادہ خدمت کرنے کی توفیق دے (آمین)

محترم جناب پیرزادہ فیض القادری لاہور

حضرت شیخ القرآن ولایت کاباکنین، شریعت مصطفیٰ کا حسن، خطابت کا تاجدار، علماء کا امام، عشاق رسول کے بے مثال رہبر تھے مجھے آپ کی رفاقت پر بڑا ناز ہے مجھے وہ وقت یاد ہے جب علماء مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ پاکستان کے مذہبی و سیاسی جماعتوں کے صدور کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جب میں مروں تو جماعت کی صدارت کا لفظ میری قبر پر لکھا ہو۔ جب پورے ملک میں بھاشانی نے گھیراؤ جلاؤ کی تحریک چلا رکھی تھی ڈھاکہ سے لے کر خیبر تک عوام میں خوف و ہراس پایا جاتا تھا حزب الاحناف لاہور میں جمعیت علمائے پاکستان کے تینوں گروپوں کا اجلاس ہوا وہاں یہ بات چل نکلی کہ وقتی طور پر اپنا اپنا گروہ ختم کر دیا جائے تو قبلہ ہزاروی صاحب مجھے فرمانے لگے صاحبزادہ صاحب یہ لوگ جو مرضی کریں میں نبی اکرم ﷺ کی امت کو منتشر نہیں دیکھنا چاہتا آپ اسے خواہ میری کمزوری سمجھیں میں اتحاد اہل سنت کے لئے سب سے پہلے اپنے گروہ کے خاتمہ کا اعلان کرتا ہوں چنانچہ آپ نے اس وقت جو عظیم قربانی اور ایثار کا مظاہرہ فرمایا اس کی بدولت علماء اہل سنت میں اتحاد قائم ہو گیا۔

آپ کا وجود علماء میں اتحاد کی علامت تھا۔ جب سوشلزم کی آندھی چلی تو اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا، قادیانیت کی وبا پھیلی تو اس کی دوا کا بندوبست فرمایا۔ مجھے آپ کی آخری تقریر جو لاہور میں ارشاد فرمائی اس کے یہ الفاظ آج تک یاد ہیں فرمایا ”کون کہتا ہے کہ سوشلزم آرہا ہے جب تک محمد عبدالغفور ہزاروی زندہ ہے سوشلزم اس ملک کی تقدیر نہیں بن سکتا سوشلزم میری لاش سے گذر کر آئے گا“ پاکستان ہمارے علماء و مشائخ کی محنتوں کا ثمر ہے یہ کتنا بڑا فراڈ ہے کہ آج تاریخ پاکستان میں ان لوگوں کے نام تک نہیں ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دیں آج ہم شرمندہ ہیں کہ مجاہدین تحریک پاکستان کے یوم نہیں مناتے اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے۔

حضرت الشاہ قمر رضا خاں بریلوی (پوتے حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خاں بریلوی) حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی نے بریلی شریف سے فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی تھی جد امجد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب نے آپ کی سند میں ابو الحقائق کا لقب آپ کو عطا کیا تھا آپ اس دور کی ایک نابغہ روزگار شخصیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پیکر تھے آپ کا سن وصال ”مستور رضا حامد ۱۳۹۰“ سے نکلتا ہے مولیٰ تعالیٰ آپ کے مدارج بلند فرمائے (آمین ثم آمین)

محترم ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی لاہور

ہری پور ہزارہ کی سرسبز پہاڑیوں کے جلوے، صف باندھے دونوں جانب ہرے ہرے درخت، نیل گوں آکاش، ہر سو خوشبودار جھاڑیاں اور پھول اجبنی راستے بل کھاتی پکڑنڈیاں خاموش ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کی بستیاں پھر ان بستیوں میں چمبہ پنڈوہ گاؤں ہے جو روحانیت کے علمبردار کی آماجگاہ ہے اس خوشبودار مٹی سے روحانیت کا وہ پھول کھلا جس نے ہر سو فضا کو معطر کر دیا۔ علوم کے بحر و بر، عدیم المثال عارف کامل، میدان خطابت کے شہسوار، آسمان علم و معرفت کے مہر درخشاں، آفتاب ولایت کے نیر تاباں، مجاہد تحریک پاکستان و تحریک ختم نبوت حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی ایک فقید المثال شخصیت تھے جنہوں نے پاکیزہ دارالعلوم بریلی شریف اور غوث زماں حضرت پیر سیدنا مہر علی شاہ سے فیض حاصل کیا وہ عظیم ہستی جن سے بابائے صحافت بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے وہ مبلغ اسلام جس نے غیر اسلامی قوانین کے خلاف آواز اٹھائی اور سوشلزم کے خلاف جدوجہد کی وہ حق گو اور بے باک مقرر، شعلہ بیاں خطیب جنہیں گورنر ڈگلس نے باغی قرار دے کر جیل میں ڈال دیا تھا

مہتاب دین و ملت، آفتاب علم و حکمت، ترجمان اہل سنت حضرت پیر محمد عبدالغفور ہزاروی باطل کی شب تاریک میں نور سحر تھے آپ کا اور دیگر اکابرین اہل سنت کا بنایا ہوا پاکستان آج

مسائل کا شکار ہے قتل و غارت کے مہیب سائے، خون کی ارزانی، دین سے دوری، سماجی برائیاں، ثقافتی یلغار، تخریب کاری، لسانی بنیادوں پر منافرت الغرض کشمیر میں قتل و غارت اور یونینیا میں بہنوں کی عصمت دری سنے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کس قدر کمزور ہو چکا ہے آج ضروری ہے کہ ہماری صفوں میں اتحاد ہو اور ناموس مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ہو جس کے لئے شیخ القرآن نے ساری زندگی جدوجہد کی۔ وہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اس میں فقہ اسلامی کا نفاذ ہو ضرورت اس بات کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی نقابت کا نظام رائج اور فکر شیخ القرآن کو عام کیا جائے۔

ممتاز صحافی مجید نظامی ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت گروپ

جمعیت علمائے پاکستان کے سابق صدر اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی علماء کے اس طبقے سے تعلق رکھتے تھے جو سیاسی شعور کی دولت سے مالا مال ہے اور اپنے اندر معتقدات اور نظریات کے مطابق ملکی مسائل اور قومی تحریکوں میں بھی بھرپور حصہ لیتے تھے مولانا ہزاروی طویل عرصہ تک مذہب و سیاست کے میدان میں سرگرم عمل رہے اس لئے لامحالہ طور پر ان کے حامی اور مخالف دونوں پائے جاتے تھے۔ آپ نے تحریک محالی جمہوریت میں نمایاں کردار ادا کیا اور ملک میں نمائندہ حکومت کے قیام کی جدوجہد میں پیش پیش رہے۔

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد محبت اللہ نوری بصیر پورا کاڑھ

حضرت شیخ القرآن قدس سرہ العزیز ہمارے اعظم علماء میں سے تھے جنہوں نے تقریر و تدریس کے ذریعے بے پناہ علمی و ملکی و ملی خدمات سرانجام دیں آپ کی قد آور شخصیت اور علمی وجاہت کے سبھی معترف تھے آپ جمود و تعطل سے نفور اور اجتہاد کے قائل تھے اور اس سلسلے میں کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی فرماتے آپ علمائے حق کے قدردان تھے دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کے سالانہ جلسوں میں شرکت فرماتے قبلہ والد صاحب کا آپ کے ساتھ خصوصی تعلق اور

انس تھا چنانچہ دارالعلوم بصیر پور کے طلباء رمضان المبارک میں دورہ تفسیر قرآن مجید کے لئے حضرت قبلہ شیخ القرآن کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کے عظیم قد آور شخصیت اور ملت اسلامیہ کے جلیل القدر عالم کے مشن کے فروغ کے لئے ہمت و توفیق عطا فرمائے (آمین)

صاحبزادہ پروفیسر محفوظ الرحمن نعیمی جامعہ نعیمیہ لاہور

قرآن مجید نے منصب نبوت کے چار فرائض بیان کیے ہیں ”ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم آیتک ویعلمہم الکتب والحکمہ ویزکیہم (ا) تلاوت قرآن مجید (ب) کتاب کی تعلیم (ج) حکمت و دانائی کی باتیں (د) تزکیہ نفس۔ حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق حضور قبلہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی نظامی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے انبیاء کرام کے ان چاروں فرائض کو پورا کیا جب وہ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو ایسا انداز ہوتا کہ سامعین پر وجد طاری ہو جاتا۔ جب وہ کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھانے بیٹھتے تو ایسا لگتا کہ ان کی زبان سے علم و دانائی کے موتی نکل رہے ہیں اور جب تزکیہ نفس اور تصوف کی گتھیوں کو سلجھاتے تو کوئی ایسا مسئلہ نہ رہ جاتا جو سلجھ نہ جاتا۔

جب کسی قوم کی قسمت جاگتی ہے تو اس کو ایسے باصلاحیت افراد دے دیئے جاتے ہیں جو ہر مقام ہر موڑ پر رہنمائی کرتے ہیں جب قسمت گردش میں آتی ہے تو ایسے افراد چھین لیے جاتے ہیں۔ حضرت محمد عبدالغفور ہزاروی نے ہر میدان میں مذہب کا میدان، سیاست کا میدان، علم کا میدان، تقویٰ کا میدان، تزکیہ نفس کا میدان، جہاد کا میدان، غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ اور گوشے میں عوام کی قیادت کی آپ کی شخصیت سے امت مسلمہ کو بے شمار فوائد ملے اور جب ایسے افراد چلے جاتے ہیں تو قحط الرجال کی کیفیت ہو جاتی ہے جو آج ہم محسوس کر رہے ہیں آپ علم اوڈرن کے اعتبار سے شریعت و طریقت کے لحاظ سے جو اعلیٰ معیار ہونا چاہیے تھا اس پر فائز تھے شریعت و طریقت کے اعتبار سے جہاں ایمان علماء سے ملتا ہے اور حفاظت اولیاء کرتے ہیں وہاں علامہ

ہزارویؒ نے عوام کو ایمان بھی عطا فرمایا اور ان کے ایمان کی حفاظت کے طریقے بھی انہیں سکھائے۔ اکثر علماء جزوی طور پر کسی علم میں کمال رکھتے ہیں کوئی عالم صرف علم تفسیر میں کمال رکھتا ہے کوئی علم حدیث میں، کوئی علم تقریر میں، کوئی علم مناظرہ میں، کوئی علم کلام میں کوئی علم منطق میں، کوئی علم فلسفہ میں اور کوئی علم صرف و نحو میں کمال رکھتا ہے مگر وہ تمام علوم کلی طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ القرآن کو عطا فرمادیئے تھے۔

آپ کی تقریر سننے والے جانتے ہیں کہ آپ کی تقریر میں رازی کا فلسفہ بھی ہوتا تھا علامہ رازی اگرچہ بظاہر وصال فرما گئے ہیں لیکن ان کا وجود معدوم نہیں ہو اور اپنی جگہ پر قائم ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ پارہ اگر زمین پر گر جائے تو وہ ریزہ ریزہ یعنی منتشر ہو جاتا ہے لیکن اگر اس کو جمع کیا جائے تو پارہ دوبارہ اپنی اصلی حالت اور خالص صورت میں ہمارے سامنے آجاتا ہے جو صاحب نظر اور صاحب دل ہیں وہ اس پارے سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں انہیں علماء کرام اور اولیاء عظام کی زندگیاں آج بھی محفوظ ہیں عوام ان سے آج بھی اکتساب فیض کر سکتے ہیں۔ آج علماء اہل سنت کو حضرت شیخ القرآنؒ سے اکتساب فیض اور ان کے نقش قدم پر چل کر عوام اہل سنت کی قیادت کرنی چاہیے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد صدیقی آزاد کشمیر

استاذی المحترم بحر العلوم استاذ المناطقہ ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزارویؒ بلاشبہ ایک تبحر عالم دین، ایک نڈر خطیب اور ایک کامیاب مناظر تھے۔ راقم جب ۱۹۶۸ء میں وزیر آباد دورہ تفسیر قرآن کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ہر آنے والے طالب علم سے استفسار فرماتے تھے کہ آپ کون سی کتابیں پڑھتے ہو ملا حسن سے اوپر کی کتابیں پڑھنے والے منطقی معقولی طلبہ پر بہت خوش ہوتے تھے ہمارے درمیان میں جو فوقانی کتابیں پڑھنے والے طلبہ تھے وہ قبلہ ہزاروی صاحب کے دائیں یابا میں بیٹھتے تھے اور چھوٹی کتابیں پڑھنے والے سامنے بیٹھتے تھے اور یہ اس

لئے ہوا کہ ہم میں سے ہر طالب علم ڈرتا تھا کہ کہیں قبلہ استاذی المکرم کوئی ایسا سوال نہ کر دیں جس کا جواب ہمیں نہ آتا ہو۔ اس طرح ہماری رسوائی ہوگی یہ علامہ ہزاروی صاحب کی کرامت تھی کہ آپ نے ہمارے خیالات کو نور فراست سے محسوس کر لیا تھا فرمایا ”میں خوب سمجھتا ہوں کہ بڑے طلبہ دائیں یا بائیں کیوں بیٹھے ہیں اور چھوٹے میرے سامنے کیوں کیونکہ آپ کو صرف کی تعلیلیں اور صیغے نہیں آتے میں چھوٹوں سے کہوں گا وہ تم سے صیغے پوچھیں گے“ میں سمجھتا ہوں اس روز مجھے علامہ ابو الحقائق کی فراست کا یقین آگیا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد ایک طالب علم مدرسہ سے بھاگ گیا جب آپ نے دوسرے طلبہ سے پوچھا تو انہوں نے لا علمی کا اظہار کیا آپ کچھ دیر خاموش رہے کچھ انجلائی سی کیفیت طاری ہوئی اور ایک طالب علم سے فرمایا جاؤ وہ طالب علم ریل کے ڈبے میں بیٹھا مجھے دکھائی دیا گیا ہے اسے پکڑ لاؤ چنانچہ طالب علم مذکور گیا تو وہ ریل گاڑی کے ڈبے میں موجود تھا اور اسے پکڑ کر لے آیا اس واقعہ کے بعد راقم کو مزید یقین آگیا کہ

”قلندر ہرچہ گوید دید گوید“ والی مثال سچی ہے

ایک خاص بات جو حضرت علامہ کی شخصیت کو نمایاں کرتی ہے وہ ہے عشق رسول ﷺ اور اپنے پیرومرشد کے ساتھ والہانہ عقیدت اور اولیاء اللہ کے ساتھ محبت چنانچہ ایک روز لاہور سے ایک نعت خواں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ نعت سناؤ انہوں نے نعت شریف پڑھنی شروع کی تو حضرت نے اپنا سر جھکا لیا اور آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے نعت شریف کے بعد فرمائش کی یہ شعر سنائیں۔

دیوا میں پئی بالدی خانقاہاں تے

آوندا دیکھاں ڈھول انہاں راہاں تے

جب یہ شعر پڑھا گیا تو حضرت کو وجد آگیا فرمایا اس شعر کا تکرار کرو چنانچہ انہوں نے یہ شعر بار بار پڑھا ہم سب دیکھ رہے تھے کہ آپ جھوم رہے تھے اور محفوظ ہو رہے تھے۔

حضرت ابو الحقائق کی ہیبت علمی کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑا عالم بھی آپ کی مجلس میں

دم نہیں مار سکتا تھا ایک مرتبہ علمی مسئلہ پر بحث شروع ہوئی تو آپ نے حلقہ درس میں بیٹھے ہوئے علماء سے ایک سوال کیا تو اس کا جواب کسی کو نہ آیا پھر خود بہترین مدلل جواب دیا جس پر ہم دم خود ہو گئے پھر آپ نے تحدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا کہ ”مولویو میرے جیسا استاد نہیں ملے گا جو منبر پر بیٹھے تو مقرر مسند تدریس پر بیٹھے تو مدرس اور کھڑا ہو جائے تو مناظر اور تم مجھے سمجھتے ہو گے کہ یہ صرف تقریر کرتا ہے۔“

ایک روز دوران تدریس آپ نے فرمایا کہ ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ دیہات میں جمعہ جائز ہے جب لوگوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں ہے اس پر مولوی صاحب مناظرہ کے لئے تیار ہو گئے میں نے کہا کہ اہل علم کی مجلس میں مناظرہ کروں گا چنانچہ ایک مجلس مناظرہ اہل علم کی منعقد ہوئی اور صدر مناظرہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر علامہ علاؤ الدین صدیقی تھے انہوں نے مولوی صاحب پر ایک سوال کیا مگر وہ جواب نہ دے سکے علامہ علاؤ الدین صاحب نے مجھ سے پوچھا تو میں کھڑا ہو گیا اور ان کے سوال کے جواب میں پوری تقریر کی اور کھڑے کھڑے مولوی صاحب پر اعتراض کیا کہ آپ یہ بتائیں کہ جمعہ کی چھ شرائط جمعہ کے لئے علل ناقصہ کی حیثیت رکھتی ہیں یا علت مستقلہ کی اور اگر علل ناقصہ ہیں تو علل ناقصہ مل کر مستقلہ بن سکتی ہیں یا کہ نہیں اور علل مستقلہ کا ورود ایک معلول شخص پر جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو علی سبیل بدلیت جائز ہے یا علی سبیل اجتماع جائز ہے آپ نے فرمایا جب میں یہ سوال کر رہا تھا تو وائس چانسلر صاحب حیرت سے مجھے سر سے لے کر پاؤں تک دیکھ رہے تھے چنانچہ مولوی صاحب موصوف جواب نہ دے سکے اور صدر مجلس وائس چانسلر صاحب میری تقریر سن کر محظوظ ہوئے اور بڑے متاثر ہوئے اور مولانا موصوف مجلس سے ناکام واپس چلے گئے۔ الغرض علامہ ہزارویؒ علم کے ایک سمندر تھے اور آپ کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ تمام کتب درسیہ آپ کو یاد تھیں اور آپ زبانی عبارتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔

آپ کی علمی ہیبت کا ایک واقعہ عرض کروں کہ ایک مرتبہ حکومت وقت کے خلاف وکلاء نے جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا وہ آپ کو قیادت کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر

ہوئے اس وقت ہم سبق پڑھ رہے تھے تقریباً دس بجے کا وقت تھا دو تین وکیل حلقہ درس میں داخل ہوئے تو آپ نہایت برہم ہوئے اور فرمایا پیچھے جا کر ان علماء کے جو توں میں بیٹھ جاؤ تمہیں معلوم نہیں کہ درس ہو رہا ہے اور اتنی بھی تمیز نہیں کہ علماء کے دائرے کو توڑ کر اندر آ رہے ہو وکلاء نے اس بے ادبی پر ہم سب کے سامنے آپ سے معذرت چاہی۔

حضرت پیر سید محمد اعظم شاہ صاحب دربار عالیہ خواجہ محمد فاضل شاہ ٹیکسلا
 حضرت علامہ شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی بلند پایہ عالم اور محقق تھے کتب تفسیر اور احادیث سے جن دلائل قاہرہ و باہرہ سے مسئلہ توحید و رسالت پر بیان کیا آپ ہی کا حق تھا علوم عقلیہ و نقلیہ پر جس قدر آپ کو عبور حاصل تھا میں نے اپنی زندگی میں کسی اور کو ایسا محقق عالم نہیں دیکھا ایک بار آپ ”گوہدو“ تشریف لائے وہاں پر معراج النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب فرمایا دور و نزدیک سے ہزاروں کی تعداد میں علماء اور عوام حاضر ہوئے دوران تقریر صلح حدیبیہ کا واقعہ بھی بیان فرمایا میں نے لوگوں کو آپ کی تقریر پر رقص کرتے ہوئے دیکھا خطاب کے بعد آپ گڑھی افغاناں حضرت سید خواجہ فاضل شاہ صاحب کے مزار پر تشریف لائے۔ مقامی علماء نے میرے ساتھ تلخ کلامی کرتے ہوئے کہا کہ آج تو حضرت شیخ القرآن نے بھی نبی علیہ السلام کو ”عبد“ تسلیم کر لیا ہے اس پر انہوں نے مولانا غلام اللہ خاں کو گڑھی افغاناں میں جلسہ پر بلایا اس نے حدیث جابرؓ پر اعتراض کیا اس جلسہ کے جواب میں ہم نے بھی گڑھی افغاناں میں ایک عظیم الشان پروگرام ترتیب دیا اور آپ کو دعوت دی جو آپ نے قبول کر لی اور تشریف لائے آپ نے بڑے مدلل انداز میں مولانا غلام اللہ خاں کے اعتراضات کا جواب دیا کہ حدیث کی سند اگر صحیح نہیں ہے تو اس موضوع پر مجھ سے مناظرہ کرے اور واضح طور پر چیلنج کیا کہ مناظرہ کی تاریخ طے کر لیں مگر مخالفین نے مناظرہ کی بجائے خاموشی اختیار کر لی مجھے آج بھی آپ کے وہ الفاظ یاد ہیں جو آپ نے اعلانیہ طور پر فرمائے تھے کہ ”مولوی بتائے اگر اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو اپنے نور سے پیدا

نہیں فرمایا تو اور کون سی چیز تھی جس سے آپ کو پیدا فرمایا“

ایک مرتبہ واہ فیکٹری انوار چوک میں آپ کا خطاب تھا پہلا حضرت علامہ محمد دین بدھوی رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب کیا موضوع توحید تھا حضرت علامہ محمد دین بدھوی نے اپنی تقریر میں خود حضرت شیخ القرآن کا تعارف کر لیا کہ علماء ان کو بڑے بڑے القابات سے یاد کرتے ہیں مگر میں تو انہیں اپنا عزیز ہی کہوں گا میرا ان کے ساتھ کئی طرح کا تعلق ہے حضرت شیخ القرآن نے اپنے مخصوص انداز میں خطبہ پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا تم لوگوں نے آج دراصل علامہ محمد دین بدھوی جیسے بلند پایہ عالم دین کی تقریر کو سمجھ ہی نہیں سکے پھر اس پر آپ نے توحید جیسے مشکل موضوع پر ایسی والہانہ اور عاشقانہ تقریر فرمائی کہ میں نے اسٹیج پر بیٹھے علماء کو وجد کرتے ہوئے دیکھا دوران تقریر آپ نے ان اشعار کا تکرار کیا۔

عشق مولیٰ نے کم از لیلیٰ بود کوئے گشتش بہر او اولیٰ بود

گفت مشق نام لیلیٰ میکنم خاطر خود را تسلیٰ میدہم

تقریر کے دوران اس قدر کیف و سرور اور سوز و گداز تھا کہ مجمع عام میں لوگ دھاڑیں مار کر رو رہے تھے اور میں خود بھی بے انتہا کیف میں تھا ایسی تقاریر کرنے والے اب کوئی نہیں رہے۔ عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی تقریریں کرنے والے حضرت شیخ القرآن کو آج بھی زمانہ یاد کرتا ہے میں نے جب آپ کے دورہ تفسیر قرآن مجید کے دوران لکھوائے گئے نوٹس اور عظمت قرآن پر لکھوائے گئے دلائل و ماخذ دیکھے تو فرط محبت سے میری آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے کہ آپ کس بلند پایہ اور عظیم رتبہ کے مالک تھے علامہ ہزاروی جیسا عظیم محقق اب دنیا میں کوئی نہیں ہے وہ بلا شک و شبہ ملک المدرسین و المحققین تھے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ آپ کے درجات بلند اور مزار پر انوار پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے (آمین)

حضرت مولانا محمد بخش مسلم (نبی۔ اے) رحمۃ اللہ علیہ لاہور

پیشوائے اہل سنت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی کی ہستی محتاج تعارف نہیں یہ جامع علوم و فنون شخصیت ہزاروں لاکھوں میں سے ایک تھی وہ اپنی خوبیوں، جولانیوں، راعنائیوں کے لحاظ سے ممتاز، یکتا، منفرد حیثیت کے مالک تھے میں ان کا ایک نیاز مند اور مداح ہوں وہ میرے محسن تھے، کرم فرماتے، شفیق رفیق تھے ان کی تمام عمر قرآن مجید، احادیث رسول حمید ﷺ، علوم عقلیہ، ادبیہ، عربیہ، تصوف، شریعت اور فقہ کی خدمت میں بسر ہوئی اور تمام عمر انہوں نے ان معارف و حقائق کو پڑھنے پڑھانے اور ان کو پھیلانے میں بسر کی آپ کہہ سکتے تھے۔

عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاہی میں

میں ان گنت تباہی، دینی اور ادنیٰ محفلوں میں ان کے ساتھ گیا میں نے بالعموم یہی کیفیت دیکھی کہ ان کے آنے اور ان کے خیر مقدم کرنے پر یہی کہا جاتا تھا۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

وہ صاحبِ قال و حال تھے ظاہری اور باطنی علوم و معارف سے باخبر اور آگاہ تھے آپ بڑے محبت پاکستان تھے، جہاد حصول پاکستان میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہر ملی و قومی تحریک میں بڑی تندہی اور جوش و خروش سے کام کیا آپ اعلیٰ پائے کے محقق تھے بہت بڑے مناظر، مفسر، محدث، فقیہ، شاعر، سیاسی مفکر اور مدبر تھے۔

حضرت مفتی اعظم مولانا محمد حسین نعیمی بانی جامعہ نعیمیہ لاہور

عمدۃ الواصلین زبدۃ العارفین شیخ القرآن پیر طریقت علامہ الحاج محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی قدس سرہ الشکور اپنے عصر کے عظیم رہنما، بہترین خطیب اور بے نظیر استاد، بے مثال مبلغ اور جامع و کامل پیشوا اور اہل سنت و جماعت کی قابل فخر شخصیت کے حامل تھے۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسلام کی تبلیغ، مسلمانوں کی فلاح و بہبود، دین متین کے غلبے اور مسلک حقہ اہل سنت کے

فروغ کے لئے وقف تھا شریعت و طریقت کے تمام پہلوؤں پر کامل عبور رکھتے تھے ان جیسی ہمہ صفات خوبیوں اور کمالات کی حامل شخصیت کبھی کبھی عالم وجود میں آتی ہیں۔

محترم جناب محمد حنیف حاجی طیب سابق وفاقی وزیر حکومت پاکستان

حضرت علامہ شیخ القرآن بر صغیر کے ممتاز عالم بے بدل، منفرد مقرر، شیخ کامل اور تحریک پاکستان کے رہنماؤں میں شامل تھے آل انڈیا سنی کانفرنس کی کامیابی اور تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات ہماری قومی تاریخ کا سنہری باب ہیں مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی نے قیام پاکستان کے لئے جو خدمات سرانجام دیں ظفر علی خاں کا ایک شعر اس سلسلے میں تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا

چشمہ اہل رہا ہے محمد کے نور کا

دینی خدمات کے لئے مولانا ہزاروی پورے ملک میں جانے پہچانے جاتے ہیں لوگ آپ کو شیخ القرآن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے مشاہیر کی یاد منانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضرت مفتی محمد خان قادری امیر عالمی دعوت اسلامیہ

حضرت شیخ العلام شیخ القرآن ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی کی زیارت کا شرف مجھے حاصل ہے اور آپ کے خطابات مبارکہ سننے کا بھی۔ آپ کی تقاریر کے نقوش آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہیں سب سے پہلی چیز جو قبلہ ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اہل علم سے ممتاز کرتی ہے کہ آپ صرف پڑھے ہوئے نہ تھے بلکہ منجھے ہوئے تھے پڑھ جانا اور چیز ہے اور اس میں مہارت تامہ حاصل کرنا اور چیز ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کوئی خطیب عالم نہیں دیکھا جس نے لفظ محمد ﷺ پر تقاریر کی ہو اور عوام پر رقت طاری ہو گئی ہو میرے دیکھنے والوں میں صرف

واحد شخص حضرت علامہ ہزاروی صاحبؒ تھے جو صاحب معرفت تھے ذوق سے اسم محمد ﷺ آدھا آدھا گھنٹہ پڑھتے رہتے اور لوگ رقت انگیز مناظر میں علامہ ہزاروی صاحب کا خطاب سنتے رہتے آپ خوش لباس بھی تھے اور خود دار قسم کے عالم تھے۔ آپ جس شہر میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لے جاتے وہاں تمام علماء حاضر ہوتے جب بد عقیدہ لوگ کسی شہر میں جلسہ کرتے تو وہاں کے عوام آپ کو خطاب کے لئے بلاتے آپ اس انداز سے خطاب فرماتے کہ لوگ آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے آپ نے عالم اسلام کے اندر قرآنی حقائق کو عام کیا طلبہ نہیں بلکہ علماء آپ سے قرآنی حقائق سیکھتے اگرچہ آپ نے بہت زیادہ کتب تصنیف نہیں فرمائیں مگر ایسے افراد تیار کیے جو لاکھوں مصنفین پر بھاری ہیں کیونکہ اس دور کی ضرورت افراد تیار کرنا تھا لوگ کہتے ہیں کہ بریلی شریف نے بہت کم علماء تیار کیے ہیں میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ ہم ہر قسم کا مال تیار نہیں کرتے بریلی شریف نے علامہ ہزارویؒ جیسے علماء تیار کیے جو ہزاروں علماء پر بھاری تھے۔ آپ ظاہری و باطنی علوم کے عارف کامل تھے ہزاروں علماء آپ سے فیض یاب ہوئے۔

خودداری، عزت نفس اور علم کی قدر و منزلت آپ کا خاصہ تھا، نڈر بے باک اور جرأت مندی کے پیکر تھے، فرزانگی کے ساتھ ساتھ دیوانگی کا رنگ غالب تھا۔ آپ نہایت خوبصورت عالم تھے جب عمامہ پہن کر سٹیج پر جلوہ افروز ہوتے تو بارات کا دولہا محسوس ہوتے۔ آپ کی علمی و جاہت کا یہ عالم تھا کہ اس دور کے تمام اہل علم آپ کی تنقید کو بھی اپنے لئے فخر سمجھتے تھے۔ تصوف کے دقیق مسائل کو نہایت ہی آسان اور حسین انداز میں سمجھانا انہی کا حصہ تھا۔ آپ قوم کے صرف مذہبی رہنما ہی نہ تھے بلکہ قوم کی سیاسی اور ملی رہنمائی بھی فرماتے تھے۔

حضرت علامہ عبدالنبی محمد خدا بخش اظہر مدرسہ اظہر العلوم شجاع آباد ملتان
حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی گولڑویؒ کی ذات گرامی
محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ مجھ پر خصوصی شفقت فرماتے ایک بار دارالعلوم کا سالانہ جلسہ کے

موقع پر ملتان تشریف لائے ہوئے تھے جب آپ کو ہمارے دارالعلوم کے پروگرام کا علم ہوا تو نوازش فرماتے ہوئے ہمارے ہاں تشریف لے آئے جلسہ جاری تھا سٹیج پر غزالی زماں حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی شاہ تشریف فرما تھے آپ نے رات کو ایسا خطاب فرمایا کہ علماء حیران ہو گئے علماء کو یہ کہتے سنا گیا کہ ایسا خطاب زندگی میں پہلی بار سنا ہے آپ کی زبان سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کو علماء اپنی ڈائریوں میں محفوظ کر رہے تھے ایسے مناظر دوبارہ دیکھنے میں نہیں آئے۔ قبلہ علامہ ہزاروی علم کے سمندر، تقویٰ کے پہاڑ اور عشق و محبت کے پیکر، حسین و جمیل، جمال مصطفیٰ ﷺ کے دیوانے اور پروانے یقیناً اس شعر کے مصداق

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست

بحر و بر در گوشہ دامان اوست

حضرت پیر ابو داؤد محمد صادق رضوی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

شیخ القرآن حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی عظیم المرتبت علمی و روحانی شخصیت تھے اور آپ کی تقریری و تدریسی و تبلیغی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا بالخصوص جبکہ گستاخان شان رسالت قرآن پاک کے نام کی آڑ میں تحریف قرآن کے ذریعے الحاد و بے دینی پھیلا رہے تھے۔ آپ کا دورہ تفسیر قرآن کا کارنامہ بہت اہمیت کا حامل تھا جس کے ذریعے آپ نے قرآن پاک کی صحیح ترجمانی کا آغاز فرما کر شان رسالت و ولایت کا تحفظ اور مذہب حق اہل سنت کا خوب دفاع فرمایا آپ کی یہ خدمت قرآنی اس قدر مقبول ہوئی کہ پھر بچھرت مقامات پر دورہ تفسیر قرآن شروع ہو گیا مگر اس میں اولیت کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

جب آپ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب کے سامنے دورہ تفسیر قرآن کے آغاز کا اظہار فرمایا تو حضرت شیخ الحدیث بہت خوش ہوئے کامیابی کے لئے دعا فرمائی اور تعاون کیا خدا تعالیٰ آپ کی علمی دینی تبلیغی و روحانی خدمات کی بہترین جزا عطا فرمائے اور آپ کا ذوق و جذبہ آپ کی اولاد میں جاری و ساری رکھے (آمین)

حضرت مولانا محمد صادق قصوری برج کلاں قصور

میں نے پہلی بار حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی وزیر آبادی کا خطاب سنا جب آپ قصور ریلوے اسٹیشن کی وسیع و عریض گراؤنڈ میں شب کو خطاب فرمانے کے لئے تشریف لائے اس خطاب کا شہرہ و تذکرہ مہینوں تک قصور شہر اور اطراف و اکناف میں رہا ۱۹۶۱ میں میرے دل میں عالم دین بننے کا شوق غالب ہوا تو میں نے حضرت شیخ القرآن قدس سرہ کی خدمت میں داخلہ کے لئے عریضہ لکھا حضرت والا مرتبت نے جواب میں تحریر فرمایا فوراً پہنچ جاؤ تمہیں ہر سہولت فراہم کی جائے گی اسے میری بد قسمتی کہیے کہ جب میں وزیر آباد پہنچا تو آپ مدرسہ انوار العلوم ملتان کے سالانہ جلسہ پر تشریف لے گئے تھے میں واپس چلا آیا اور علمی استفادہ نہ کر سکا جس کا تاحال افسوس ہے لیکن حضرت سے عقیدت و محبت کا سلسلہ دراز اور پائیدار ہوتا چلا گیا جو بفضل خدا اب بھی قائم و دائم ہے۔

۱۹۶۲ء اکتوبر سرگودھا میں اہل سنت کا سالانہ جلسہ ہوا شیخ پر نامور ہستیوں مثلاً مولانا عبدالحامد بدایونی، مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی، پیر سید ولایت شاہ گجراتی، سید محمود شاہ گجراتی پیر صاحب دیول شریف بیٹھے ہوئے تھے حضرت شیخ القرآن کا پنجابی زبان میں خطاب ہوا خطاب کیا تھا فصاحت و بلاغت کا ایک سمندر تھا جس کا کوئی کنارہ ہی نہ تھا موضوع تھا ”مقام مصطفیٰ ﷺ“ حضرت شیخ القرآن خود جھوم رہے تھے اور ہزاروں کا مجمع بھی عشق رسول ﷺ سے سرشار تھا۔ آسمان سے نور کی بارش ہو رہی تھی حاضرین کے دلوں کی دنیا آباد ہو رہی تھی اور آنکھوں سے حب رسول ﷺ کے آنسو جھلک رہے تھے آج جب اس اجتماع کا تصور کرتا ہوں تو ایک روحانی سکون حاصل ہوتا ہے اور زبان سے بلا ساختہ یہ الفاظ نکلتے ہیں اے کاش گھڑی کی سوئیاں رک جائیں اور وقت کا پیسہ جام ہو جاتا اور حضرت شیخ القرآن کا نورانی وجدانی ایمانی خطاب جاری رہتا اور تمام عمر اسی طرح ہی تمام ہو جاتی۔

ایک دفعہ لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں شیعہ عالم کفایت حسین کا خطاب ہوا شہر میں ہر سو

اس خطاب کے چرچے ہوئے تو حضرت مولانا غلام قادر اشرفی نے اس اثر کو زائل کرنے کے لئے حضرت شیخ القرآن کو خطاب کی دعوت دی لالہ موسیٰ میں جلسہ کا تاریخی انتظام کیا گیارہ گیارہ کو حضرت نے مخصوص عالمانہ خطاب سے جلسہ لوٹ لیا آپ نے حب مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو کچھ اس انداز سے بھیری کہ لالہ موسیٰ شہر تو کجا اطراف کی آبادیاں بھی معطر و مطہر ہو گئیں۔

حضرت شیخ القرآن کی شخصیت اپنوں کے لئے ابر رحمت اور اغیار کے لئے ننگی تلوار تھی وہ عشق رسول ﷺ کے پیامبر اور مدینہ کے ساتھی تھے ان کے ہنسانے سے دنیا ہنستی تھی اور رلانے سے روتی تھی لوگوں کے دلوں کی دھڑکن تھی اسٹیج پر آئے تو شراب معرفت کے ساغر لٹھائے دلوں کے طاؤس رنگ لائے سامعین نے اشک بہائے اور سننے والے حب رسول ﷺ سے اپنی جھولیاں بھر کر لے گئے آپ کی باتوں میں گلوں کی سی خوشبو تھی فصاحت و بلاغت کے اس طرح دریا بہاتے کہ سامعین عیش عیش کراٹھتے مذہب کے میدان میں راس العلماء تھے اور سیاست کی پُر خار وادی میں قدم رکھا تو مولانا ظفر علی خاں جیسے گھاگ سیاست دان پکاراٹھے۔

میں آج سے مرید ہوں عبد العفور کا

چشمہ اہل رہا ہے محمد کے نور کا

وہ کون سی خوبی ہے وہ کون سی صفت ہے وہ کون سا علم ہے جس کو میرے مدوح سے متعلق ہونے کا شرف حاصل نہیں ہے بعض لوگوں کو علم و فضل کی بنا پر فضیلت حاصل ہوتی ہے مگر میرے حضرت وہ ہستی ہیں کہ جن کی وجہ سے علم و فضل کو فضیلت حاصل ہے میرے حضرت بیک وقت مولوی، صوفی، پیر، عالم، فاضل، ادیب، خطیب، مناظر، مفکر، شاعر، مقرر، مفسر، مدرس اور بلند پایہ سیاستدان تھے قحط الرجال کے اس دور میں ایسے کا ملین کہاں نظر آتے ہیں۔

جس طرح مولانا میر حسن کی نظر کرم سے محمد اقبال علامہ اقبال بن گئے اسی طرح حضرت حجۃ الاسلام کی نظر کیمیا نے آپ کو علامہ سے شیخ القرآن بنا دیا حضرت کی صحبت کیمیا گر میں آپ کے جوہر خفتہ بیدار ہوئے آپ نے ذہانت و قابلیت کے ایسے کرتب دیکھائے کہ فارغ

التحصیل ہونے پر معلیٰ کے عہدہ پر فائز کر دیے گئے آپ دقیق سے دقیق اور مشکل سے مشکل مسائل کو آن کی آن میں بڑے حکیمانہ اور احسن طریقے سے حل فرمادیتے اسی بنا پر آپ کو ابو الحقائق جیسے جلیل لقب سے نوازا گیا شاید کوئی معترض اس کو مبالغہ آرائی یا حسن عقیدت سمجھے مگر میں حلفیہ کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے حضرت شیخ القرآن کو سنان کو میری تصدیق کئے بغیر چارہ نہیں ہے وہ مسجد وہ میدان اور وہ ہر جگہ جہاں جہاں حضرت کا خطاب ہوا، آج بھی گواہ ہے کہ حضرت شیخ القرآن جیسی فصاحت و بلاغت اس دور میں کہاں؟ حضرت شیخ القرآن کی طرح جھوم جھوم کر آقائے تاجدار مدنی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اب سنانے والا کوئی نہیں ہے۔ آپ کو باطنی علوم کے علاوہ علوم مناظرہ پر بھی دسترس حاصل تھی اوائل عمر میں چوٹی کے مناظر تھے بڑے بڑے فضلا آپ کا نام سن کر ہی کانپ اٹھتے تھے۔

حضرت کی زندگی بہت سادہ مگر پُر وقار تھی سفید شلوار قمیض اور سفید پگڑی ان کا لباس تھا شانوں پر پھولدار رومال رکھتے تھے پاؤں میں طلائی کھسہ کبھی کبھی گرگالی کا بھی استعمال کر لیتے خوراک انتہائی سادہ اور مختصر تھی خشک روٹی شوربے میں ڈبو کر کھاتے۔ سر کے بال شانوں تک داڑھی گھنگھریالی اور زلفوں کو سنوار کر رکھتے، آنکھیں بڑی بڑی اور خوبصورت قد میانہ چال بادشاہوں جیسی ڈھال فقیروں جیسی تھی غرور و تکبر کا تو ان میں شائبہ تک نہیں پایا جاتا تھا۔ محبت و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ہر شخص پہلی ہی ملاقات میں گرویدہ ہو جاتا تھا۔ ایسے اللہ والے صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اور ایک تاریک دنیا کو روشن کرنے کے بعد اپنی یادیں چھوڑ جاتے ہیں جو ان کو تاقیامت زندہ و تابندہ رکھتی ہیں۔

پیدا کہاں ہوتے ہیں ایسے پر اگندہ طبع لوگ

افسوس کہ تم کو میر سے محبت نہیں رہی

آپ کے وصال پر اپنے تو اپنے غیروں کو بھی میں نے رشک کرتے ہوئے دیکھا بقول میر کے

سامنے اس کے نہ کہتے تھے اب جو کہتے ہیں

لذت عشق بھی گئی میر کے مر جانے سے

آپ کی شہادت پر میں کئی دنوں تک روتا اور آنسوؤں سے منہ دھوتا رہا آج بھی میرے پاس اُن دنوں کے اخبارات موجود ہیں جو میرے لئے بہت ہی قیمتی سرمایہ ہیں۔

حضرت مولانا محمد صدیق سالک صدر مدرس جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ

۱۹۵۰ء میں جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں داخلہ لیا تو حضرت پیر کامل علامہ زماں محقق دوراں شیخ القرآن ابو الحقائق مولانا پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی علمیت اور روحانیت سے بہت متاثر ہوا ساڑھے تین سال کا عرصہ آپ کے زیر سایہ گزارا پھر مختلف مدارس میں درس نظامی کی تکمیل کے بعد باطنی علوم کی کمی شدت سے محسوس کرتے ہوئے مجھے میرا بلند نخت دوبارہ ۱۹۵۸ء میں حضرت شیخ القرآنؒ کی خدمت میں لے آیا آپ کی روحانیت سے میں پہلے ہی بہت متاثر تھا جب میں آپ کے دارالعلوم میں زیر تعلیم تھا۔ جس وقت بھی اپنے شیخ کامل کو دیکھتا تو مجھ پر خوف طاری ہو جاتا بدن کے روگھے کھڑے ہو جاتے یہ حضرت کا وہ روحانی رعب تھا جو مجھ جیسے گنہگار پر طاری ہو جاتا تھا جب آپ تحریک ختم نبوت کے دوران راولپنڈی جیل سے رہا ہو کر واپس وزیر آباد تشریف لائے تو جمعۃ المبارک کے موقع پر آپ نے ایک قیدی کا واقعہ بیان فرمایا جس کو جیل میں پھانسی دی گئی حضرت نے فرمایا اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن تھا اور اس کی زبان پر یہ مصرع تھا ”مکی مدنی والیا سائیاں ولے گل لالے او گنہگاراں نوں“ حضرت نے جب اس مصرع کو دہرایا اور چشتیانہ ذوق کے ساتھ بار بار پڑھا تو مجلس کے اندر یک لخت چیخ و پکار شروع ہو گئی اور سامعین پر وجد طاری ہو گیا۔

محفل میں پیر مغاں نے جب رخسار سے گیسو سر کائے

تو پروانے پر پروانہ کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا

مجھ مسکین کے روگھے کھڑے ہو گئے اور دل زار و قطار روتا رہا آج بھی جب وہ منظر آنکھوں کے سامنے سے گذرتا ہے تو عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

شیخ زماں قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے جس کارنامے نے میرے دل پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں وہ یہ کہ آپ تاجدار مدنی آقائے نامدار حبیب کردگار احمد مختار جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا سالانہ عرس مبارک ”عرس پاک صاحب لولاک ﷺ“ منایا کرتے تھے جو پُر کیف، پُر نور، پُر ذوق اور پُر سرور ہونے کے لحاظ سے بے مثل و بے نظیر تھا جب حضرت عرس مبارک کی آخری نشست میں دعا کی واسطے کھڑے ہوتے تو اس وقت مجلس کے اوپر عجیب کیفیت وجد و سرور آہ فغاں کی طاری ہو جاتی تھی ۱۹۵۳ء کا ایک واقعہ ہے کہ جب آپ حالت وجد میں آکر مولانا جامیؒ کے اس شعر کو

ز مہجوری برآمد جان عالم

ترحم یا نبی اللہ ترحم

دہرانے لگے تو پھر کیا تھا بس ہر طرف چیخ و پکار تھی پتھر سے پتھر دل والا بھی اس وقت زار و قطار رو رہا تھا اس وقت کی اپنی کیفیت بیان سے باہر ہے بس آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا

۱۹۵۸ء میں حضرت شیخ القرآن نے دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھانے کا اعلان کیا تو میں

نے بھی دیگر علمائے کرام کی ساتھ حضرت کی زبان ترجمان سے مستفید ہونے کے واسطے جامعہ نظامیہ غوثیہ میں داخلہ لیا بڑے بڑے ماہر خطباء مدرسین اور ذہین محنتی طلباء پاکستان کے دونوں حصوں سے بلکہ بیرونی ممالک سے بھی حضرت کی تفسیر سحر بیان سے مستفیض ہونے کے واسطے ڈیڑھ سو سے بھی زائد طلبہ شریک درس ہوئے جب حضرت قرآن مجید کے عجیب و غریب نکتے بیان کرتے تو حاضرین و سامعین پر عجیب کیف و سرور طاری ہو جاتا تھا قرآن کریم کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جب قرآنی آیات کا باہمی ربط بیان کرتے تو علماء عیش و عش کراٹھتے ایک روز سورۃ بقرہ کی دو آیات زیر بحث تھیں ان کا باہمی ربط بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ارشاد ربانی ہے۔ ”واذ قال ابرہیم رب انی کیف نحی الموتی قال اولم تو من قال بلی ولكن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعة من الطیر فصرهن الیک ثم اجعلن علی کل جبل منهن جزءاً ثم ادعهن یا ینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم ہ مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل

حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة والله يضعف لمن يشاء والله واسع عليم (۲: ۲۶۱، ۲۶۰) اور جب عرض کی ابراہیم نے اے میرے رب دکھا دے تو مجھے کیونکر مردے زندہ کرے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین تو ہے مگر چاہتا ہوں کہ دل کو اطمینان آجائے۔ تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ مائل کرے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے ہوئے اور جان رکھو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے پھر ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں اس طرح ہے جیسا ایک دانہ سے سات خوشے نکلتے ہیں اور ہر خوشہ میں سو دانہ اللہ اس سے بھی بڑھاتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

پہلی آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے چار پرندے (کبوتر، مور، کوا، مرغ) پکڑے انکو اپنے ساتھ مانوس کیا پھر ذبحہ فرمایا ہر ایک کے چار ٹکڑے کیئے اور چار پہاڑوں پر رکھ دیئے ایک پہاڑ پر چار سر دوسرے پر چار دھڑ تیسرے پر آٹھ ٹانگیں اور چوتھے پہاڑ پر آٹھ پر رکھ دیئے اور پہاڑوں کے درمیان کھڑے ہو کر پرندوں کو آواز دی جب مرغ کو آواز دی تو اسکا سر دھڑ ٹانگیں اور پر چل کر آئے اور آپ کے سامنے مرغ بن کر بولنے لگا اسی طرح کوا، مور اور کبوتر نے کیا حضرت ابراہیمؑ نے یہ منظر آنکھوں سے دیکھ کر اطمینان قلب حاصل کیا اس کے بعد حضرت شیخ القرآنؒ نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ سے مراد طالب صادق انسان ہے مطلب یہ کہ اے انسان اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھوں کے سامنے تیری مردہ روح زندہ ہو جائے اور تجھے مشاہدہ اور اطمینان قلب حاصل ہو جائے تو اپنی مردہ روح کی چار صفات ذمیمہ کو مٹا دے جو پرندوں سے مراد ہیں یعنی مرغ سے مراد شہوت، مور سے فخر، کبوتر سے غفلت اور کوءے سے لالچ مراد ہے جب تو ان بری صفات کو مٹا دے گا تو تجھے اطمینان قلب حاصل ہو گا اس کے بعد آپ نے دوسری آیت کریمہ کے بارے میں فرمایا اس آیت کا پہلی آیت کے ساتھ ربط یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے پرندوں پر اللہ کے حکم کے مطابق فنا ڈالی پھر انہی کے اندر اعلیٰ اور عمدہ زندگی کا مشاہدہ کر لیا یعنی دوسرے الفاظ میں اس طرح ان پرندوں والی صفات انسان اپنے اندر سے ختم کر دے اور اس طرح جو

لوگ اللہ کے راستے میں اپنے مالوں کو خرچ اور فنا کر دیتے ہیں وہ بھی اپنے مالوں کے اندر اعلیٰ اور عمدہ ترقی و برکت کا مشاہدہ کر لیتے ہیں اس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ پہلی آیت میں اطمینان قلب کیلئے صفات ذمیرہ فخر شہوت لالچ اور غفلت کو فنا کر دے تو انسان کے اندر اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں اور دوسری آیت میں جو شخص اپنے مال کو خدا کی راہ میں فنا کر دے تو اس کو دنیا کے مال سے بہتر مال ملے گا پھر جو لوگ اللہ کی راہ میں جان قربان کرتے ہیں انکو اعلیٰ پاکیزہ جانیں ملتی ہیں جیسی اس قاعدے کا اصول کے تحت جو مال قربان کرتے ہیں انہیں اعلیٰ و عمدہ مال ملتا ہے۔

دورہ تفسیر قرآن مجید کے ساتھ ساتھ آپ نے تصوف کی بنیادی کتاب لوائح جامی از مولانا عبدالرحمان جامی کا درس بھی شروع کر دیا مجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ میں نے حضرت کی زبان سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کو لکھا ۱۹۵۸ء سے لیکر مسلسل چار سال تک مجھے دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھنے کا شرف حاصل ہوا یہ حضرت کی خصوصی توجہ اور شفقت تھی ورنہ دو سال سے زائد کسی کو داخلہ لینے کی اجازت نہ تھی دوسرے سال دورہ قرآن مجید کے ساتھ مثنوی شریف بھی شروع کر دی۔ اسکی تقریر لکھنے پر بھی مجھے مامور کیا گیا ۱۹۶۱ء میں حضرت شیخ القرآن کے حکم پر تقریباً ایک درجن علماء جن میں صاحبزادہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی، مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹ، مولانا محمد بشیر پنڈی گھیب، مولانا محمد سلیمان وغیرہ کے علاوہ میں بھی شامل تھا سب آپ کے ساتھ ملتان گئے اور شیخ الحدیث غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی کے سامنے بخاری شریف کی عبارت پڑھنے کا مجھے حکم ملا ہم سب کی دستار بندی آپ کے توسط سے کاظمی صاحب نے فرمائی بعد میں حضرت غوث العالمین شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی سبحان اللہ حاضری کے وقت عجیب سماں تھا کیف ہی کیف تھا مزار پر انوار پر انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی تھی دعا کے بعد حضرت شیخ کامل نے اپنے نور نظر حضرت مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مولانا محمد سلیم نقشبندی فیصل آبادی اور مجھے بارگاہ غوث العالمین میں حاضری کیلئے پیش کیا جب قبلہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی صاحب واپس لوٹے تو آپکی زبان پر یہ شعر تھا۔

کن بدیں گونہ تصور دم بدم

من نیم یار است از سر تا قدم

اور میری زبان پر یہ مصرع تھا۔ ”فقر خواہی او بھجت قائم است“ پوری رباعی یوں ہے

حرف خواہی او بفعلی حاصل است

علم خواہی او بقول حاصل است

فقر خواہی او بھجت قائم است

نے زبانت کاری آید نے دست

مجھے یہ شرف بھی حضرت شیخ کاملؒ کی بارگاہ سے ملا کہ ۱۹۶۷ء میں صوفی بلاعنایت اللہ

اور میری دستار بندی ”عرس پاک صاحب لولاک ﷺ“ کے موقع پر ہوئی اور یوں خلیفہ مجاز

ہونے کا شرف ملا۔ غالباً ۱۹۶۸ء کی بات ہے ایک روز شیخ کاملؒ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ مفتی

(محمد عبدالشکور) اور مولوی محمد صدیق کو دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھانے پر مامور کر دوں چنانچہ

حضرت کا ارشاد عالیہ یوں پورا ہوا کہ مفتی صاحب نے آپکی حیات میں ہی اور میں نے ۱۹۷۶ء سے

تاحال مسلسل چوبیس سال سے دارالعلوم جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں دورہ تفسیر قرآن پاک

پڑھانے پر مامور ہوں اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ یہ بھی میرے شیخ کاملؒ کی کرامت ہے

تمام مکاتب فکر کے علماء نے آپ کو شیخ القرآن تسلیم کیا اگر آپکو علماء نے شیخ القرآن کہا تو صوفیانے

شیخ العرفان بھی مانا۔ محمد اعظم چشتی کا شعر ہے۔

زمانے میں بہت چرچا ہے اُنکے علم و عرفان کا

دکھاتے ہیں یہ اہل دل کو رستہ کوئے جاناں کا

حضرت مولانا محمد صدیق ہزاروی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

برصغیر پاک و ہند انگریزوں کے غاصبانہ قبضے سے آزاد کرانے اور ملت اسلامیہ برصغیر کو ایک آزاد خطے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کی سعادت سے بہرہ ور کرنے کیلئے جن قابل قدر شخصیات نے جدوجہد کی تاریخ اسلام ان کی خدمات کو کبھی نہیں بھول سکتی اور حقیقت یہ ہے کہ تاریخ پاکستان کے حوالے سے جب کسی شخصیت کا ذکر آتا ہے تو جذبہ امتنان و تشکر کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے اس لئے ان شخصیات نے اپنی بے مثال قربانیوں کے ذریعے مسلمانان پاکستان کو انگریز اور ہندو کی دوہری غلامی سے نجات دلا کر آزادی کا پروانہ عطا کیا ان عظیم شخصیات میں سے ایک بہت بڑا نام حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ کا ہے حضرت شیخ القرآنؒ تحریک پاکستان کے ایک بے باک نڈر سپاہی ہی نہ تھے آپ علم و فضل کے بحر پیراں، مبدان مدرس کے شاہسوار اور فن خطابت میں یگانہ روزگار تھے گویا آپ ایک جامع شخصیت کے مالک تھے تحریک پاکستان کے ضمن میں پشاور سے کلکتہ تک پیغام حق پہنچایا اور پابند سلاسل رہے لیکن پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی لرزش نہ آئی تحریک پاکستان کے دوران ایک بار قاتلانہ حملہ بھی ہوا مگر بال بال بچ گئے آج علامہ پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن انکی زندگی بھر کی اسلام اور دین کیلئے خدمات ہمارے لئے ہمیشہ مشعل راہ کا کام دیتی رہیں گی آپ کی جدوجہد قربانیاں اور مذہب سے لگن خصوصاً نوجوانوں کے لئے تقلید اور دلچسپی کا باعث بنتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مزار مبارک پر رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔

حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری امیر ادارہ منہاج القرآن

مجھے اپنے زمانہ طالب علمی کے دوران چند بار حضرت علامہ شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی محفل میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا اور کئی بار آپ کے خطابات سننے کا موقع ملا آپ اکثر جھنگ میں تبلیغی دورہ پر آتے تو میں آپ کا خطاب سننے کے لئے جایا کرتا تھا۔

علامہ ہزارویؒ ایک بلند پائے کے محقق، محدث، مفسر، صوفی، مدرس، سیاستدان اور دلپزیر خطیب تھے دنیا میں بڑے بڑے مقرر گذرے ہیں مگر علامہ ہزارویؒ کا انداز سب سے انوکھا منفرد اور مختلف تھا آپ دوران خطاب ایک شعر کے گرد گھومتے تھے اُس شعر کو اپنی تقریر کا مرکز بنا لیتے اور اس ایک شعر پر گھنٹوں خطاب کیا کرتے تھے آپ ترنم کے ساتھ شعر پڑھتے اور محفل کے اندر اس قسم کا ذوق پیدا کر دیتے کہ لوگ جھومنے لگتے اور ایک عجیب و غریب کیف و سرور سامعین پر چھا جاتا اگر کوئی نووارد آپ کی تقریر سنتا تو وہ اس سے یہ تاثر ہرگز نہ لیتا کہ آپ صرف اور صرف اشعار کے بل بوتے پر خطاب فرما رہے ہیں

علامہ ہزارویؒ کی جن خوبیوں کی وجہ سے دنیائے اہل سنت میں آپ کو ایک خاص منفرد مقام ملا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ عام طور پر دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ علماء یا صرف مدرس ہویتے یا صرف خطیب ہوتے یا صرف سیاستدان ہوتے یا صرف حسن کے مالک ہوتے مگر علامہ ہزارویؒ میں یہ تمام خوبیاں بیک وقت پائی جاتی تھیں آپ جس محفل میں ہوتے بڑے سے بڑے علماء آپ کے سامنے کھل کر بات نہ کر سکتے تھے آپ کو حسن ملا تو بے نظیر، خطابت ملی تو بے مثال، فن تدریسی ملا تو لاثانی اور سیاست میں اس طرح گہری نظر رکھتے تھے کہ جب سیاست کے میدان میں قدم رکھا تو بڑے بڑے سیاستدان ہیچ نظر آئے۔

علامہ ہزارویؒ کا شمار ان مشائخ عظام میں ہوتا ہے جنہوں نے حصول پاکستان کی تحریک میں نمایاں کردار انجام دیا آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شرکت کی اور مطالبہ پاکستان کی حمایت میں زبردست خطاب کیا اور بالآخر آپ کی یہ کوششیں رنگ لائیں اور پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ حضرت شیخ القرآن کا ایک نمایاں وصف یہ بھی تھا کہ آپ نے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد گوشہ نشینی نہ اختیار کی بلکہ پہلے سے زیادہ سرگرم نظر آنے لگے اور پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے دن رات جوش و خروش سے کام کیا۔ آپ کا شمار ۱۹۵۳ میں چلنے والی تحریک ختم نبوت کے ہر اول دستہ میں ہوتا ہے آپ نے جو لازوال کردار سرانجام دیا وہ زریں حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ علامہ ہزارویؒ بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے اس پر مزید اضافہ یہ

ہوا کہ آپ کا روحانی تعلق آستانہ عالیہ گولڑہ شریف سے جا ملا آپ کے پیرو مرشد حضرت سیدنا
 مر علی شاہ کی تربیت نے آپ کے اندر پائے جانے والے عشق مصطفیٰ ﷺ کو اور تصوف و فلسفہ کو
 مزید جلا بخشی۔ آپ کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپ کا شمار ان عظیم علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے ملک
 میں سب سے پہلے دورہ قرآن مجید کا آغاز کیا اس سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ
 کو قرآن مجید کے علوم میں کس قدر مہارت حاصل تھی اور قرآنی تعلیمات سے آپ کی محبت کا یہ
 تقاضا تھا کہ آپ نے اس کلاس کا اجراء کیا تو پھر ملک بھر سے علماء و طلباء نے آپ کے علمی خزانے
 سے استفادہ کیا یہی وجہ ہے کہ آج بھی آپ کے تلامذہ 'ارادت مندوں' عقیدت مندوں اور
 مریدوں کی تعداد ہزاروں تک ہے۔

میرے والد ماجد حضرت فرید الدین قادری کے ساتھ علامہ ہزاروی کا ایک خاص
 تعلق تھا علامہ ہزاروی جھنگ میں ایک موقع پر خطاب کرنے کے لئے آئے تو علماء کی ایک محفل
 میں میرے والد ماجد نے اپنی ایک خواب کا تذکرہ کیا جو میرے متعلق تھی تو علامہ ہزاروی نے
 اس خواب کی جو تعبیر بتائی وہ حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی اور آج میں اپنے حالات پر نظر ڈالتا
 ہوں اور غور کرتا ہوں کہ جو علامہ ہزاروی نے بتایا تھا بالکل ویسا ہی ہو رہا ہے اس واقعہ سے یہ بات
 عیاں ہو رہی ہے کہ آپ نہ صرف ایک کتالی عالم تھے بلکہ تعبیر رویا کے بھی بہت بڑے عالم تھے۔
 آپ کی خوبیوں میں سے ایک اور نمایاں خوبی یہ ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے مفتی
 محمد عبدالشکور ہزاروی کی تربیت اس انداز سے کر دی کہ وہ آج اپنے والد ماجد کے صحیح جانشین ثابت
 ہوئے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے پسماندگان ارادت مندوں 'تلامذہ' عقیدت مندوں اور
 مریدوں کو آپ کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ادارہ منہاج القرآن لاہور

شیخ القرآن ابو الحقائق علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی ان نادر روزگار ہستیوں میں سے ایک

تھے جو بلا مبالغہ صدیوں کے بعد جنم لیتی ہیں۔ قدرت نے آپ کو گونا گوں فضائل و شمائل سے نوازا تھا۔ میں نے غالباً ۱۹۵۶ء میں پہلی بار جہلم شہر میں آپ کی تقریر سنی پہلی ہی دید شنید نے انکار گرویدہ کر دیا تھا قدرت نے وجاہت شخصی و علمی سے خوب خوب نوازا تھا فہم و فراست کی دولت سے مالا مال فرمایا، علم و عمل جرات و بے باکی کی نعمت سے سرفراز تھے حق گوئی و شجاعت میں اپنی مثال آپ تھے۔

تحریک پاکستان کے خلاف ہندو کی عیاری کے ساتھ ساتھ ہندو سیٹھوں کی دولت بھی کرشمے دکھا رہی تھی بڑے بڑے مذہبی لیڈر اس چمک سے مسحور ہو گئے زبانیں پاکستان کے خلاف زہر اگلنے والی مشینیں کالم گلوچ، تممت طرازیوں، الزام تراشیاں اور فتویٰ بازیاں سبھی عروج پر تھیں علامہ ہزاروی علمائے حق کے ساتھ باطل کے ان بد تمیز طوفانوں کے آگے حق و صداقت کی چٹان بن گئے، طوفان کے رخ مڑ گئے، آندھیاں ختم ہو گئیں باطل کے گرد و غبار نیست و نابود ہو گئے اور آزادی کا کارواں باوقار انداز سے منزل مقصود کی طرف بڑھنے لگا

علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی اس طبقہ علماء و مشائخ کے سرخیل تھے جنہوں نے پاکستان کے قیام کیلئے انتھک محنت اور کوشش کی آپ نے کانگریس اور احرار کی عیاریوں سے عوام کو آگاہ کیا تحریک کے دوران سیالکوٹ میں مسلم لیگ اور کانگریس و احرار کے جلسے بیک وقت آمنے سامنے منعقد ہوئے ایک طرف عطا اللہ شاہ بخاری اپنی شعلہ نوائی میں مصروف تھے تقاریر ہو رہی تھیں ادھر مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی کو تقریر کے لئے کہا گیا آپ نے پاکستان کے حق میں پر زور پر مغز اور مدلل تقریر کی تو چشم فلک نے کچھ اور ہی منظر دیکھا جوں جوں وقت گزرتا گیا ”شاہ جی“ کا مجمع کھسک کھسک کر ہزاروی صاحب کی طرف آتا گیا جس شخص کو اپنی جادو بیانی اور بزلہ سخی پر ناز تھا مبہوت تکتارہ گیا اور اس کے سامنے سے حاضرین اٹھ اٹھ کر عاشق رسول ابو الحقائق علامہ ہزاروی کے سامنے بیٹھے شامل ہوتے گئے حتیٰ کہ مجاہدین اسلام کے جلسہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی اور صدر جلسہ مولانا ظفر علی خاں نے جب ”اس شعلہ نوائی“ کا یہ حشر دیکھا تو اعتراف حقیقت کیا

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا
چشمہ اہل رہا ہے محمدؐ کے نور کا
ہند اس کے سامنے ہے ناطقہ مخاری کا
کیا اس سے ہو مقابلہ اس بے شعور کا

علامہ شیخ القرآن گونا گوں خوبیوں کے مالک تھے قابل ترین مدرس، شعلہ نوا خطیب کامیاب ترین مناظر، تحریک آزادی کے نڈر سپاہی، میدان سیاست کے شہسوار، محدث، مفسر، فقہی، ادیب، شاعر، نکتہ سنج، جرات و جسارت کا نشان، دولت درد و سوز سے مالا مال، صوفی اور مشفق و مہربان مرئی تھے دینی مدارس اور دیگر تقریبات میں آپکی تقریر عموماً سب سے آخر میں ہوتی تھی آپ کے نام پر مجمع ساری ساری رات بیٹھا رہتا جب تک تقریر ہوتی رہتی مکمل سکون طاری رہتا کبھی کبھی مخالفین چٹ بھیج کر مختلف سوالات کرتے اور آپ ان کے مسکت جواب ارشاد فرماتے لوگوں کا مطالبہ ہوتا کہ ہمیں عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی تقریر سنائیں، سوز و مستی کی کیفیت طاری ہو جاتی خود روتے اور دوسروں کو رولاتے، بات سے بات نکالتے، دوران تقریر ہر موقع محل عربی، فارسی، پنجابی، پوٹھاروی اور ہندی کے موزوں ترین اشعار کا تکرار اس انداز سے کرتے کہ مجمع کیف و سرور کے سمندر میں غرق ہو جاتا کسی پر طنز و تعریض کرتے تو مزہ ہی آجاتا آپکو جاہل پیروں اور ان پڑھ و اعظین پر بڑا غصہ آتا تھا اور ان کی خوب خوب خبر لیتے فرماتے ہم عمر بھر علم پڑھ کر، نمازیں پڑھ کر، نیکی کا وعظ کر کے، دین حق کی حماقت میں تدریس اور مناظرے کر کے پھر بھی مولوی کے مولوی؟ اور یہ لوگ نہ طالب ہوئے نہ عالم نہ عابد و زاہد، نہ دنیا کا علم نہ دین کا، نہ ریاضت، نہ علم نہ عمل پھر بھی کچھ علامہ کچھ شیخ المشائخ۔

آپ عمر بھر جمالت، بد عقیدگی، بد عملی، بے علمی، منافقت اور گناہوں کے خلاف جہاد فرماتے ہوئے حادثہ میں کلمہ پڑھتے ہوئے ٹرک والے کو اللہ و رسول کے نام پر معاف فرما کر اسی بانگین کے ساتھ اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے جیسے دنیا میں ہوتے تھے۔

حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

منبع العلوم، کاشف الاسرار، راس الاذکیاء ابو الحقائق علامہ مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ بعض شخصیات زمان و مکان کی حدود اور جسم کے اطراف میں مقید ہونے کے باوجود اپنی جامعیت اور بلند کمالات کی وجہ سے ادراک و احساس کے دائرہ سے باہر ہوتی ہیں بلکہ خیال کی سرلیج اور بلند پرواز بھی ان حضرات کے تشخص تک رسائی سے عاجز رہتی ہے حضور ابو الحقائق علیہ الرحمۃ بھی ایسی شخصیات میں سے تھے ان کے کسی ایک کمال کی بلندی کی طرف جب عقل پرواز کرتی ہے تو وہ راستہ میں تھک ہار کر رہ جاتی ہے اور اپنے عجز کا اظہار کرتے ہوئے پکار اٹھتی ہے کہ ”قد طلبنا فلم نجد لك فی السواد مثلاً“ ہم آپکی سیادت کا راستہ ہی نہ پاسکے تو تلاش کیا کریں غرضیکہ آپکی جامعیت اور وسعت کے ادراک سے عجز ہی آپ کی معرفت اور پہچان ہے۔

یہ سچ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نوازتا ہے تو اپنی شان عطا سے نوازتا ہے اور ہر پہلو سے نوازتا ہے اللہ تعالیٰ نے علامہ ابو الحقائق کو اس شان سے نوازا کہ جسمانی و روحانی۔ ظاہری و باطنی۔ علمی اور وجدانی ہر پہلو سے محاسن کے ساتھ نوازا اور بے مثال نوازا۔ آپ علوم کے ایسے بحر زخار تھے جس کی گہرائی اور وسعت لامحدود تھی اس سمندر بے کنار سے علوم کے طوفان اٹھتے پھیلتے تو نظر آتے مگر اس میں باہر سے دریا گرتے ہوئے نظر نہ آتے۔ تیس (۳۰) سے زائد علوم آپ کی جنبش لب سے وجود پاتے یعنی ابو الحقائق علوم سے اپنی بات نہ بناتے بلکہ اپنی بات سے علوم کو وجود عطا کرتے۔ آپ کو فراست مومنانہ میں یکتائی حاصل تھی جس کی بنا پر مشکل ترین نظری مسائل بھی آپ کے ہاں بدیہات کی صورت اختیار کر لیتے تھے چنانچہ علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہرین اساتذہ آپ کی برجستہ گفتگو سے کتب فنون کے مشکل مقامات کو حل کر لیا کرتے تھے اور آپ کے بیان سے عوام بھی ادق سے ادق مسائل کو بدیہی انداز میں سمجھ پاتے تھے۔ آپ کی جلالت علمی کا یہ عالم تھا کہ حاضرین میں سے بالا تخصیص بڑے بڑے علماء و مشائخ آپ کی تقریر سے دم بخود ہو کر رہ

جاتے اس جلالت شان کے باوجود عجز و انکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ نے ہمیشہ بڑوں کی بجائے چھوٹوں اور خاصوں کی بجائے عوام کو اپنے گلے لگایا اور اپنی توجہ کا مرکز بنایا ایوب خان کے آخری دور میں جب بھٹو نے سوشلزم کا نعرہ لگایا تو چند علماء نے ”جمعیت علمائے اسلام“ کے پلیٹ فارم سے مفتی محمود صاحب کی قیادت میں بھٹو کی تائید میں جلسے شروع کر دیے تو علماء اہل سنت نے سوشلزم کے مقابلہ کیلئے ”جمعیت علماء پاکستان“ کی صدارت حضرت علامہ ہزارویؒ کو پیش کی جس کو آپ نے بصد اصرار منظور فرمایا اور قائد منتخب ہو جانے کے بعد آپ نے پورے ملک میں پیپلز پارٹی اور کانگریسی علماء کا تعاقب شروع کر دیا آپ کی للکار سے یہ علماء پس پائی پر مجبور ہو گے۔ مولانا مفتی محمود صاحب نے اپنے چند علما کے ہمراہ حضرت علامہ ہزاروی صاحب سے ملاقات کے خواہاں ہوئے مگر حضرت علامہ ہزاروی صاحب نے ملاقات سے انکار فرمایا اور ایک مرتبہ انہیں جواب دیا کہ اگر آپ ملاقات پر مصر ہیں تو لاہور میں میرے احباب مولانا عبدالنبی کو کب، مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی وغیرہ سے مل کر ان کو مطمئن کریں تو پھر ان کے کہنے پر میں ملاقات کیلئے غور کرونگا چنانچہ مفتی محمود احمد اور مولانا محمد علی جالندھری چند علماء کے ہمراہ جامعہ نظامیہ رضویہ میں آ کر ان علما سے ملے لیکن مفتی محمود کا وفد ان علماء کو مطمئن نہ کر سکا اور مایوس واپس لوٹ گیا اس واقعہ سے جہاں علامہ ہزارویؒ نے اپنے اصاغر پر بھر پور اعتماد کیا اور انہیں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا وہاں ان علماء کو ان کی حیثیت کا احساس دلا کر اپنی فراست کا مظاہرہ کیا

جمعیت علماء پاکستان جو صدارت کی رسہ کشی میں مبتلا تھی علامہ ہزاروی پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنی حکمت اور فراست سے جمعیت کو اس رسہ کشی سے آزاد کیا اور اپنی بھرپور مساعی سے جمعیت کو بام عروج پہنچایا اور اس کو عوام کے تعاون سے خانہ ساز حضرات کی یرغمالی سے نجات دلائی اس مرحلہ پر آپ نے ایک بار پھر فراست کا لوہا منوایا کہ جمعیت کو جمہوری سیاست سے روشناس کرانے کے لئے اچانک استعفیٰ دے کر نئے انتخاب کیلئے مجلس بنادی۔ کاش آج پھر کوئی ہزاروی صاحب جیسا صاحب بصیرت میدان میں آکر جمعیت کو دوبارہ آزاد کراتا اور حضرت علامہ ابو الحقائق مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی قائم کردہ سنت کو زندہ کرتا۔

حضرت پیر سید محمد فاروق القادری آستانہ شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں

مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں نے واقف راز ابو الحقائق علامہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی کی کئی یادگار تقریریں سنیں۔ دلوں کے مضراب چھیڑنے، ان میں خشیت الہی اور انابت الی اللہ پیدا کرنے اور سخت سے سخت دلوں کو موم بنا کر پگھلانے والے واعظین نہیں جید علما کی اگر کوئی فہرست انتہائی باریک بینی سے بنائی جائے تو علامہ ہزاروی اس میں سر فہرست ہوں گے۔ تاریخ شاہد ہے کہ فلسفیانہ مباحث اور عقلی مویشگافیاں دماغی عیاشی کیلئے بلاشبہ بہتر سامان ثابت ہوتی رہی ہیں مگر بیمار دلوں، غافل روحوں اور بے چین دماغوں کو جس چیز نے تازہ زندگی، تازگی اور سکون عطا کیا ہے وہ رواں آنسوؤں کے ساتھ گداز قلب کی وہ ایسی آواز ہے جو انبیاء و رسل اور تاریخ کا رخ موڑنے والے تمام جلیل القدر لوگوں کا ورثہ ہے۔

بلاشبہ علامہ ہزاروی اسی قافلے کے فرد فرید بلکہ تتمہ تھے میرا اپنا خیال ہے کہ ہجر و فراق درد و غم اور محبت و کیف کی جو صدا ہر دور میں راہ خداوندی کے لئے تازہ دم نئے قافلے تیار کرتی رہی ہے اس ”بشنوا زنی چوں حکایت میکند“ والی درد بھری آواز کے آخری حدی خواں علامہ ہزاروی تھے۔

میں نے چار چار پانچ گھنٹے کے خطاب میں دیکھا کہ لوگوں کے آنسو رواں ہیں کسی کو تن من کا ہوش ہے اور نہ وقت کا مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے جو نہی آپ نے سید دو عالم ﷺ کے براق پر سواری کی منظر کشی کی مولانا رومی کا یہ شعر چست کیا

قضا گیرد قدر گیرد ازل گیرد ابد گیرد

رکابش راعنانش راعنانش را رکابش را

تو مجمع آہ و بکا کی تصویر بن گیا۔ میرے نزدیک آپ کی سب سے بڑی انفرادیت یہ تھی کہ جید عالم ہونے کے ناطے مشکل سے مشکل مسائل یعنی وحدۃ الوجود، حقیقت انسان ایسے موضوعات میں ایسی چاشنی، پرکاری اور کیف بھر دیتے کہ خواص تو اپنی جگہ عوام بھی آنسوؤں کی

جھڑیوں سے اپنے گناہوں کے دفتر دھو کر اس محفل سے اٹھتے۔ ایک خاص بات جو میں نے آپ کے بیان میں محسوس کی وہ یہ ہے کہ درد و کیف کی یہ خصوصی فضا کسی وقتی صورت حال کا نتیجہ نہیں بلکہ شروع سے آخر تک آپ کی تقریر میں یہ کیفیت موجود رہتی جو نہی آپ کی تقریر کا اعلان ہوتا عشق و محبت اور درد و کیف کی خصوصی فضا قائم ہو جاتی بسا اوقات آپ کی تقریر کا مرکز و محور قرآن مجید کی کوئی آیت یا مثنوی کا کوئی شعر ہوتا ہر بات گھوم کر اپنے اصل نقطے پر واپس آتی۔ مجھے ایک ایسی محفل میں آپ کا بار بار دہرایا ہوا شعر آج تک نہیں بھولتا۔

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار

بجزارند و خم طره یارے گیرند

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوری فیاضی سے وسیع علم، زبان و بیان پر قدرت، وجیہ شکل و صورت، خوبصورت آواز، مقبولیت و شہرت، مرجعیت و محبوبیت سے نوازا تھا آپ حکمرانوں کی دہلیزوں سے ہمیشہ دور رہے کلمہ حق کہنے میں کبھی کوئی مصلحت آڑے نہ آئی کردار کی بلندی نے شخصیت کو دوبالا کر دیا تھا۔

تحریک پاکستان تحریک ختم نبوت میں آپ کا کردار مثالی رہا جمعیت علمائے پاکستان کی قیادت آپ نے اس وقت سنبھالی جب جمعیت کا رخ جابر حکمرانوں کے اقتدار کو سہارا دینے کی طرف موڑنے کی کوششیں شروع ہونے لگیں۔ ان ساری خوبیوں کے باوصف آپ دراصل اس بیمار قوم کے ایسے طبیب تھے جنہوں نے اس کی دو اور تشفا صرف اور صرف دامن نبوی سے وابستگی میں سمجھا عمر بھر اسی کی ترویج و تبلیغ کرتے رہے خدا بخشے مولانا ظفر علی خاں کو کس قدر سچی اور حقیقت پر مبنی بات ان کے منہ سے نکلی۔ چشمہ ابل رہا ہے محمد ﷺ کے نور کا

حضرت پیر جسٹس محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ بھیرہ شریف

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی ان نابغہ روزگار ہستیوں میں سے

ایک ہیں جنہیں مبدایا ض نے گونا گوں صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ وہ بیک وقت ایک بے نظیر مدرس بھی تھے اور بے مثال خطیب بھی تھے اور ان کی خطابت کا دائرہ زندگی کے سارے گوشوں کو احاطہ کئے ہوئے تھا جب وہ عقائد اور اخلاق پر اظہار خیال کرتے تو یوں محسوس ہوتا کہ دلائل و براہین کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے اور جب ان کے خطاب کا موضوع ملکی سیاست ہوتا تو اسکے بارے میں انکے افکار سن کر حیرت ہوتی کہ سیاسی مسائل میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنا فراوان فہم و دور رس نگاہ عطا فرمائی ہے۔

جس اجتماع میں بھی خطاب فرماتے ان کے سامعین میں سے شاید ہی کوئی ایسا بد نصیب ہو جو اپنے دامن طلب کو گلہائے مراد سے بھر کر نہ اٹھا ہو آپ کی ذات ان چند نامور ہستیوں میں سے تھی جن پر ملک اور ملت کو بجا طور پر ناز تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں حسن معنوی کے ساتھ جمالی صورت بھی وافر عطا فرمائی ان کے پر جلال چہرہ اور باوقار شخصیت کو دیکھ کر اسلام کی عظمت کا احساس دل میں پیدا ہوتا تھا وہ بہترین مدرس، خطیب اور عظیم مفکر تھے۔ انکی یہ تینوں خوبیاں اپنے اندر انفرادیت رکھتی تھیں جنکی مثال کسی اور جگہ مشکل ہی نظر آتی ہے اس وقت جبکہ ملت اسلامیہ پاکستان اپنی زندگی کی عظیم جنگ لڑ رہی ہے ان کی فکر صائب مومنانہ قیادت اور ولولہ انگیز خطابت کی اشد ضرورت تھی افسوس یہ ہمیں داغ مفارقت دے گئے جبکہ اہل سنت کے سفینہ کو ان کی ناخدائی کی ضرورت تھی ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو لحظہ بہ لحظہ بلند فرماتا رہے اور انکے علمی اور روحانی فیوضات سے طالبان حق کو مستفید فرماتا رہے۔

حضرت مولانا سید محمد متین ہاشمی سابق ڈائریکٹر دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور

کمالات کی دو قسمیں ہیں کسی اور وہی۔ وہی کمالات صاحب کمال کے باطن میں روز ازل ہی سے ودیعت کر دیئے جاتے ہیں انکی حیثیت ایک بیج کی سی ہوتی ہے جس میں پورا درخت پوشیدہ ہوتا ہے حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی میرے ناچیز خیال میں ثانی الاذکر صاحب

کمال و اہل دانش میں سے تھے خطابت ایسی کہ سامعین مسحور، تدریس ایسی کہ از دل خیز دو بردل ایزد والی کیفیت، قلب زندہ، مجلی و مزکی، فیض حاصل کرنے والے ہزاروں کی تعداد میں ایسی ہمہ جہت، گونا گوں اور بوقلموں شخصیت عرصہ کے بعد جنم لیتی ہے اور جب حیات عنصری سے رخ موڑتی ہے تو ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما۔ کی صورت میں غفر الله له وجعل الجنة مثواه وصل الله على خير خلقه سيدنا محمد واله و صحبه واجمعين۔

حضرت علامہ محمد محفوظ الحق شاہ خطیب جامع مسجد غلہ منڈی پورے والا

بحر العلوم، استاذ العلماء امام الافاضل، شیخ القرآن حضرت علامہ محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی حقائق و معارف کا بحر ناپیدا کنار تھے۔ جامعیت و مرکزیت میں اپنی مثال آپ تھے آپ عدیم المثال مدرس، باکمال مفسر، صاحب جمال محدث، بالغ النظر مفتی، کامل الادراک عارف اور جامع الاوصاف عالم ربانی تھے۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ مسند تدریس کی زینت علمائے کرام صرف تدریس تک محدود رہتے ہیں محافل و عظ و خطاب سے مشرف نہیں فرماتے جبکہ میدان خطابت کی رونق ارباب علم، تدریس نہیں کر سکتے کیوں کہ دونوں قسم کی ذمہ داریاں نبھانا مشکل کام ہے خطابت کے لئے طوفانی دورے اور ان کے تقاضوں کی تکمیل، مسند تدریس پر جم کر بیٹھنے اور یکسوئی کے ساتھ متعلمین کو پڑھانے کے بالکل خلاف ہے کیونکہ وہاں پر روز نئے سفر کا آغاز، جبکہ ایک صحیح مدرس اور ذمہ دار معلم کے لئے جائے تدریس سے لمحہ بھر کے لئے غائب ہونا خارج از امکان ہے نیز جلسوں کی ہنگامہ آرائیاں برداشت کرنا ایک حجرہ نشین معلم کے لئے بہت مشکل کیونکہ وہ تو سکون و اطمینان کو شرط تعلیم قرار دیتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ لیکن ممدوح مکرم حضرت شیخ القرآن ہزاروی ان نفوس قدسیہ میں سے تھے جنہیں قدرت نے بیک وقت دونوں خوبیوں سے نوازا تھا اگر آپ علوم و فنون کا ہمالیہ تھے تو میدان خطابت کے شہسوار بھی تھے آپ فی الحقیقت ایک جادو بیاں اور قادر الکلام

خطیب تھے آپ کے خطاب میں جہاں انداز خطاب کی ندرت ہوتی تھی وہاں معارف و حقائق کا ایک موج سمندر بھی متلاطم ہوتا کتاب و سنت کے جواہر، تصوف کے اسرار و رموز، کلام کی گتھیاں سلجھانے کے لئے ماہرانہ نکات، سامعین کو کیف و سرور کے جہان میں مستغرق کر دیتے تھے اور پھر جب آپ اپنے ذوق میں عشق سیدنا عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر مثنوی شریف، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی یا کسی عاشق و مخلص شاعر کے صرف ایک ہی شعر کا تکرار فرماتے تو یوں معلوم ہوتا کہ قدسی بھی داد تحسین دے رہے ہیں بلکہ پوری کائنات آپ کے ذوق کی موافقت میں وجد کر رہی ہے واللہ یہ تکلف نہ ہوتا بلکہ حقیقت ہی حقیقت کیونکہ جب آپ ذوق کی اس بلندی پر پہنچتے تو دیکھنے والے دیکھتے کہ آپ آنکھیں بند کئے بحر ذوق میں شناوری کر رہے ہوتے اور سامعین و حاضرین کی طرف سے بالکل بے نیاز ہوتے بارہا آپ کی حقیقت افروز اور ذوق آور انداز بیاں سے متاثر ہو کر مجمع میں لوگ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگتے تھے۔

اور جب خطاب کی ان ہنگامہ آرائیوں میں عشق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کرنے کے بعد آپ دورۃ القرآن الکریم پڑھانے بیٹھتے تو علوم و فنون کے دریا بہا دیتے آپ کے جواہر علم و فضل سے آراستہ و پیراستہ ہزاروں تلامذہ جو کہ ماشاء اللہ جہان علم و فنون کی آبرو ہیں آج بھی ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرما رہے ہیں

آپ نے اس مفروضہ کو غلط ثابت کر دیا کہ معقولی حضرات یوست اور مزاج کی درشتی کا شکار ہوتے ہیں کیونکہ امام المعقولین ہونے کے باوجود آپ کے مزاج کی نفاست اور لطافت کا ایک جہان معترف بلکہ چشم دید گواہ ہے اور اس پر مستزاد رنگ نزاکت کی بدولت کبھی بڑی بڑی قد آور شخصیات کو آپ کی زجر و تو بیخ کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن مجال ہے کہ کبھی کسی نے بغض و کینہ کی گرہ باندھی بلکہ آپ کی ماہرانہ نصیحت کی روشنی میں آئندہ اصلاح کی کوشش کرتے اور حتی الامکان گزشتہ بے اعتدالی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ رہتے۔ اصل میں یہ اہل اللہ کی نگاہ کرم کی برکت تھی جس سے آپ مستفیض و مستنیر ہوئے خصوصاً حجۃ الاسلام امام الاعلام حضور شاہزادہ امام اہل سنت مولانا حامد رضا خاں صاحب بریلوی اور امام العارفین مقدم اکامیلین شیخ المحققین حضرت پیر

سید مر علی شاہ صاحب گوڑوی قدس سرہ نے نوازا اور خوب نوازا بقول ڈاکٹر اقبال۔

دیں مجواندر کتب اے بے خبر

علم و حکمت از کتب دیں از نظر

علوم دینیہ میں آپ کی مہارت، عظمت، حبیب رب العالمین ﷺ اور عزت صلحا اولیاء امت کے ایمانی اور روحانی موضوعات پر آپ کی پر مغز خطابت کے علاوہ قدرت نے آپ کو ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل کے حل کیلئے بے پناہ بصیرت اور قائدانہ صلاحیت سے بھی نوازا تھا چنانچہ تحریک پاکستان، قرارداد پاکستان اور بنارس آل انڈیا سنی کانفرنس مہاجرین کی آباد کاری اور دیگر ملکی ملی، انفرادی اور اجتماعی مسائل کے حل میں آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کا لوہا آج بھی مانا جاتا ہے فی الحقیقت ایسی عبقری شخصیات صدیوں بعد نظر آتی ہیں۔

حضرت علامہ مفتی محمد مختار احمد درانی مہتمم مدرسہ سراج العلوم خانپور

پیر طریقت، کاشف اسرار حقیقت، وحید العصر علامہ الدہر سید المتصوفین عمدة المحققین حضرت قبلہ مولانا پیر محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی علماء ربانین کی صف میں سید العلماء، کالمین کی صف میں سید اکالمین، عارفین کی صف میں سید العارفین، متصوفین کی صف میں سید المتصوفین تھے۔ خطبا کی صف میں سحر بیاں پر ذوق خطیب تھے ایک ہی شعر پر تحقیق و ذوق کے انداز میں گھنٹوں خطاب فرماتے تھے ہزاروں کا اجتماع وجد و ذوق میں مسحور ہو جاتا تھا سامعین کی زبان پر فلک شگاف نعرے جاری رہتے تھے گویا آپ کو تصرف علی القلوب کا مقام حاصل تھا، کشف القلوب بھی تھا کہ معترضین کے اندرونی اعتراضات پر مطلع ہو کر کشف شبہ فرماتے تھے خصوصاً مختلف فیہ مسائل حاضر و ناظر، نور، علم غیب، ندا یا رسول اللہ ﷺ۔ حیات النبی ﷺ استمداد قیام صلوة و سلام۔ ایصال ثواب، نذر اولیاء و دیگر مسائل پر تحقیقی خطاب فرماتے تھے کہ معترض کو گنجائش اعتراض نہیں ہوتی تھی۔ دورہ تفسیر القرآن میں آپ کو مہارت تامہ حاصل

تھی۔ منتہی قابل ترین، منطقی، فلسفی طلباء کرام آپ سے علمی استفادہ کرتے تھے مطمئن کرنا آپکا کمال تھا۔ وجدانی کیفیت پیدا کرنا بھی آپ کا خاصہ اور کمال تھا۔ آپ خانپور سالانہ جلسہ جشن عید میلاد النبی ﷺ میں ضرور شرکت فرماتے تھے آپکا خطاب مثالی وجدانی روحانی ہوتا تھا آپ جلسہ کی روح رواں تھے آج تک سامعین کی قوت سامعہ میں حضرت کی سوز بھری آواز گونج رہی ہے اللہ تعالیٰ حضرت کے مزار انوار پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے آمین اللہ تعالیٰ حضرت کے صاحبزادگان تمام آل اولاد کی عمر دراز فرمائے اور اس مرد قلندر کے فیوض و برکات سے ہم اہلسنت کو قیام قیامت تک مستفیض فرمائے (آمین)

محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 1955ء میں حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی کی پہلی بار حیدر آباد سندھ میں تقریر سنی جو سوز اور عشق و مستی سے معمور تھی۔ موزوں اور دل آویز اشعار نے تقریر کو جال نواز اور روح پرور بنا دیا تھا اس کے بعد دوسری بار ملتان میں حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ علامہ ہزاروی علم کے بحر ذخار تھے مشکل ترین مسائل کو آسان الفاظ میں بیان کرنا آپ ہی کا خاصہ تھا۔ انداز خطاب اتنا والہانہ تھا کہ سیدھا دل میں اترتا چلا جاتا تھا۔ آپ کی ظاہری و باطنی نفاست ہر صاحب دل کی بصیرت پر عیاں تھی اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

حضرت پیر سید ڈاکٹر محمد مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی کچھو چھوی

حضرت شیخ القرآن کا ہر سانس ذکر خدا اور ہر لمحہ زیست اشاعت دین متین کیلئے وقف تھا حضرت شیخ القرآن کا جب تبلیغی معراج کا زمانہ تھا اس وقت میں زیادہ عمر کا نہ تھا طالب علمی کا دور تھا لیکن فہم و ادراک اس قدر ضرور تھا کہ خطابات سے نہ صرف محفوظ ہو سکتا تھا بلکہ علمی نکات اور القائی کیفیات کو ذہن میں محفوظ کر سکتا تھا۔ میں نے حضرت کی تقریباً دس تقاریر سماعت کی

تھیں۔ حضرت کے سینہ میں علم کا جو سمندر جوش مار رہا تھا اس کا اندازہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ حضرت کی یہ دس تقاریر صرف ایک شعر کی تشریح میں ہیں وہ شعر نعت مبارکہ کا تھا وہی لامکان کے ملیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں ہر تقریر تقریر باڈیڑھ گھنٹہ سے کم نہ تھی یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ایک شعر پر اسقدر منہ شگافی کرنا اور پھر ہر تقریر دوسری تقریر سے مختلف ہوتی تھی تقریر جس انداز میں فرماتے معلوم ہوتا تھا کہ محبت رسول ﷺ سے سرشار اور جھوم جھوم کر اس محبت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں حضرت شیخ القرآنؒ نہ صرف ایک بہترین خطیب تھے بلکہ محقق، مفسر اور شارح تھے حضرت میں ایک خوبی جو بہت نمایاں تھی وہ یہ کہ اپنے علم پر اسقدر بھروسہ اور اعتماد تھا کہ کسی سے مرعوب نہ ہوتے بلکہ مد مقابل کو سنجیدگی سے ماننے پر مجبور کر دیتے حضرت کے زمانے میں آج کل کی طرح کم مائیگی علم کا زمانہ نہ تھا بلکہ بڑے بڑے علم کے پہاڑ ہمالیاتی انداز میں موجود تھے پھر ان سب کے سامنے اپنے علم و فہم اور انداز کے مطابق ان علماء سے داد حاصل کرنا معمولی بات نہ تھی لیکن حضرت شیخ القرآنؒ کی ذات گرامی وہ تھی کہ جب اسٹیج پر پہنچ جاتے تو عوام و خواص کے چہرے مسرت سے کھل جاتے تھے اور حضرت جب خطاب کیلئے اپنے مخصوص انداز میں کھڑے ہوتے تو علماء و طلباء قلم کاغذ نکال لیا کرتے تھے سامعین سنبھل کر بیٹھ جاتے محفل پر مکمل سکوت طاری ہو جاتا تھا۔

کچھوچھ شریف کی علمی شخصیات میں سب سے نمایاں مقام حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی کو حاصل ہوا ہے حضرت شیخ القرآنؒ اس دور کی علمی شخصیت تھے ایک مرتبہ میں اپنے والد شاہ سید طاہر اشرف جیلانی (خلد مکانی) اور حضرت سید محمد اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی کے ساتھ اسٹیج پر موجود تھا علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ بھی تشریف فرما تھے جلسہ معراج النبی ﷺ کے سلسلہ میں منعقد ہوا تھا حضرت شیخ القرآنؒ معراج کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے درمیان میں

حضرت شیخ القرآن نے کوئی مزاح کی بات کی جس پر حضرت کاظمی شاہ صاحب نے فرمایا ”حضرت معراج رات کو ہوئی تھی“ (جلسہ دن کو ہو رہا ہے) تو حضرت شیخ القرآن نے بر جتہ لاوڈ سپیکر میں کہا ”دیکھو لو گو کاظمی شاہ بھی بھول کا شکار ہو گیا کہتا ہے معراج رات کو ہوئی تھی لیکن اس کو یاد نہیں کہ معراج کا ذکر دن میں کیا گیا تھا حضرت نے اپنے انداز میں ایسے بیان فرمایا کہ سب نے حضرت کی حاضر جوانی پر داد تحسین دی اور کاظمی شاہ صاحب نے خود بلند آواز میں کہا سبحان اللہ۔

پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ مشہدی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھکھی شریف

حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی ان افراد میں سے تھے جن میں اللہ تعالیٰ کئی صفات مجتمع کر دیتا ہے آپ بیک وقت باعمل عالم، بے مثال مقرر، بہترین مدرس، مقتدر سیاستدان اور پیر کامل تھے۔ حضرت شیخ القرآن کی تدریس زمانہ میں مسلمہ ہے بلکہ یوں کہیے جس طرح حضرت محدث اعظم پاکستان نے علم حدیث کی خدمت کی اسی طرح حضرت شیخ القرآن نے علم قرآن کی خدمت کی حضرت شیخ القرآن ایک بے مثال مقرر بھی تھے ایک آیت کریمہ یا حدیث شریف پر گھنٹوں تقریر فرماتے اور سامعین عیش عیش کرتے رہتے۔

حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب سابق امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان

ہمارے ممدوح حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی مرحوم نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان کے دوسرے علاقوں میں بھی اپنی فصاحت، نکتہ آفرینی اور علمیت کے وجہ سے ایک وسیع حلقہ احباب رکھتے تھے ان کا خطاب اپنی شعلہ بیانی اور اثر آفرینی کے وجہ سے بے مثل ہوتا تھا انکا شمار گنتی کے ان چند بلند پایہ خطباء میں ہوتا ہے جو اپنے سامعین کے چہروں سے ان کی اندرونی سوچ اور کیفیات کا اندازہ کر کے جملوں کی بناوٹ اور سجاوٹ پر عبور رکھتے تھے اور اس طرح تمام سامعین ان کی تقریر کے دوران شروع سے لیکر آخر تک ہمہ تن گوش بیٹھے رہتے۔ انہوں نے تمام عمر فروعی اور

مسلمی اختلاف کو کبھی بھی اس نقطہ پر نہیں آنے دیا جہاں فریقین کے آمنے سامنے آجانے سے امن و امان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا۔ اختلاف میں برداشت، شائستگی اور احترام شخصی ان کا شعار تھا افسوس کہ یہ سب کچھ فی زمانہ عنقا ہوتا جا رہا ہے فردعی اختلافات کو ذاتی دشمنی کا رنگ دے دیا جاتا ہے۔ وہ زندگی چند طے شدہ ضوابط کے تحت گزارنے کے قائل تھے بطور مثال اتنا ہی کافی ہے کہ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو معمول کے مطابق صبح کی سیر پر گئے ہوئے تھے۔ خدا کرے کہ آج بھی لوگوں میں اس دور کی وسیع القلبی، رواداری اور احترام باہمی عود کر آئے کہ ٹوٹے بھرتے مسلم معاشرہ کو ایسے جذیوں کی سخت ضرورت ہے (آمین ثم آمین)

شراح بخاری حضرت سید مولانا محمود احمد رضویؒ حزب الاحناف لاہور

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول شیخ القرآن حضرت علامہ ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزارویؒ ثم وزیر آبادی چشتی نظامی قادری اہلسنت و جماعت کے اپنی شان کے واحد مفسر۔ محدث۔ خطیب اور علم و فضل کے روشن چراغ تھے انہوں نے اپنی ساری زندگی کتاب و سنت کی تعلیم و تدریس ملک و ملت کی صحیح رہنمائی اور مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت میں صرف فرمائی غالباً اہل سنت میں دورہ تفسیر القرآن کی بنیاد سب سے پہلے انہوں نے رکھی قرآن مجید کے احکام و مسائل اور معارف سے طلباء کی ایک کثیر تعداد کے قلوب کو روشن و مستنیر فرمایا وہ تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت کے عظیم مجاہد تھے انکے دینی و ملی کارناموں کے بیان و اظہار کیلئے دفتر درکار ہے حضرت علامہ ہزارویؒ کے ساتھ اپنے والد مکرم حضرت علامہ سیدی ابوالبرکاتؒ کے ہمراہ کئی مقامات پر مختلف جلسوں میں مجھے شمولیت کا شرف حاصل ہوا ہے اور بہت دفعہ بالمشافہ گفتگو کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی آپ نے بڑا پیارا مزاج پایا تھا چھوٹا ہو یا بڑا اس کی بات کو بڑے غور سے سنتے پھر متانت و دلائل اور عمدہ وقار سے اسکا جواب دیتے دینی معاملات میں جواب دینا استنصارات کو حل کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے عالم باعمل تھے، محقق بھی تھے

ابو الحقائق تھے میرا دل کہتا ہے کہ یہ لفظ ”تھے“ جھوٹا ہے تھے نہیں بلکہ ہیں مفکر ہیں محقق ہیں محدث ہیں مفسر بھی ہیں صرف خطیب اعظم نہیں بلکہ خطابت کے بادشاہ بھی ہیں ادیب بھی ہیں سیاستدان بھی وہ اقلیم علم و فضل کے بادشاہ۔ شریعت و طریقت کے حسین امتزاج کا دل آویز نمونہ ہیں علم و عرفان کی ایک ایسی شمع جس میں دھواں نہیں ہے اور علوم عالیہ اسلامیہ کے ایک ایسا گلستان جس میں کانٹے نہیں علم و فضل کے بادشاہ تو ہیں ہی میں جو سمجھتا ہوں کہ وہ صرف اور صرف سچے عاشق رسول ﷺ ہیں مجھے ان کی بہت سی باتیں یاد ہیں ایک دو میں عرض کئے دیتا ہوں یہ اس دور کی بات ہے جب بڑے بڑے علماء کرام موجود تھے اس دور میں اگر کوئی خطیب یا مقرر کوئی نکتہ بیان کرتا تو لوگ اس سے دلیل مانگتے تھے اور اگر کوئی بغیر دلیل کے بات کرتا تو رفع آنے شروع ہو جاتے پھر ان کا جواب دینا پڑتا فیصل آباد کے قریب ایک بہت بڑا جلسہ تھا میں خود بھی وہاں موجود تھا بہت سے مخالف لوگ بھی آپ کی تقریر سننے کے لئے آئے ہوئے تھے آپ نے عشق مصطفیٰ ﷺ سے لبریز تقریر فرمائی آپ بیان فرما رہے تھے کہ جنت کے دروازوں پر جنت کے درخت کے پتوں پر حوروں اور غلمانوں کی آنکھوں اور پیشانیوں غرضیکہ ہر چیز پر حضور ﷺ کا نام مبارک ”محمد“ ﷺ لکھا ہوا ہے بڑا وجد آفریں خطاب تھا ہر طرف سے نعروں کی گونج بلند ہو رہی تھی کسی شخص نے ایک چٹ بھج دی حضرت جنت کی ہر چیز پر ایک نام نہیں دو نام لکھے ہوئے ہیں اگر وہاں پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا ہے تو ساتھ لالا الہ اللہ بھی لکھا ہوا ہے یہ ایک نام نہیں بلکہ دو نام ہیں کیا جنت دونوں کی ملکیت ہے؟ کیا ایک چیز کے دو مالک ہیں اللہ مالک ہو گا یا مصطفیٰ ﷺ مالک ہوں گے اصل مالک کون ہے؟ حضرت شیخ القرآن نے بڑا پیارا عالمانہ اور محققانہ جواب دیا فرمایا تم نے جو اس بات کو متنازعہ بنا دیا ہے یہاں پر تنازعے والی کوئی بات نہیں کہ مالک کون ہے۔ خلق اور ملک کی بات ہے اگر کوئی یہ پوچھے کہ جنت کا بنانے والا کون ہے تو جواب ہو گا لالا الہ اللہ۔ اللہ خالق کائنات ہے ہر چیز کا بنانے والا رب ہے اور اگر کوئی یہ پوچھے کہ رب نے کائنات کو بنا کر کس کی ملک میں دے دیا ہے تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

آپ مدرس و خطیب تو تھے ہی لیکن اول و آخر عاشق رسول ﷺ ہیں ہماری طرح بے

عمل نہیں جو کہتے کر کے دکھاتے تھے اور ڈنکے کی چوٹ پر بات کرتے تھے اور سب سے بڑی بات یہ کہ متقی تھے ”الذین امنوا وکانوا یتقون“ تقویٰ کی وجہ سے آپ کی جبین روشن تھی متعدد بار حزب الاحناف کے سالانہ جلسوں میں خطاب فرمانے کے لئے تشریف لائے دارالعلوم کے اجلاس میں ایچ سیکرٹری کے فرائض میں سرانجام دیا کرتا تھا آپ کے عشق مصطفیٰ ﷺ کا یہ عالم تھا کہ مجھے فرماتے کہ میرے نام کے ساتھ کوئی القاب مولوی، مولانا، علامہ لگاؤ یا نہ لگاؤ مگر میرا نام محمد عبدالغفور ضرور پکارنا وہ ہر لمحہ ہر مقام ہر جگہ ہر موقعہ پر حضور سرور دو عالم ﷺ کے ساتھ اپنی نسبت کو قائم رکھتے تھے عملی طور پر بھی۔ باطنی روحانی اور اعتقادی طور پر تو تھی ہی ایک اور بات کہ وہ کبھی بھی بے وضو خطاب نہ فرماتے تھے ایسی نابغہ روزگار عبقری اب کہاں؟

کھاریاں میں صحابہ کرام کے فضائل و مناقب پر جلسہ ہو رہا تھا آپ تقریر کے لئے تشریف لے گئے میں نے تقریر خود سنی وہاں موجود تھاسنی سنائی بات نہیں کر رہا آپ نے فضائل صحابہ میں قرآنی آیات و احادیث کے انبار لگا دیئے بڑی مدلل اور محققانہ تقریر تھی ہر بات پر قرآنی آیات و احادیث پیش فرما رہے تھے دوران تقریر ایک نوجوان کھڑا ہو گیا عرض کرنے لگا قرآنی آیات و احادیث سر آنکھوں پر ان کی محبت و اہمیت سے انکار نہیں آپ کے منطقی و فلسفی دلائل ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں آپ عام فہم اور موٹی بات کریں جو ہماری سمجھ میں بھی آجائے آپ نے بڑے پیارے انداز سے پھر خطاب فرمایا میں کیا بیان کروں وہ کیا سہانا منظر تھا اور کیا انداز خطاب تھا آپ بڑے خوشگوار موڈ میں تھے فرمانے لگے اچھا پھر سن۔ مسلم شریف کی حدیث ہے جس نے اپنے ماں باپ کو شفقت و محبت بھری عقیدت کی نظر سے دیکھا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے حج مبرور کا ثواب عطا فرمائے گا صحابہ نے عرض کیا اگر بار بار دیکھے گا تو کیا ہر بار حج مبرور کا ثواب ملے گا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر ہاں ہر بار ثواب ملے گا آپ نے اپنے والہانہ مخصوص انداز میں حدیث بیان کر کے فرمایا جب عام آدمی کا یہ عالم ہے یہ باپ کو دیکھے تو حج مبرور کا ثواب ملے گا تو وہ صحابہ کرام جو ہر وقت مجلس نبوی میں رہتے تھے انہوں نے ایک بار نہیں سینکڑوں ہزاروں لاکھوں بار سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھا ان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اسلام میں صحابہ کا تقدس

اور اہمیت کس قدر ہے کسی کے بیان سے باہر ہے ”انہوں نے اس کو دیکھا ہے جس نے خدا کو بے حجاب و بے نقاب دیکھا ہے“ یہ شرف صرف اور صرف صحابہ کرام کو حاصل ہے
 آپ کی تقریریں ایسے دلائل و حقائق تھے کہ ایک شعر کو مرکز بنا کر خطاب فرمایا ہر طرف لطف ذوق و شوق اور وجد کی کیفیت طاری ہو گئی آج ڈھونڈنے سے بھی اقلیم علم و فضل کا ایسا بادشاہ نہیں ملتا اللہ تعالیٰ بطفیل حضور سید المرسلین ﷺ انکے درجات بلند فرمائے اور مزار مبارک پر رحمتیں نازل فرمائے اور اہل سنت کو انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

پیر طریقت حضرت مولانا حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ راو پنڈی

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی کے ساتھ میرے تعلقات کی تاریخ بہت پرانی ہے جوانی مناظروں اور ہنگاموں میں رقص کناں گذری ہجرت کے بعد میں اخبار نویس بن گیا لیکن یہ تعلق بدستور قائم رہا آپ کے وصال سے چند روز پہلے گجرات میں صاحبزادہ مبارک محی الدین صاحب کی مسجد میں مولانا سے ملاقات ہوئی تھی تقریر سنی محبت کی باتیں ہوئیں لیکن کیا معلوم تھا کہ آخری ملاقات ہے اب احناف میں ایسا مجاہد کوئی نہیں رہا یہ خلاء اب پر نہ ہو گا کیونکہ سنیوں کے غازی نے ابدی نیند اختیار کر لی خطابت سوگوار ہے کہ فصاحت مرگنی عشق نوحہ خواں ہے کہ زمزمہ خواں نہ رہا۔ اے عشق آباہم مل کر روئیں تیرا میرا انیس جاتا رہا اب زندگی بھر دل کو تسلی میسر نہ ہوگی ابدی زندگی میں ہم جب پھر ملیں گے تو دل ٹہرے گا گلے جہاں میں ملنے کا تصور اب میرے لئے اور بھی حسین ہو گیا ہے کہ وہاں مرحوم جیسے میرے دوست پہنچ گئے ہیں۔

محترم جناب معراج خالد ملک سابق نگران وزیر اعظم پاکستان

تحریک پاکستان کی کامیابی اور بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کے تقدس ماب جذیوں کو تقویت دینے میں حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی جیسے راہنمایان

قوم اور مشائخ ملت کی جدوجہد کو فراموش نہیں کیا جاسکتا وہ ایک حق گو، بے باک اور مخلص عالم دین تھے جہاں انکے خطابات کی گرج سے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہو جاتا تھا وہاں آپ کے خطابات اہل محبت کے لئے حزر جان ہوتے تھے ان کی باتوں میں خلوص اور محبت کا دریا موجزن ہوتا تھا وہ ایک متوازن شخصیت کے مالک تھے اگر آج بھی علماء و مشائخ ان کے کردار کو پیش نظر رکھ کر تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں امن و سکون پھر سے لوٹ آئے اور فرقہ واریت ختم ہو جائے۔ مولانا ہزاروی کے نزدیک قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کے ساتھ تعلق ہی فکری و نظری اور روحانی رہنمائی کی بنیاد تھا۔ آج بھی اس چیز کی ضرورت ہے کہ ہر قسم کے تفرقے سے جان چھڑا کر ہم ان سے اپنا تعلق پیدا کریں۔ علامہ ہزاروی کی ایک خوبی انکا جمہوریت پسند ہونا بھی ہے انہوں نے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ قبل تحریک بحالی جمہوریت میں جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی صدر کی حیثیت سے مثالی کردار ادا کیا۔ بانی پاکستان کے ساتھ آپ کے تعلقات جذبہ حب الوطنی کا تین ثبوت ہیں۔ علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی، ملی، سماجی، سیاسی اور قومی خدمات کو ہرگز فراموش نہیں کیا جاسکتا وہ یقیناً ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل قومی رہنما تھے۔ اللہ تعالیٰ انکی قبر کو روشن اور انکے درجات کو بلند فرمائے اور علامہ ہزاروی جسے لوگوں کی یاد کے ساتھ ساتھ انکی تعلیمات کو اپنانے کی توفیق بخشے آمین

حضرت علامہ مولانا مقصود احمد قادری خطیب دربار حضرت داتا گنج بخشؒ

میرے استاد مکرم پیر طریقت، شہباز خطابت، مفسر قرآن شیخ القرآن حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی ایک بہترین خطیب بھی تھے، محقق بھی تھے، مدرس اور مدقق بھی تھے درس نظامی کی معروف کتب پر نہ صرف عبور حاصل تھا بلکہ انکے متون اور شروح سے بھی باخبر تھے مجھے ۱۹۶۳ء میں جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں آپ سے دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھنے کا موقع ملا اور سالانہ امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی میں نے آپ سے علم تفسیر اور اصول تفسیر کے موضوع پر

سیر حاصل معلومات حاصل کیں آپکو علم تفسیر میں ید طولیٰ حاصل تھا دورہ تفسیر کے دوران ایک روز ”ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً“ کے اس قضیہ شرطیہ کے مقدم اور تالی میں تلازم پر گفتگو ہوئی آپ نے فلسفہ و منطق کی کتب متداولہ کے حوالہ جات پیش فرمائے جو کہ آپ کو ازبر یاد تھے چنانچہ راقم اس نتیجہ پر پہنچا کہ آپ نہ صرف یہ کہ اپنے دور کے امام التفسیر ہیں بلکہ آپ علوم عقلیہ میں بھی کامل دسترس رکھتے ہیں علاوہ ازیں دورہ تفسیر قرآن مجید کے دوران آپ نے جن مسائل پر گفتگو فرمائی اور حوالہ جات تحریر کرائے ان سے اندازہ ہوتا تھا کہ آپ ہی اس دور کی وہ نابغہ روزگار ہستی تھیں جنہیں درس نظامی میں شامل تمام علوم پر مکمل دسترس حاصل ہے آپ نے دورہ تفسیر قرآن مجید کے دوران ہمیشہ راقم سے شفقت فرمائی اور فراغت پر مجھے نصیحت فرمائی میرے اس مشن کو جاری رکھنا چنانچہ آپکے ارشاد عالی کے مطابق عرصہ دراز سے دورہ تفسیر قرآن پڑھانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ دورہ تفسیر قرآن پڑھاتے ہوئے آپ نے ایسے ایسے اشکال حل فرمائے جو آج تک ہم نے کسی عالم سے نہیں سنے آپ کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ ایک روز دوران تدریس سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا میں نے ایک عبارت کا حوالہ دیا آپ نے نہ صرف اس عبارت کو درست ارشاد فرمایا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ یہ عبارت متن میں نہیں حاشیہ میں لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اسی وقت کتاب منگوا کر دکھا بھی دیا آج ایسے عظیم مدرس ڈھونڈنے سے نہیں ملتے تدریس کے ساتھ ساتھ خطابت ایسی تھی کہ اب ان جیسا ایک بھی خطیب نظر نہیں آتا۔ ہمارے آج کے خطیب تدریس کی نعمت سے محروم حدیث و فقہ کے علم سے نا آشنا ہیں اللہ انہیں علامہ ہزاروی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور آپ کی قبر انور پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے۔ (آمین)

حضرت ابوالنصر پیر منظور احمد شاہ فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال

مخدوم ملت ترجمان اہل سنت شیخ القرآن حضرت مولانا پیر محمد عبدالغفور صاحب

ہزاروی گولڑوی کی عظیم شخصیت کا تاثر پہلی ملاقات میں مجھ پر یوں ہوا کہ ۱۹۵۲ء کا واقعہ ہے
 غازی کشمیر حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادری نے لاہور میں علماء کرام کی ایک میٹنگ بلائی مجھے
 بھی اس میں حاضری کا موقع ملا۔ علماء کرام کافی تعداد میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک حسین
 چہرہ خوش پوش عالم دین سر پر عمامہ رسول ﷺ رکھے ہوئے تشریف لائے اکابرین محفل سمیت
 سبھی نے کھڑے ہو کر استقبال کیا مصافحہ و معانقہ ہوا اس عظیم اعزاز پر میں نے آنے والے کا
 تعارف چاہا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی ہیں۔ آپکی علمی ہیبت
 سے تو میں بہت پہلے ہی متعارف تھا لیکن آپکی شخصیت کا یہ پہلا تاثر تھا یعنی پہلی ملاقات تھی اختتام
 پر کھانے کے دوران حضرت شیخ ابن عربی کی بات چل نکلی تو میں نے حضرت شیخ القرآن سے
 عرض کیا انکا احترام اپنی جگہ پر ہے مگر حضرت کی اس عبارت سے لوگ بہکے بہت ہیں
 ”الحمد لله الذي اوجد الاشياء وهو عنيينا“ تو حضرت شیخ القرآن نے فوراً فرمایا اس میں کونسی
 پیچیدہ بات ہے شیخ ابن عربی نے ”و هو عنيينا“ فرمایا ہے ”وہی عنيينه“ تو نہیں فرمایا اعتراض والی
 کونسی بات ہے اور پھر یہی جواب حضرت شیخ ابن عربی نے خود ایک صاحب کشف کو فرمایا تھا۔
 حضرت شیخ القرآن کی علمی شخصیت کا یہ مجھ پر دوسرا تاثر تھا پھر میں نے جب کبھی
 ساہیوال آنے کی درخواست کی تو تشریف لاتے رہے پوری زندگی جامعہ سے پیار فرمایا اور ہمیشہ
 ہمدردی اور محبت کا مظاہرہ فرماتے رہے اللہ تعالیٰ حضرت کی قبر انور کو مزید نور سے بھر دے اور انکی
 برکات اولاد، پسماندگان، خدام کا ہمیشہ ساتھ دیں۔

ممتاز صحافی میر خلیل الرحمان بانی جنگ گروپ

ممتاز عالم دین اور مشہور خطیب مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ
 وزیر آباد میں تبلیغ اسلام کی نذر کیا اور انہوں نے تحریک پاکستان اور کئی دیگر قومی تحریکوں میں بڑھ
 چڑھ کر حصہ لیا چنانچہ کئی بار انہیں مذہبی اور سیاسی سرگرمیوں پر جیل کی صعوبتیں برداشت کرنی

پڑیں لیکن جس بات کو انہوں نے اپنے مسلک کے مطابق حق سمجھا اس پر وہ آخر دم تک قائم رہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے زندگی کے ہر مرحلہ پر اسلام کا ساتھ دینے کی بھرپور کوشش کی اور کسی قسم کی مصلحت کو اپنی راہ میں سنگ گراں نہیں بنے دیا۔

محترم جناب نذیر احمد غازی سابق اسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

میں بہت کم عمر یعنی پانچویں کلاس کا طالب علم تھا جب پہلی مرتبہ حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق قبلہ پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی تقریر سنی اور وہ نقش آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے اس تقریر کے بعد اتنی کم عمری میں پھر کبھی کوئی ایسا موقع نہ آیا کہ حضرت شیخ لقرآن لاہور خطاب کے لئے تشریف لائے ہوں اور میں آپ کا خطاب سننے نہ گیا ہوں بلکہ مجھے وہاں بھی یاد ہیں جو آپ تقریر سے قبل علماء کرام کی محافل میں فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی شخصیت میں چھوٹوں کے لئے جو شفقت اور سراپا محبت و رحمت پائی جاتی تھی وہ حرف حرف مجھے یاد ہے آپ کی تقریر سے قبل اگر کوئی کم علم و کم عمر غیر معروف عالم تقریر فرماتا تو آپ اس کی حوصلہ افزائی فرماتے اگر کوئی بڑا عالم دوران تقریر نخوت یا تکبر کا مظاہرہ کرتا آپ کا رد عمل مختلف ہوتا۔

جب تحریک ختم نبوت چلی تو علامہ ہزارویؒ پس زنداں چلے گئے اور کوئی آپ کو نہ خرید سکا نہ جھکاسکا لیکن جب آج ختم نبوت کا مسئلہ اٹھتا ہے تو ہمارے علماء اس مسئلہ کو نظر انداز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ہمارا شعبہ ہی نہیں ہے۔ اگر آج علامہ ہزارویؒ زندہ ہوتے تو رب کعبہ کی قسم یہ کبھی نہ ہو سکتا اگر وزیر آباد سے پیدل چل کر لاہور ہائی کورٹ میں آنا پڑتا تو آپ آجاتے آپ کی غیرت ایمانی جذبہ عشق رسول ﷺ کو سب لوگ جانتے ہیں کہ جب ایک شخص نے قربانی کے مسئلہ کے خلاف بات کی میں خود اس بات کا گواہ ہوں کہ آپ نے اپنی داڑھی مبارک حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار کے راستہ کی سیڑھیوں میں رکھ دی اور عرض کیا کہ اے داتا علی ہجویریؒ گواہ رہنا میں محمد عربی ﷺ کے دین کے خلاف ایک بات بھی برداشت نہیں کر سکتا چنانچہ آپ نے ان لوگوں

کے خلاف بھرپور تحریک چلائی جو قربانی کے مسئلہ پر امت میں اختلاف ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے مجھے آپ کی وہ آخری تقریر بھی یاد ہے جو لاہور میں ارشاد فرمائی تھی آپ نے فرمایا ”کون کہتا ہے سوشلزم آرہا ہے جب تک محمد عبدالغفور ہزاروی زندہ ہے سوشلزم اس ملک کی تقدیر نہیں بن سکتا سوشلزم میری لاش سے گذر کر آئے گا“ آج افسوس ہے ختم نبوت کا مسئلہ ہو یا ناموس رسالت ﷺ کا علماء کی اکثریت خاموش ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں نے حضرت قبلہ ہزاروی کو نہیں دیکھا ان کے متعلق یہ کہوں گا۔

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں ایسے بھی تھے

محترم جناب نوابزادہ نصر اللہ خان صدر پاکستان جمہوری پارٹی

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی کے ساتھ آج سے ۳۵ سال قبل لاہور میں خطاب کرنے کے مواقع نصیب ہوئے جب دور آمریت میں جمہوری تحریک کے دوران مجھے مولانا موحوم کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا انہوں نے انتہائی پامردی اور استقامت کے ساتھ حالی جمہوریت کی تاریخی جدوجہد میں نمایاں حصہ لیا جہاں وہ ایک عالم باعمل تھے وہاں انہوں نے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں بھی مثالی کردار ادا کیا میں نے اس دوران یہ دیکھا کہ ان کا انداز خطابت بڑا منفرد اور دلنشین ہوتا تھا کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دیکھنا تقریر کی لذت جو اس نے کہا

میں نے یہ سمجھا گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

تحریک پاکستان کے دوران حضرت شیخ القرآن نے اتحاد بن المسلمین کے لئے کام کیا تمام فرقوں کو اکٹھا کیا اس وقت جو حالات ہمارے ملک میں پیدا ہو گئے ہیں اگر یہ حالات اس وقت ہوتے تو پاکستان کبھی نہ بنتا اس وقت اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کیا گیا اور یہ ملک انہی علمائے حق کے

پر خلوص جذبوں کے باعث معرض وجود میں آیا جن کا کردار آج پھر یاد آرہا ہے۔

جب چلی سرد ہوا میں نے تجھے یاد کیا

ان حالات میں ہمیں حضرت شیخ القرآنؒ جیسے علماء یاد آرہے ہیں جس ولولہ، جوش خلوص اور محبت کا مظاہرہ انہوں نے کیا اسے اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ جیسی شخصیات پوری قوم کی محسن ہیں ان جیسے مجاہدین اسلام کی جدوجہد کو فراموش نہیں کیا جاسکتا زندہ قومیں اپنے اسلاف کو یاد رکھتی ہیں اور ان کے تجربات سے سبق حاصل کرتی ہیں۔

حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف
”شعلہ سالپک جائے ہے آواز تو دیکھو“

یہ سحر آفرین آواز حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی تھی جنہیں قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گولڑوی قدس سرہ العزیز سے شرف بیعت حاصل تھا اعلیٰ حضرت گولڑوی کے استاد گرامی حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ (۱۸۷۳ء) (ساکن موضع بھوئی) کے خاندان سے ان کی رشتہ داری تھی تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں اپنی شعلہ نوائی سے امت کے دل گرمائے اور ایسی لافانی خدمات سرانجام دیں جنہیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی شاید اس لئے بعض ذہن انہیں صرف ایک جادو بیان مقرر یا خطیب کی حیثیت دیتے ہیں بلاشبہ دوسرے فنون کی طرح خطابت بھی ایک عظیم فن ہے آج کل مروجہ خطابت کے لئے علم کا ہونا شرط نہیں بلکہ خطیب کا محض زور بیان ہی کافی ہے اس لئے راقم الحروف کے نزدیک علامہ ہزارویؒ جیسی جامع علوم و فنون شخصیت کو محض ولولہ انگیز خطیب یا ایک نامور مقرر کہہ کر گذر جانا سراسر ناانصافی ہے حقیقت یہ ہے کہ علامہ ہزارویؒ ایک وجیہ اور طرحدار انسان ہونے کے علاوہ ایک جید عالم، علم تفسیر و حدیث کے ماہر غیر معمولی مناظر و منطقی اور جامع معقول و منقول شخصیت تھے حاضر جوانی، شگفتہ بیانی طنز

ملیح، لحن داؤدی اور حق گوئی و بیباکی اس مرد مومن کا طرہ امتیاز تھا بعض اوقات تو علم سے پیدل اور ظاہری چمک و دمک رکھنے والے مولویوں نام نہاد دانشوروں، شاعروں، ادیبوں، مفاد پرستوں سیاستدان، جعلی صوفیوں اور جاہل پیروں کو برسر منبر جھاڑ پلا دیتے تھے مشتاقان علم و فن ارباب کمال کی سرگرانی غیض و غضب استغنا و زود رنجی جیسے ناقابل برداشت جذبات کو ان کی ایک ادائے ناز سمجھ کر بہ طیب خاطر قبول کر لیتے ہیں راقم الحروف نے اس موضوع پر یوں اظہار خیال کیا ہے۔

اک ادا ہے اور کچھ بھی نہیں

یہ جفا میں یہ جور کچھ بھی نہیں

لیکن ایسا کرنے کے لئے بڑا حوصلہ مقام ہنر و علم کا عرفان چاہے ”کار ہر دیوانہ نیست والی بات ہے“ پھر اس قسم کا اظہار ناز بھی تو اصحاب کمال کو زیب دیتا ہے ہر ایرے غیرے کی ناز برداریاں کون سہتا ہے جبکہ نفس پرستی کے اس دور میں اہل کمال کے ناز بھی بہت کم اٹھائے جاتے ہیں حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ نے اظہار ناز کیلئے اہلیت و کمال کو ہی معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

ناز را روئے نباید ہچوورد

چوں نداری گرد بد خوئی مگرد

ترجمہ : اترانے اور ناز فرمانے کیلئے پھول جیسا چہرہ بھی چاہئے اے مخاطب اگر تیرے پاس قابل ناز صفات اور کمالات نہیں تو پھر خواہ مخواہ یہ شتر غمزے نہ کیا کر اس لئے تیری ان بے روح ادائوں کو کوئی سلیم العقل قبول نہیں کرے گا اگر ناز و ادا کے اظہار اور بازار حیات میں اپنی قیمت کا اندازہ لگانے کا اتنا ہی شوق ہے تو پہلے پھول جیسی صفات اور پھول جیسا چہرہ لا۔

غرض کہ علامہ ہزاروی مرحوم اپنے روئے ورد اور اپنی عملی وجاہت کی وجہ سے بجا طور پر ادائے ناز و ادا کا حق رکھتے تھے لیکن حق گو اور بیباک طبیعت کے باوجود اہل درد و محبت درویش منش صحیح العقیدہ لوگوں سے ان کی محبت و نیاز مندی بھی مسلمہ تھی۔ البتہ کٹ حجت لوگوں اور کج

معرضین کے ساتھ انکارویہ ادا سے کج ادائیگی تک مسافت چشم زدن میں طے کر جاتا تھا میرا یہ مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ علماء میں بہت کم حضرات سخن فہم ہوتے ہیں مگر مجھے اعتراف و اظہار میں کوئی تامل نہیں کہ غزالی دوران حضرت علامہ احمد سعید کاظمی (م ۱۹۸۵ء) کی طرح علامہ ہزاروی بھی سخن فہمی میں غیر معمولی ملکہ رکھتے تھے اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے راقم الحروف پر بڑی شفقت فرماتے تھے مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ میرے ہم درس محترم مولوی ممتاز احمد صاحب چشتی استاد محترم فتح محمد صاحب سے منطق کی کتاب قاضی مبارک اور حمد اللہ کے سبق پڑھ رہے تھے کہ علامہ ہزاروی ان سے ملنے تشریف لائے اس لئے کہ یہ دونوں حضرات پیر بھائی ہونے کے علاوہ استاد بھائی بھی تھے جب استاد محترم ان سے ملاقات کیلئے احتراماً کھڑے ہوئے تو ہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے علامہ ہزاروی نے پیر خانے کی نسبت سے پہلے میری دست بوسی کی پھر منطق کا ایک سوال کیا اور جواب پا کر چار آنے بطور انعام دئے میں نے سنبھال کر رکھ لئے کہ یہ ایک جید عالم کا نذرانہ علمی تھا نہ کہ نذرانہ پیری۔

اسے میری کور ذوقی سمجھے یا بالغ نظری کہ میں عام مقررین کی تقاریر بہت کم سنتا ہوں اس لئے کہ یہ تقاریر عموماً اس جدت و ندرت اور نقطہ آفرینی سے عاری ہوتی ہیں جو مقرر کے وسیع و عمیق مطالعہ کا نتیجہ ہوتا ہے البتہ اس کے برعکس گھسے پٹے مضامین کا اعادہ ہوتا ہے لیکن علامہ ہزاروی ”کوسن کر کبھی یہ تاثر پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ملک کے نامور اور درویش سیرت ادیب محترم عزیز ملک صاحب نے بیان کیا ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت کی ملک گیر تحریک چل رہی تھی تو راولپنڈی میں ایک جلوس کے اختتام پر لیاقت باغ میں حضرت قبلہ بابو جی قدس سرہ العزیز اور علامہ ہزاروی مرحوم اسٹیج پر جلوہ افروز تھے مجمع ایک لاکھ سے کچھ ہی کم ہو گا مولانا مرحوم نے جب اپنے مخصوص سحر انگیز بیان میں متنبی قادیان کے دجل و فریب کے مخنیے ادھیڑے تو ان کی تقریر کے خاتمہ پر بقیہ علماء نے یہ کہہ کر اختتام جلسہ کا اعلان کر دیا کہ علامہ ہزاروی کے بعد کون سی میخ رہ گئی ہے جو متنبی قادیان کے تابوت میں پیوست کی جائے مختصر یہ کہ خطابت کیا تھی ”وان من البیان لسحراً“ کی تفسیر ناطق بقول راقم الحروف۔

تمام میکہدہ سیراب کر دیا جس نے
وہ چشم یار تھی جام شراب تھا کیا تھا؟

علامہ ہزاروی نے ایک بار بیان کیا کہ میں اپنے زمانہ طالب علمی میں جب حضرت
گوڑوی قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی کہ حضور میرے لئے دعا
فرمائیں کہ میں مولوی بن جاؤں اور یہ فقرہ دو تین بار دہرایا اس پر حضرت نے مسکرا کر فرمایا اچھا جاؤ
تم مولوی ہو تم مولوی ہو تم مولوی ہو شیخ کامل کی ایک جنبش لب نے ان کی مولویت کو وہ مقام بخشا
بقول مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مولانا ظفر علی خاں مرحوم (۱۹۵۶) جیسے برصغیر کے شعلہ نوا
خطیب و شاعر نے ان کے زور بیاں اور علمی تبحر کا لوہا تسلیم کرتے ہوئے ایک طویل نظم میں ہدیہ
تبریک پیش کیا جس کا مطلع تھا۔

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا
چشمہ اہل رہا ہے محمد کے نور کا

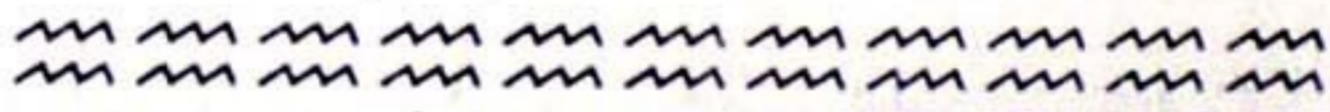
صاحبزادہ نور المصطفیٰ رضوی ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ خانقاہ ڈوگرال شیخوپورہ
۱۹۸۵ء میں مجھے جامعہ رضویہ منظر العلوم بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا وہاں بہت
سے علماء اور بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوا وہاں پر ایک عمر رسیدہ بزرگ سے ملاقات کے
دوران حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی کا ذکر شروع ہو گیا انہوں نے بتایا کہ اس
دارالعلوم سے دو شخصیات کے چلے جانے کا بہت دکھ ہوا اور آج بھی ہے کہ کاش یہ حضرات اسی
دارالعلوم کی زینت بنے رہتے ایک حضرت شیخ الحدیث محدث اعظم مولانا سردار احمد صاحب اور
دوسرے شیخ القرآن ابو الحقائق مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی۔

قیام پاکستان سے قبل حضرت شیخ القرآن اور مولانا غلام اللہ خاں کے درمیان خانقاہ
ڈوگرال میں مناظرہ ہوا دیگر علماء کے علاوہ میرے والد ماجد بھی اس وقت موجود تھے جب مناظرہ

شروع ہونے لگا تو وہاں سینکڑوں لوگ موجود تھے جن میں کئی غیر مسلم بھی تھے حضرت شیخ القرآنؒ جب بطور صدر مجلس اسٹیج پر رونق افروز ہوئے تو آپ کو دیکھتے ہی ایک سکھ نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا جب اس سے پوچھا گیا تمہیں کس چیز نے متاثر کیا ہے اس نے بتایا کہ جو نبی میری نظر حضرت شیخ القرآنؒ کے نورانی چہرے پر پڑی تو میرے دل نے گواہی دی کہ جس مذہب کے پیروکار ایسی نورانی شکلوں والے ہیں وہ مذہب غلط نہیں ہو سکتا حاجی محمد حسین صاحب جو کہ بقید حیات ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ سکھ نو مسلم اس مناظرہ میں حضرت شیخ القرآنؒ کی کامیابی پر بے حد متاثر ہوا میرے ساتھ کئی سال تک مسلسل وزیر آباد جا کر جمعہ ادا کرتا اور آپ کی تقریر سنا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر دینی و دنیوی نعمت سے نوازا ہوا تھا جہاں آپ علم و فضل سے مالا مال تھے وہاں حضرت گولڑوی قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہؒ کی آپ پر خصوصی نگاہ کرم تھی آپ محبت و عشق رسول ﷺ کے پیکر تھے تمام علوم خواہ وہ عقلی ہیں یا نقلی سب کو عشق رسول ﷺ کے نمونہ میں دیکھتے تھے اور جب ان موضوعات پر خطاب فرماتے عوام تو بڑی دور کی بات ہے علماء و مشائخ بھی وجد کرتے تھے سید عباس علی شاہ صاحب فاروق آباد کا بیان ہے کہ معراج النبی ﷺ کے موضوع پر حضرت شیخ القرآنؒ (فاروق آباد ضلع شیخوپورہ) میں خطاب فرما رہے تھے صدارت محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد صاحب فرما رہے تھے دوران تقریر وجد کی ایسی کیفیت پیدا ہو گئی کہ طوطی پاکستان حضرت صوفی محمد علی ملتانى نعرہ لگانے لگے تو ان کی زبان سے نعرہ تکبیر کی بجائے نعرہ تقدیر نکل گیا اس پر محدث اعظم جو حالت وجد میں تھے جواب میں ارشاد فرمایا واہ رے تقدیر پھر فرمایا دوبارہ یہی نعرہ لگاؤ نعرہ تقدیر پھر اسی طرح سب سامعین و حاضرین نے یہی جواب دیا پھر تیسری بار محدث اعظم نے یہی نعرہ لگوا یا۔ اس موقع پر علامہ ہزاروی نے جو معارف و نکات بیان فرمائے اور جو رنگ باندھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔

حضرت علامہ مفتی ہدایت اللہ پسروری بانی دارالعلوم ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان علم و عرفان کے بحر زخار قبلہ عالم سیدی ہزاروی صاحب کی عظیم و جلیل شخصیت علمی و فکری، سیاسی اور روحانی افق پر مہر منیر کی طرح درخشندہ و تابندہ رہی ہے۔ قسام ازل نے آپ کو ظاہری و باطنی بے پناہ کمالات اور عظمتوں سے نوازا تھا آپ اپنے دور کے عارف کامل، محدث، مفسر قرآن، فقیہ، مناظر، شعلہ نوا خطیب اور نکتہ آفریں مقرر تھے۔ آپ کی محفل پاک میں بیک وقت حضرت رومی کا سوز و گزار، حضرت جامی کی کیف و مستی، حضرت غزالی کا تصوف، رازی کا فلسفہ، سرکار گولڑہ کا روحانی عکس اور امام احمد رضا کا عشق سب کچھ موجود تھا مجھے حضرت قبلہ سیدی شیخ القرآن نور اللہ مرقدہ کی بارگاہ اقدس میں دو مرتبہ دورہ قرآن پڑھنے کا شرف حاصل ہوا آپ کی عظمت شفقت اور جلالت روحانی اور علمی کا نقش جمیل لوح قلب پر آج تک ثبت ہے اور تادم واپس ثابت رہے گا۔

اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و روحانی فیض کو تا ابد جاری و ساری رکھے آمین اور حضرت قبلہ عالم سیدی شیخ القرآن رحمۃ اللہ الرحمن کے خلف الرشید حضرت قبلہ پیر مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ذریعہ یہ سرچشمہ علم و عرفان قائم و دائم رہے آمین ثم آمین۔



صوفی اصغر علی اصغر فصیل آباد

انوار چشتیاں ہیں علامہ ہزاروی
 سرتاج عارفان ہیں علامہ ہزاروی
 عظمت ہے جیسے دوستو ستاروں میں چاند کی
 ولیوں کے درمیاں ہیں علامہ ہزاروی
 مانے نہ مانے کوئی ہمیں اس سے کیا غرض
 اپنی تو جانِ جان ہیں علامہ ہزاروی
 میری نگاہیں ڈھونڈتی پھرتی ہیں آج بھی
 بتلاؤ تو کہاں ہیں علامہ ہزاروی
 سرکار گولڑہ کا جنہیں فیض خاص تھا
 سر بستہ راز داں ہیں علامہ ہزاروی
 تقریر جن کی سنتے تھے خود محبوب کبریا
 دلدار دو جہاں ہیں علامہ ہزاروی
 اصغر قصیدہ گو ہوں میں پیر عبدالغفور کا
 مجھ پہ تو مہرباں ہیں علامہ ہزاروی

صوفی اصغر علی اصغر

اکمل کامل مکمل کمال فاضل مرد اج کیمہڑا وچ جہان ٹریا
اہل سنت وجماعت دا فخر ہے سی عدم دل اج شیخ القرآن ٹریا

تاج عالماں دا گولا گوڑے دا ساڈے واسطے سارا جہان ٹریا
گوہر دین دا چمکدا دکدا سی شہنشاہ تصوف ذی شان ٹریا

پیر عبدالغفور ہزاروی جی بڑا داغ جدائی دا لگا گئے ہو
مفتی عبدالشکور غریب تائیں کڈھا غم دا پہاڑ چکا گئے ہو

قسم رب دی نت نہیں حمدیاں نے تیرے جیسے عالم ماواں جگ اوتے
غم اجے گجرات دا پلایا نہیں تیل پا دتیوی بلدی اگ اوتے

موت ملک الموت نے چھری چلا دتی اہل سنت وجماعت دی رگ اوتے
تاج شاہاں دے ہوندے قربان رہے چشتی پیر دی دیکھ لئیں پگ اوتے

اجڑ گئی بہار سارے چشتیاں دی چشتی یار سارے پریشان پھر دے
روضے والیا پردہ اٹھا کے دیکھ روندے اج نے تیرے مہمان پھر دے

قاضی فضل رسول نون پوچھ دیکھو جمدے پر پرواز ہزاروی سن
ابن شیخ الحدیث دا دل روندنا جمدے ناز نیاز ہزاروی سن

ایم سلیم چشتی وزیر آباد

خدا کا بندہ ہوں میں اور غلام مصطفیٰ بھی ہوں
 گداگر ہوں میں سارے اولیاء کے آستانوں کا
 خصوصاً سلسلہ چشت سے وابستگی میری
 جناب بوالحق گوڑہ کے مظهر عالی
 منور جن کی پیشانی ہے نور گوہر دین سے
 انہوں نے گوہر دین سے یہ سارا فیض پایا ہے
 انہی کے فیض سے یاں رونق بزم شریعت ہے
 یہ واقف ہیں گذرگاہ حقیقت معرفت کے بھی
 یہ چشمہ ہیں محمد مصطفیٰ کے نور انور کا
 یہ تیرے فیض ہی سے پھوٹتے ہیں چشمے قرآن کے
 زمانہ فی البدیہہ کیوں نہ تجھے شیخ القرآن کہدے
 ثاخوانی احمد سے تیری واقف زمانہ ہے
 زمانے کو مقام مصطفیٰ کے راز بتلائے
 خدا قائم رکھے اب سایہ عبدالغفور ہم پر
 میں خادم ہوں صحابہ کا محبت مرتضیٰ بھی ہوں
 میں بلبلی ہوں محمد مصطفیٰ کے گلستانوں کا
 حضور گوڑہ سے خاص کر دل بستگی میری
 کہ جن کے فیض کے در سے پھرا کوئی نہیں خالی
 ملی لاہوت تک پرواز ان کو سرور دین سے
 کہ ان کی ذات پر مہر علی کا دست و سایہ ہے
 انہی کے لطف سے جاری یہاں فیض طریقت ہے
 دکھا سکتے ہیں بندوں کو یہ رستے عبدیت کے بھی
 یہ رستہ جانتے ہیں دوستو قرب پیمبر کا
 تو سل سے تیرے کھلتے ہیں دل میں پھول ایمان کے
 تیرے طرز تکلم سے تجھے جادو بیاں کہدے
 تیرا شرف تلمذ اہل عرفاں کا خزانہ ہے
 نکات دین احمد تو نے دنیا بھر کو سکھلائے
 کہ جس کے فیض سے راضی ہو ارب غفور ہم سے

سلیم بے نوا بھی ہے گدا اس آستانے کا
 بھروسا کے دامن کو کہ ہے مارا زمانے کا

پروفیسر تجمل سلیمی گورنمنٹ اسلامیہ کالج سیالکوٹ

عشق نبی کے باب کا عنوان ہزاروی
 غواص بحر عظمت قرآن ہزاروی
 اقلیم ذوق و شوق کے سلطان ہزاروی
 کس طرح دیکھتے در سلطان ہزاروی
 ہیں دل کی وادیوں میں خراماں ہزاروی
 پڑھتے ہوئے درود رسالت مآب پر
 مرد خدا کی موت کا منظر عجیب تھا
 اپنے خلوص عشق سے فیض وجود سے
 جس سے ملے گا منزل مقصود کا سراغ
 دل اہل درد و سوز کے مسرور ہو گئے
 سونا پڑا ہے آج تصوف کا میکدہ
 خود سوئے کرد گار تجمل چلے گئے

ناموس مصطفیٰ کا نگہبان ہزاروی
 شیخ زماں و رازی دوراں ہزاروی
 اہل جنوں کے درد کا درماں ہزاروی
 تھے ریزہ خوار خواجہ گیہاں ہزاروی
 گرچہ نظر سے ہو گئے پنہاں ہزاروی
 راہ نبیؐ پہ ہو گئے قرباں ہزاروی
 گریاں تھی قوم اور تھے خنداں ہزاروی
 خود بن گئے تھے مظهر یزداں ہزاروی
 وہ شمع کر گئے ہیں فروزاں ہزاروی
 کچھ اس طرح ہوئے تھے غزلخواں ہزاروی
 لائیں کہاں سے ساقی ذیشاں ہزاروی
 ہم کو پلا کے بادہ عرفاں ہزاروی

مولانا سید ذاکر حسین شاہ راولپنڈی

بلاغت کی وہ جان تھا اور شہ پارہ فصاحت کا
مجسم اک شرافت اور پتلا تھا نفاست کا

نگاہِ انتخاب اس پر پڑی تھی مہرِ انور کی
تو چرچا ہو گیا تھا اس کی عظمت کا امامت کا

وہ سینہ تان کر ٹکرا گیا اسلام دشمن سے
کہ تھا اس نے اٹھایا بیڑا ملت کی حفاظت کا

حیات مستعار اس کی سراسر مسکراہٹ تھی
کہ ملنا تھا اسے درجہ ولایت کی شہادت کا

وہ ہر میدان میں چھلایا رہا ماحول پر اپنے
کہ گر سیکھا ہوا تھا اس نے اسلامی شجاعت کا

وہ ٹکراتا رہا باطل سے ساری زندگی ڈاکر
کہ بنا تھا اسے حقدار احمد کی شفاعت کا

شاعر سائر بکنوری

چل بسا اک غازی حق و صداقت چل بسا
 جس کی ہیبت سے تھے لرزاں دشمنان مصطفیٰ
 کون سلجھائے گا عقدے دوستو الجھے ہوئے
 ماہتاب برج معنی یسّر چرخ علوم
 حامی رشد و ہدایت ماجی الحاد و کفر
 اے وزیر آباد والو دیکھ لو جی کھول کر
 علم کے پیاسو سنو عرفان کے تشنہ لبو
 جس کی ساری داستاں تھی قصہ صبر و رضا
 اے شہنشاہ رسالت اے حبیب عرش
 عازم خلد بریں سائر ہوئے عبدالغفور
 مرد حر پروانہ شمع رسالت چل بسا
 آہ صد افسوس شیر اہل سنت چل بسا
 بو الحقائق کاشف سر حقیقت چل بسا
 بحر فضل و نازش زور خطابت چل بسا
 دافع شر، قاطع ظلمات بدعت چل بسا
 بزم سے دولھا بسوئے خاک تربت چل بسا
 آج گنج معرفت بحر طریقت چل بسا
 حکم ملتے ہی بصد احساس فرحت چل بسا
 تیرا عاشق تیری خاطر سوئے تربت چل بسا
 مغفرت بولی لبریز ابر رحمت چل بسا

حکیم سرور سہارنپوری

آج بے نور ہوئی محفل علم و حکمت اٹھ گیا واقف اسرار کتاب و سنت
 ذہن میں آیا ہے یہ مصرعہ تاریخ وفات "اہل سنت کا امام آج ہوا ہے رخصت"

(۱۹۷۰)

سفیر احمد سفیر - ہری پور ہزارہ

کوچہ کوچہ مہک اٹھا تجھ سے مرآباد کا
 شاد تیری یاد سے ہوتا ہے دل ناشاد کا
 علم و عرفاں کا یہاں ہے بحرِ ناپیدا کنار
 وصف کس سے ہو بیاں اس مسدِ ارشاد کا
 تیری جرأت تیرے عزم و حوصلہ پر ہیں نثار
 قیس کی وارفتگی بھی بعشق بھی فرہاد کا
 تو ہے شمشیر برہنہ بہر زندیقانِ نجد
 نطق قاطع ہے تیرا ہر کفر کا الحاد کا
 تیری مرقد پر یہ سارا مر علی کا فیض ہے
 خواجہ ہجویری کا اور ہندالولی کا فیض ہے
 یو الحقائق کے لقب سے ہے ملقب تیری ذات
 فیض یہ حُبِ نبی حُبِ علی کا فیض ہے
 لحن داؤدی ہے تیرا فقرُ اسدُ اللہی ہے
 ضرب باطل پر تیری ضربِ کلیم اللہی ہے
 رومی عصر و غزالی زماں عبدالغفور
 ماحی بدعت فنا فی شافعِ یومِ نشور
 عندلیب باغِ ختم المرسلین پائندہ باد
 عاشق زارِ شفیع المذنبین پائندہ باد

مولانا سید شریف احمد شرافت نوشاھی

زہے مولوی پیر عبدالغفور کہ روشن بد از چہرہ اش لمحہ نور

معمول و منقول فرد زماں فیوضات او منتشر در جہاں

ہزاراں خلاق نمودہ ہجوم شدہ فارغ ازوے ز درس علوم

بعلم و عمل کامل وقت بود بتوحید اہل وجود و شہود

ز دنیا رواں سوئے فرووس شد دراں جملہ افلاک پاپوس شد

بتاریخ آں فاضل راست گو ز ”مغفور ناجی“ و صالحش جو

(۱۹۷۰)

شرافت سن عیسوی گو ضرور نخوانی ”کرم پیشہ عبدالغفور“

(۱۹۷۰)

حضرت مولانا صابر براری کراچی

”ہادی ملک علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی“

۱۹۷۰ء

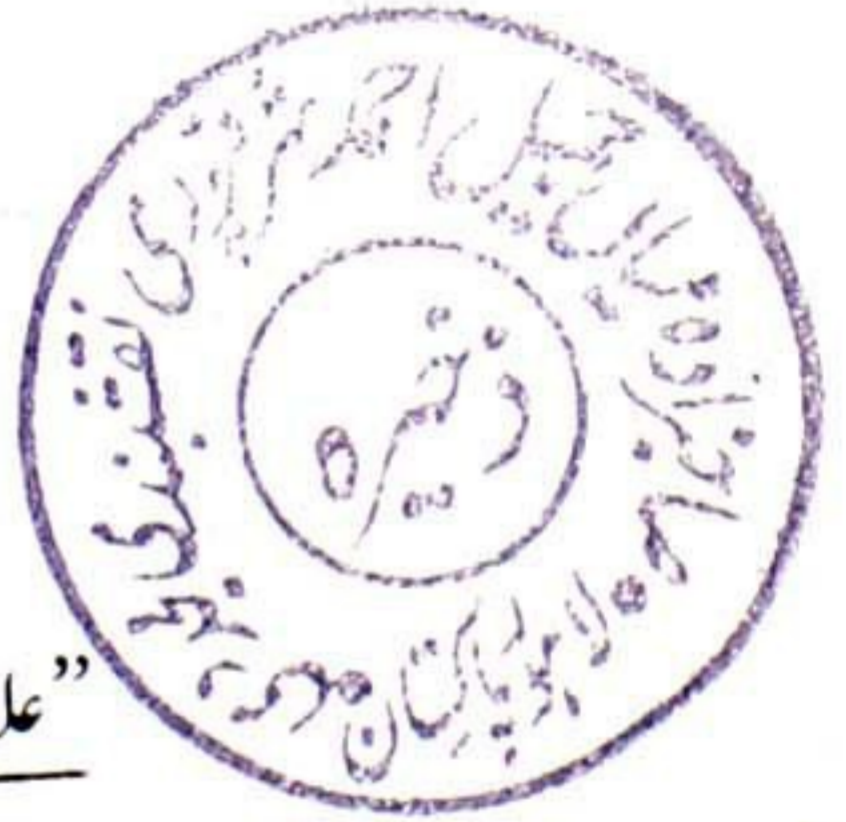
ہو گئے آج مولانا شہید اہل حق ہیں ان کے غم میں چور چور
 بالیقین تھے واعظ شعلہ بیاں شیخ قرآن حضرت عبد الغفور
 رہبر تحریک پاکستان تھے تھی سیاست میں بھی شہرت دور دور
 ہو عطا یا رب انہیں روز جزا دید روئے شافع یوم النشور
 فکر ہے صابر اگر تاریخ کی کہیے ”مہتاب فلک عبد الغفور“

۱۹۷۰ء

شاعر صبا مقرر اوی

”علامہ عبدالغفور کی جلوہ افزا آرام گاہ“

۱۹۷۰



عالم پاک ہادی و شیخ قرآن عابد و زاہد و صالح نظر عبدالغفور
 دفعۃً کر گئے اس عالم فانی سے سفر جس طرح بوے چمن سے شعاع پر نور
 پیکر زہد و ریاضت ہوا دنیا سے وداع جلوہ دین و دیانت ہوا ہم سے مستور
 مہم غیب نے برجستہ کہا مجھ سے صبا ”کہہ دے تاریخ اجل طالب ایزد مغفور“

(۱۳۹۰)

طارق سلطانی پوری حسن ابدال ضلع اٹک

بلند اس کا مقام علم لاریب جو ہیں مہر علیٰ فخر زمانہ مثال ذرہ وہ اسعد تمام عمر بریلی میں بھی وقت اس نے گزارا بریلی سے بھی اس کا خاص رشتہ کمالات علم و تحقیق و ادب کے شریعت کے حقائق کا وہ محرم جگایا خواب غفلت سے چمن کو نقیب کاروان حریت تھا لیا ملکی سیاست میں بھی حصہ ہو پاکستان میں تنفیذ اسلام جو گستاخان احمد ہیں کب ان میں ادب نا آشنایان نبی کے رہیں دینی مجالس اس سے بازیب وزیر آباد میں ہے اس کا مرقد مزار اس کا ہو یا رب مہبط نور ہوا ہے ”منخر ملت“ برآمد

تھی خاصانِ خدا سے اس کی نسبت وہ مولانا کے ہیں شیخ طریقت رہا وارفتہ مہر ہدایت لیا فیض امام اہل سنت خصوصی گولڑہ سے بھی ارادت کئے تھے خوب اسے حق نے ودیعت وہ رمز آگاہ احوال طریقت نوا پرداز گلزارِ خطابت بہ اخلاص اس نے کی ملت کی خدمت مگر دینی تھا مقصود سیاست رہا کوشاں وہ مرد پاک طینت تھی اس کے سامنے آنے کی جرأت تعاقب میں رہا وہ باسعادت وہ تھا تزئین محفل ہائے ملت زیارت گاہ اربابِ محبت الہی ہو گلستاں اس کی تربت سن ہجری میں اس کا سال رحلت

۱۳۹۰ھ

بہ سال عیسوی اس کا سن وصال

کما ہے ”بے بدل شیخ خطابت“

طارق سلطانپوری حسن ابدال

دار فنا سے عازم خلد بریں ہوئے
وہ پیکر تدبیر و تحقیق و علم و فن
تبلیغ خیر میں بسر ان کی ہوئی حیات
پھیلائی آل جناب نے خاص اہتمام سے
رکھتے تھے بے مثال خطاب میں مرتبہ
فیض رضا سے بھی انہیں حصہ ہوا نصیب
دیکھا جو اس نے ان کی خطابت کا طمطراق
”میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا
محبوب اہل حق و صداقت ہزاروی“
تھے صاحب محاسن و افضال واقعی
دین حنیف کی بڑی خدمت انہوں نے کی
آفاق میں کلام مقدس کی روشنی
وہ سربراہ قافلہ علم و آگہی
تویر فقر مر علی بھی انہیں ملی
بے ساختہ پکار اٹھا یوں ظفر علی
چشمہ اہل رہا ہے محمد کے نور کا“

مولانا طالب حسین فیض پوری میرپور

اے طریقت کے راہنما و شریعت کے چراغ
اے منبع قرآن فقہ و حدیث محمدی کے چراغ
اے میرے مرشد کے معلم و راہبر
اے فخر اہل سنت کے جلوہ گر
عاشقان تو ہر طرف حیران و پریشان ہیں
عندلیب و قمری باغ میں بائیاں بے جان ہیں

بابائے صحافت مولانا ظفر علی خاں وزیر آباد

۲۷ دسمبر ۱۹۳۸ء کو حضرت شیخ القرآن کی حج پر روانگی کے موقع پر کہے گئے اشعار

حج کو جانے والے ہیں عبد الغفور
کس زباں سے ہو بیاں وصف آپکا
جا کے مکہ میں کھجوریں کھائیں گے
جارہے ہیں پینے لٹھا کی شراب
جب مواجہ کی سعادت ہو نصیب
ہے بریلی ہم صغیر دیوبند
گانگرس ٹکرا رہی ہے لیگ سے
شعر میزی طرح کہہ سکتا نہیں
کانپتے تھے اسکی ہیبت سے زمین و آسمان
شیخ کی تہمد نے گاندھی کی لنگوٹی سے کہا
آسماں برسا رہا ہے ان پہ نور
آپ موسیٰ ہیں وزیر آباد طور
اور رہے گا ان سے حلوہ دور دور
جس کے اندر ہے دو عالم کا سرور
یاد رکھیں ہم غریبوں کو ضرور
اتحاد باہمی کا ہے ظہور
آ رہا ہے عقل گاندھی میں فتور
حقہ پینے کا نہیں جسکو شعور
جب وہ نکلا اپنے گھر سے باندھ کر سر پہ کفن
میں پرستارِ خدا ہوں تو پرستارِ وطن

میں آج سے مرید ہوں عبد الغفور کا
بند اس کے سامنے ہے ناطقہ بخاری کا
چشمہ اُبل رہا ہے محمدؐ کے نور کا
کیا اس سے ہو مقابلہ اس بے شعور کا

پروفیسر ڈاکٹر خواجہ عابد حسین نظامی

اہل دل صاف نظر عبد الغفور

صوفی والا گہر عبد الغفور

با عمل عالم فقیہ نامور

بھولے بھٹکو کے خضر عبد الغفور

کفر و باطل کی شب تاریک میں

بالیقیں نور سحر عبد الغفور

عمر بھر لوگوں کو دکھلاتا رہا

اہل حق کی رہنڈر عبد الغفور

تو کہ ہے مہر علیؑ سے فیضیاب

عابدؑ پہ بھی اک نظر عبد الغفور

مولانا عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مولوی پیر طریقت محی الدین ترجمان اہل سنت بالیقین
 شیخ قرآن مولانا عبدالغفور ہو گئے رخصت الی دار السرور
 آفتاب علم و حکمت اٹھ گیا ماہتاب دین ملت اٹھ گیا
 وعظ و تقریر انکی کوثر سلسبیل باکمال وبے مثل و بے مثل
 تجھ سا بحر علم نکتہ داں کہاں؟ تجھ سا اب قرآن و سنت دان کہاں؟
 فیض شاہ مہر کا مظهر ہے تو قسمت امت کا اک اختر ہے تو
 حجۃ الاسلام کا پروردہ تو علم و فن اور دین میں سر کردہ تو
 دشمنان دین پر اک وار تو حضرت فاروقؓ کی تلوار تو
 سورہ رحمن کی تنویر تو رحمت رحمن کی تصویر تو
 دین و ملت کی تیری خدمات کو علم و عرفاں کی تیری برسات کو
 اس جہاں میں ہے کوئی جھٹلا سکے یا ترا ہم سر کوئی دکھلا سکے
 تو ہے ناموس نبوت کا نقیب یہ شرف تجھ کو رہا بے شک نصیب

قاری ابو الحفیظ عبدالرحمن چشتی منڈی پھلروان

شرح حدیث آپ پر موقوف ہے لادیپ
 رشک ثریا حجرہ ہے شیخ القرآن کا
 غورص بحر فقر و تصوف ہیں بے مثال
 کشف البدجے جمال ہے شیخ القرآن کا
 علامہ ہزاروی چشتی و مرشدی
 ڈنکا بے چودہار میں شیخ القرآن کا
 عبدالشکور مفتی و طارق کے سر پہ ہو
 تا دیر ظل عطف شیخ القرآن کا
 پھولیں پھلیں جہان میں یہ صاحبزادگان
 گلزار بارور رہے شیخ القرآن کا
 اپنے ہی پیر ہوتے ہیں ہر ایک کو پسند
 واصف قلم رحمانی ہے شیخ القرآن کا

یو الحقائق شیخ قرآن پیر میرے زمرہ صلحا میں جب شامل ہوئے
 فی البدیع ہاتف نے مجھ سے یوں کہا ”رحمت غفار ما داخل ہوئے“

۱۹۷۰

”ان کل نفس ذائقة الموت“

۱۹۷۰

حضرت مولانا پیر عبدالصبور منشور ہزاروی

سلام اے شیخ قرآن واقف اسرار عرفانی
تجھے اللہ نے قرآن کے اسرار بخشے ہیں
تیری جلوت تیری خلوت سراپا محفل عرفاں
تجھے اے شیخ قرآن حق نے وہ انوار بخشے ہیں
کئی ناقص ہوئے کامل تیری محفل میں آنے سے
مقام مصطفیٰ کو اس طرح روشن کیا تو نے
تیری محفل میں آ کے ہم نے یہ طرفہ سماں دیکھا
تجھے ہے گوہر و محمد میاں کے جام سے نسبت
تجھے داتا سے ملتی ہے شراب ناب بطحا کی
تجھے مہر علی نے درد کا آئین سمجھا یا
تیری محفل میں پایا اہل دل نے کیف روحانی
تیرے دل کی گواہی ہے تیرے چہرے کی تابانی
تیری حکمت تیری دانش مکمل فکر یزدانی
ہزاروں کے دلوں میں بھر گئی ہے جسکی تابانی
سعادت چشم و دل کی ہے تیرے ہی در کی دربانی
کہ گستاخوں کو خیرہ کر رہی ہے جسکی تابانی
رسول اللہ کو تجھ پہ ہمیشہ مہرباں دیکھا
معین الدین اور داتا پیا کے نام سے نسبت
خبر دیتا ہے تجھ کو گولڑہ بیسین و طہ کی
تیرے دل کو عطا کی سائیں گوہر نے درخشان

لیا منشور نے جب تھام دامن شیخ قرآن کا
میسر آگیا ہے اسکے دل کو لطف ایمانی

حضرت مولانا پیر عبدالصبور بیگ منشور ہزاروی

یہ کون اٹھ کے بزم جہاں سے نکل گیا
 گوہر کی انجمن ہے الم سے دھواں دھواں
 اس نے نکات سنت قرآن کے حل کئے
 عبدالشکور و طارق و ادریس کی نہ پوچھ
 رخصت کچھ اس طرح سے ہوا جان انجمن
 سوز و گداز بزم سے یکبار اٹھ گئے
 اک درد مستقل میں ہوئیں غرق خلوتیں
 انوارِ گولڑہ کا نشیمن بدل گیا
 یارب مدد کر غم سے کلیجہ پگھل گیا
 سنت کی آبرو کا سفینہ سنبھل گیا
 چمن بہار ان کا جو بن میں جل گیا
 انداز انجمن کا سرا سر بدل گیا
 حامد رضا کی آنکھ کا چشمہ ابل گیا
 منشور ایک اور ہی سانچے میں ڈھل گیا

پیر فضل گجراتی

پیر عبدالغفور چھڈ دار فانی ٹر جانب خلد گلزار گئے نہیں
 موت عالم دی عالم دی موت ہووے ساری کر دنیا سوگوار گئے نہیں
 خوش کلام 'خوش خو' خوش خلق ہر دم خوش خوش ہر حال وچ رہن والے
 خوش نما 'خوش پوش' خوش شکل سوہنے 'سوہنا اپنا وقت گزار گئے نہیں
 گھلے ہتھ دل کھول کے ہر پاسے پئے درس تدریس دے دان کیتے
 ان گنت شاگرداں دے سراں اوتے ہتھیں اپنی رکھ دستار گئے نہیں
 پیر پاناتے رہ گیا کسے پاسے خزاں جھاتیاں وی اودھر پانیاں نہیں
 اپنے مکتب فکر دا وچ دنیا چھڈ گلشن سدا بہار گئے نہیں
 اک واعظ تے ناصح دی شکل اندر رہے برسدے ابر نیان بن کے
 موتی لوک چھپا کے رکھدے نہیں پر اوہ مھلاں وچ کھلار گئے نہیں
 فاضل فیض سی جنیدڑ تے گوڑے دا پیر عبدالغفور ہزاروی نوں
 بہہ کے بحر چناب دے دندیاں تے کئی ڈہیاں سجتاں تار گئے نہیں
 سانوں کس ہن مثنوی معنوی دے معنے کر کے شرح سمجھاوے نہیں
 جامی 'رازی' عطار دا کس کرناے جوہیں کر اوہ ذکر اذکار گئے نہیں
 'سیاں شیخ القرآن نے طالبان نوں رمزاں کھول قرآن مجید دیاں
 ایویں ابو الحقائق تے نہیں سن اوہ گھیاں گلاں کر آشکار گئے نہیں
 جتھے مسلک حقہ تے حرف آیا اوتھے پہنچ گئے آخری حرف بن کر
 یاداں مٹھیاں گئے نہیں چھڈ کچھے 'اگا اپنا فضل سنوار گئے نہیں

مولانا محمد ابراہیم خوشتر مار شیش افریقہ

تیرہ سو نوے تھی ہجری ساتویں شعبان کی
صبح کی پُر نور ساعت جمعہ کا روز کمال
جانے والے تجھ پہ ہوں خالق کی سو سورتیں
”ہو مبارک تجھ کو تیرا ماہ و تاریخ وصال“

(۱۳۹۰)

محمد اقبال صابر سیالوی گجرات

شیخ قرآن کا ہے ذکر پیا آج کی رات
پر تو مہر علیؑ غوث جلی کا ذکر
عمر بھر عشق رسالت سے جو مخمور رہا
آج اقبال عقیدت کو پنچھاور کر لو
چشتیہ بزم پہ ہے فضل خدا آج کی رات
میری تقدیر کی بن آئے گی آج ان کے طفیل
ذکر ہے کن کا بھلا وردِ زباں آج کی رات
بزم حاضر کی بھی بر آئیں مرادیں ساری
عشق و مستی سے دروہام بھی ہیں رقص کناں
آج اظہار عقیدت کی سعادت پا کر

بوالحقائق کی ہے توصیف و ثنا آج کی رات
عرس ہے جس کا سر بزم پیا آج کی رات
ہو گا اس بزم میں وہ جلوہ نما آج کی رات
مفتی دین کا ارشاد ہوا آج کی رات
نسبت خاص سے محفل ہے پیا آج کی رات
بن گئی ان کی ثنا میری غذا آج کی رات
جن کی خاطر یہ ہوئی بزم پیا آج کی رات
عام ہے فیض و کرم جود و سخا آج کی رات
چشتیہ بزم ہے توصیف سرا آج کی رات
ایک صابر بھی ہوا نخت رسا آج کی رات

مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ لاہور

مرد مومن مولوی عبدالغفور	بانوا بے باک خود دار و غیور
عالم قرآنی صوفی و ولی	پیکر عرفان سر تا پا شعور
خوش بیاں شیریں زباں و رازداں	ترجمان و داعی جذب و سرور
خوشنما و خوش مزاج و خوب رو	زنده دل روشن جبیں، تصویر نور
نامور واعظ محقق نقطہ سنج	واقف سر و مغیبات و ظہور
زنده و پابیندہ و فرخندہ باد	جانشین پسر او عبدالشکور

مولانا محمد عارف سیالوی گجرات

صاحب ایمان و عرفان مولوی عبدالغفور
 یو الحقائق فی الحقیقت مولوی عبدالغفور
 شیخ قرآن و حدیث و اہل منطق را امام
 راز دار عشق و مستی نکتہ سنج معرفت
 گوئے سبقت برد در میدان علم و معرفت
 زینت محراب و منبر زیب بزم اہل دل
 یافت از مر علیؑ و یافت از گوہر دین
 حق بیان بیباک حق گو حق طلب حق شناس
 رفت از دنیائے فانی منزل عقبی گزید
 ذکر توحید و رسالت وقت آخر بر لبش
 بر سر منبر چوں بینی مفتی عبدالشکور
 چوں سمیر داو کہ زو ماند چنین خلف الرشید
 بے خزاں ماند الہی ایں گلستاں پر بہار
 شاد و خرم باد و یابد ہر چہ خواہد خاطرش
 عارف خستہ چہ جوئی اندریں فانی سراء

یو الحقائق مرد میدان مولوی عبدالغفور
 جامع شرح و طریقت مولوی عبدالغفور
 پیکر جذب و محبت مولوی عبدالغفور
 اہل ہمت با مروت مولوی عبدالغفور
 واقف رمز حقیقت مولوی عبدالغفور
 خوب خلق و خوب خلقت مولوی عبدالغفور
 اہل الفت را امامت مولوی عبدالغفور
 یو الحقائق بالفصیلت مولوی عبدالغفور
 مرد میدان عزیمت مولوی عبدالغفور
 داد بر ایمان شہادت مولوی عبدالغفور
 بالقیں گوئی کہ ہمت "او" مولوی عبدالغفور
 زندہ ہست و زندہ ماند مولوی عبدالغفور
 فیض یابد یک جہاں از مولوی عبدالغفور
 دائماً در دار جنت مولوی عبدالغفور
 رفت زیں عالم بہ جنت مولوی عبدالغفور

از میان مصرعہ ثانی چوں بخو سن وصال
 آشنائے "سر خلقت" مولوی عبدالغفور
 (۱۳۹۰ھ)

شاعر اہل سنت محمد علی ظہوری قصوری رحمۃ اللہ علیہ

لا ریب وہ نقیب تھا ذکر حضور کا
 چرچا جہاں میں کیوں نہ ہو عبدالغفور کا
 ایسا خطیب جس پہ خطابت کو ناز تھا
 وہ پیکر حسین تھا فکر و شعور کا
 تھا امتزاج علم و عمل اس کی ذات میں
 چشمہ اہل رہا ہے محمد کے نور کا

حضرت مولانا ابو المعانی محمد غلام ربانی ہزاروی برادر اصغر حضرت شیخ القرآن
 جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی صدر منتخب ہونے پر

صدارت دین صدر الانبیاء تجھ کو مبارک ہو
 زیوں ہو، سرنگوں ہو، پرچم قرن شیطان کا
 تیرے اعدا سدا برباد ہوں احباب شاد آباد
 معیں ہو غم خوار تیرا شہباز حضرت ثانی
 میرے آقائی پر دل سے ہوشیدا فدا ہر دم
 تیرا رب حافظ و ناصر، نبی ہو حاضر و ناظر
 علی ہجویر کا صدقہ قبا تجھ کو مبارک ہو
 دلی گوہر کا یہ جود و سخا تجھ کو مبارک ہو
 شہ مہر علی کی یہ عطاء تجھ کو مبارک ہو
 غلام محی الدین کی یہ وفا تجھ کو مبارک ہو
 رضائے مصطفیٰ احمد رضا تجھ کو مبارک ہو
 غلام کترین کی یہ دعا تجھ کو مبارک ہو

حضرت ابوالمعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ

۱۳۸۹ھ تیسرے حج سے واپسی پر

میرے اے شیخ قرآن یہ ثنا تیری کرامت کی
خدا کے گھر کے مہمان مصطفیٰ کے طالب و شیدا
مدینہ طیبہ طابہ کی فضا سے لوٹنے والے
تیرے اعمال نے آب طہارت سے غسل پایا
نبی سے دو عدد قرآن سنہری تحفہ پانے سے
ہوئے اہل مدینہ خوش تیرے جوش خطابت سے
نبیؐ کے روضہ اطہر کی جلا کے دیکھنے والے
بہار طیبہ و مکہ منی عرفات و مزدلفہ
غلام احقر تیرے در پر الہی بے ہنر بے زر
میرے افکار نے آقا تیری ادنیٰ ضیافت کی
مبارک ہو، سفر ملک عرب حج و زیارت کی
یہی ہے بس منقبت تیری شہا تیری سعادت کی
یہ دیکھا خواب میں میں نے تیری شان عصمت کی
بڑھی ہے شان تیرے حج و زیارت کی اجابت کی
یہی ہے حج اکبر بس نشان اعلیٰ عبادت کی
نبیؐ پر ہے جزا رب کی عطا تیری شفاعت کی
جو پاتا ہے وہی بے شک صداقت ہے ولایت کی
رہے گا کب تک ششدر و عاسن بے بضاعت کی

مولانا ابو المعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ

بو الحقائق	مولانا	عبد الغفور	علمہ	مشہور	کا البحر	البحر
واقف	الاسرار	ذوالفضل	کاشف	الانوار	کالبدر	المنیر
ترجمان و	شیخ	قرآن	بو الحقائق	کان	عرفان	مقتداء
شیخ	تفسیر	وحدیث	محرم	اسرار	حریم	کبریا
از شریعت و	از	طریقت	عارف	سر	حقیقت	کبریا
بلبل	باغ	مرسالت	شہباز و	نغمہ	ساز و	خوش بیاں
مدح	خوان	غوث	شہرہ	آفاق	گشتہ	در جہاں
پنڈ	چمبہ	در	ہیت	از	اشراف	اعیاء گوہرش
فہم	رازی	چوں	سوز	جای	ذوق	رومی در دلش
سنی	و حقی	بداں	داں	فتا	چشتی	نظامی مشربش
اے	غلام	بے	بر	در	درگاہ	حق کن التجا

حضرت مولانا ابو المعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ

سلام بحضور شیخ القرآن بطرز شاہ نامہ اسلام

اسلام اے شیخ قرآن واقف اسرار ربانی
 اسلام اے شاہ باز کاشف الاسرار قرآنی
 تیرا سینہ خزینہ معدن انوار قرآن ہے
 زبان ہے ترجمان اس کی بیان ہے شمع نورانی
 تیری معجز بیانی کے بہت اعجاز ہیں روشن
 بیان کس کی زبان سے ہو سکے وہ ذوق روحانی
 تیری محفل میں فاضل اور فقیہ بے تاب دیکھے
 ہر اک اک کی زبان پر ہے تیری مدح و ثنا خوانی
 بیان میں تیرے وہ تاثیر اور اکسیر دیکھی ہے
 صدا ہے سننے والے کی یہ بیشک قول رحمانی
 پیارے مصطفیٰ کی شان کی جب مدح کرتے ہیں
 سماع پر کیف سے پاتی ہے محفل لطف یزدانی
 پیارا شیخ جب کرتا ہے رد فرقہ باطل کا
 مخالف خیر و پھرتا ہے ہمراہ مکر شیطانی
 تیرے سر پر ہے سایہ شاہ مہر علیٰ غوث اعظمؒ کا
 حمایت مصطفیٰ کی کر رہی ہے تیری نگہبانی
 غلام کترین تجھ کو مبارک صد مبارک ہو
 تجھے نسبت ہے ان سے ان کو نسبت شاہ گیلانی

حضرت مولانا ابو المعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ

شیخ القرآن منبع عرفان چل بے
 سوز و گداز رومی و جامی کی یادگار
 وہ ابوالکلام مولانا عبدالغفور آہ
 وہ پیر ابوالحقائق، ملک سخن کے بادشاہ
 شہر وزیر آباد کا اب کچھ نہ حال پوچھ
 وہ عاشق رسول وہ شیدا شہید حق
 لخت جگر تھے مولانا عبدالحمیدؒ کے
 شاہ مہر علیؒ کے باغ کے بلبل تھے نغمہ ساز
 باغبان باغ مفتی و طارق سب اہل بیت
 کا ثنا ہے انکے پھول کا ادنیٰ غلام یہ
 ساقی نہیں نہ جام ہے میخانہ ہے کھلا
 یا رب یہ چشمہ فیض کا باقی رہے سدا
 جان جہاں ہیں سرور محبوب کبریا
 صدیق و عمر ہادی عثمانؓ علیؓ کو دیکھ
 صبر آزما ہے واقعہ ہاں کربلا کو دیکھ
 ماتم کدہ ہے عالم فانی یہ سربہ سر
 ادنیٰ غلام دیکھ اور سن دل کے کان سے
 معجز بیان رازیؒ دوران چل بے
 سعدی و قدسی، غزالیؒ ذیشان چل بے
 وہ خوش بیان، منبع فیضان چل بے
 جادو بیان، سحر اللسان چل بے
 جب سے وہ بانی دورہ قرآن چل بے
 ذیشان عمر بھر رہے ذیشان چل بے
 گوہر کے لعل، لعل بدخشان چل بے
 بادخزاں اجل سے وہ ذیشان چل بے
 والی ولی تھے معدن احسان چل بے
 فرقت کا داغ دے کے وہ دل و جان چل بے
 فرقت کی آگ لگا کے وہ مہمان چل بے
 گرچہ وہ شیخ کامل انسان چل بے
 صد آہ رب کی شان وہ برہان چل بے
 سب اپنے اپنے دور میں ذیشان چل بے
 سب کچھ لٹا پٹا کے وہ ذیشان چل بے
 عبرت سے دیکھ ناطق قرآن چل بے
 فانی ہے یہ جہاں سب ذی جان چل بے

حضرت مولانا ابو المعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ

شیخ القرآن داما تم جس نے دیکھیا نور ستارا
 مٹھڑے بول ججن دی صورت کیوں کر بجاں بولاں
 شیخ القرآن دی سحر بیانی دل دے وچ گھر کر دی
 علم تصوف مشکل مسئلے جد شرح کریندے
 شیخ القرآن دی عذب بیانی کیوں کر دساں تینوں
 مولانا ظفر علی سن کے وجد کریندا کہندا
 شیخ القرآن جدوں وی بولے مدح نبی دی کردا
 اس گل پاک محمد اُتے بلبلان کئی ہزاراں
 شیخ القرآن نبی دی بلبل نغمے خوب سنائے
 شیخ القرآن دے وصل تھیں پہلے وچ اخباراں آیا
 شیخ القرآن جدوں پھر پہنچے نغمے خوب سنائے
 شیخ القرآن دا وصف سخاوت سن سداواں تینوں
 عاشق زاد نبی دے بجاں بخشش دیکھ نرالی
 اللہ اللہ کردیاں ہویاں جام شہادت پیتا
 ججن پیارے اسماں توں لا کے داغ جدایاں
 ہجر فراق جندے اندر روواں تے کرلاواں

غلام ربانی درد نہانی شیخ القرآن دی کہانی

کر دعا رب دانا پینا ایہو حکم ربانی

مولانا محمد صدیق سالک سیالکوٹ

علم کے مہر درخشاں چل دیئے فقر کے خورشید تاباں چل دیئے
صدق کے گنج فراواں چل دیئے مخزن علم و عرفاں چل دیئے

پیر کامل حضرت شیخ القرآن

راہنمائے سالکاں تھے چل دیئے ہادی گمشدگان تھے چل دیئے
رہبر حق طالبان تھے چل دیئے مرشد و پیر مغاں تھے چل دیئے

پیر کامل حضرت شیخ القرآن

نام نامی انکا ہے عبدالغفور جانشین ان کے نے عبدالشکور
چرچا ان کے علم کا ہے دور دور دے کر ان کو داغ ہجراں چل دیئے

پیر کامل حضرت شیخ القرآن

سالک خستہ پہ ہے ان کا کرم ان کی شاگردی میں ہے ثابت قدم
اور دل میں ان کی الفت دم بدم دے کر ان کو درد و ارماں چل دیئے

پیر کامل حضرت شیخ القرآن

حکیم محمد مظفر رئیس چک عمر لالہ موسیٰ

”وحید غفار ستار“

(۱۹۷۰)

مرد کامل شیخ قرآن مولوی عبدالغفور کرد رحلت جانب حق نزد پلکھو بر چناب
 ”واصل حق تاجدار اہل سنت“ کن رقم گفت ہاتف با مظفر سال وصالش اے جناب

۱۳۹۰ھ

تھے مفسر محدث فقہی و ادیب اب جسے رو رہے اہل دل قرب و دور
 اے مظفر کر سال رحلت رقم ”رہنمائے جہاں پیر عبدالغفور“

۱۹۷۰

حضرت علامہ پیر عبدالغفور زائر مکہ مدینہ جبل نور
 ہاتھ میں تسبیح زباں پر نام ہو چل پڑے گل گشت کو بہر سرور
 اک ٹرک نے آدیا پیغام یہ یاد کرتے ہیں تمہیں رب غفور
 آپ بھی فی الفور حاضر ہو گئے اے مظفر چھوڑ کر سارے امور
 نزد پلکھو بن گیا پھر کربلا شور و غوغا بڑھ گیا نزدیک و دور
 چل دیئے طارق پیارا چھوڑ کر چاہ غم میں جا پڑا عبدالشکور
 زینت محراب و منبر چل دیا ہو گئی ویراں خطامت بالضرور
 رو رہے ہیں اہل سنت رات دن اڑ گیا اک بلبل باغ حضور
 عالم و فاضل محقق بے ریا نام آور از ہزارہ تا قصور
 شیخ قرآن یاد کرتے ہیں تجھے گوڑہ، گجرات، چمبہ، کان پور
 ہے یہ فرمان نبی بالکل صحیح موت عالم موت عالم ہے ضرور
 از پے مہر علیٰ احمد رضا آپ کو جنت ملیں حور و قصور
 آپ کی اولاد یا رب خوش رہے ہے مظفر کی دعا تا نفع صور
 ساتویں شعبان کی دن تھا جب خدا سے جا ملے صدر الصدور
 جمعہ سال رحلت از سر افسوس ہے کہ ہوا جنت مقام عبدالغفور

محمد منور چشتی جہلم

زیبا ہے تجھ کو عظمت و شوکت ہزاروی
کرتی ہے فخر تجھ پہ یہ ملت ہزاروی

تجھ پہ نظر ہے خاص داتا و مرّ کی
جاری رہے یہ فیض تا قیامت ہزاروی

پیغام مصطفیٰ کا پھیلایا گلی گلی
ہے یاد سب کو تیری خطابت ہزاروی

جتنا کرو یہ فخر کم ہے چشتیو
ہاتھ آگئی تمہارے یہ نسبت ہزاروی

دین متیں پر ہیں پھر چھائی اداسیاں
تیری محسوس ہو رہی ہے ضرورت ہزاروی

مجھ کو بھی رکھ غلامی میں بوساطت فضل کریم
منور کو بخش اپنی محبت ہزاروی

برہان الواصلین قدوة العارفين مخدوم اہلسنت شیخ القرآن ابو الحقائق

پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

کی فاضلانہ، مدلل، مفصل عالمانہ اور عشق مستی میں ڈوبی ہوئی محققانہ

تقاریر بعنوان: میلاد النبی ﷺ، احسان عظیم، تفسیر الم نشرح،

مسئلہ نور، سراج منیر، معراج النبی، ذکر مصطفیٰ ﷺ، ذکر شہادت،

فضائل اہل بیت، شان اولیاء اور فضائل الخضر ت بریلوی

جانشین شیخ القرآن پیر طریقت محقق ابن محقق

حضرت مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی گولڑوی مدظلہ العالی

کی 200 سے زائد علمی و تحقیقی موضوعات پروڈیو اور ڈیو کیسٹس حاصل کرے

کے لئے رابطہ کریں۔

صاحبزادہ محمد عارف ہزاروی شیخ القرآن اکیڈمی

مرکزی جامع مسجد غوثیہ وزیر آباد فون: 600634

دارالعلوم مہر آباد
نظامیہ غوثیہ وزیر آباد (کوئٹہ)

دورہ تفسیر قرآن مجید

زیر سرپرستی: جانشین شیخ القرآن حضرت علامہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی
آستانہ عالیہ چشتیہ غوثیہ مہر آباد شریف وزیر آباد

اہلسنت کی قدیم علمی عظیم درسگاہ جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں ہر سال
۲۰ شعبان المعظم سے جمعۃ الوداع (رمضان المبارک) تک دورہ تفسیر قرآن مجید کی
سپیشل کلاس کا انعقاد ہوتا ہے۔ جس میں ملک کے نامور مفسرین و محدثین طلبہ کو
قرآن مجید کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ اصول تفسیر، تاریخ تفسیر اور دیگر اہم موضوعات
پر نوٹس لکھواتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت شیخ القرآن خواجہ پیر
محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے قرآن مجید کے بارے میں بیان کردہ خصوصی
نکات بھی لکھواتے جاتے ہیں۔ تشنگان علم داخلہ لیکر اپنی علمی پیاس بجھائیں۔ طلبہ
کی خوراک و رہائش کا معقول انتظام بزمہ دارالعلوم ہے۔ جلدہ دستار فضیلت کے
موقع پر تمام فارغ ہونے والے علماء کرام کو کنز الایمان شریف، اسناد، جہ و دستار
اور دیگر انعامات پیش کئے جاتے ہیں۔

قدوة السالكين
واقف رموز حقیقت
حضرت ابوالمخالف

محمد بن عبد الغفور
بزم چشتیہ
رحمۃ اللہ علیہ



سالانہ عرس مبارک

حضرت شیخ القرآن

ولا ینزل الی اللہ
الابناء علی الارض
الصلوات علیہم
واصلیٰ وسلم

المعظم
شعبان
کوہر آباد شریف
میں منعقد ہوتا ہے

محققین
محققین
محققین

حضرت شیخ القرآن
بزم چشتیہ
محمد بن عبد الغفور
بزم چشتیہ
بزم چشتیہ

بزم چشتیہ غفوریہ مہر آباد شریف وزیر آباد

(0437) 600634, 600622



صاحبزادہ پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

کی تصانیف

- 1- کرامات حضرت شیخ القرآنؒ صفحات 64
- 2- 150 علماء، مشائخ، دانشور، اور شعرا کا حضرت شیخ القرآن کو حدیہ عقیدت
- 3- سوانح حیات 3- مناقب حضرت شیخ القرآنؒ صفحات 192 (زیر طبع)
- 4- 20 خطبات پر مشتمل 4- فیضان حضرت شیخ القرآنؒ (زیر طبع)
- 5- مقالات 5- خطبات حضرت شیخ القرآنؒ
- 6- 96- اسلاف حیات جاودان صفحات 96
- 7- 96- ایف اے اسلامیات لازمی 1000 سوالات صفحات 96
- 8- 32- رسالہ 8- حضرت شیخ القرآنؒ کا نعتیہ کلام صفحات 32
- 9- 32- رسالہ 9- آئمہ اربعہ صفحات 32
- 10- 32- رسالہ 10- سنت نماز جنازہ صفحات 32
- 11- 32- رسالہ 11- ملکی وغیر ملکی اخبار و رسائل میں چھپنے والے مقالات صفحات 32 (زیر طبع)



صاحبزادہ پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

کی تصانیف

- 1- کرامات حضرت شیخ القرآنؒ صفحات 64
- 2- 150 علماء، مشائخ، دانشور، اور شعرا کا حضرت شیخ القرآن کو حدیہ عقیدت
- 3- سوانح حیات 3- مناقب حضرت شیخ القرآنؒ صفحات 192 (زیر طبع)
- 4- 20 خطبات پر مشتمل 4- فیضان حضرت شیخ القرآنؒ (زیر طبع)
- 5- مقالات 5- خطبات حضرت شیخ القرآنؒ
- 6- 96 مقالات 6- اسلاف حیات جاودان
- 7- 96 مقالات 7- ایف اے اسلامیات لازمی 1000 سوالات
- 8- 32 مقالات 8- حضرت شیخ القرآنؒ کا نعتیہ کلام
- 9- 32 مقالات 9- آئمہ اربعہ
- 10- 32 مقالات 10- سنت نماز جنازہ
- 11- 32 مقالات 11- ملکی وغیر ملکی اخبار و رسائل میں چھپنے والے مقالات
- 12- (زیر طبع) 12- مقالات ہزاروی